ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی

مارچ 2026ء جلد نمبر 27 شمارہ نمبر 3

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے

Zakat Calculator for Year 2026

Prepared by:Haider Ali Zafar
Ahmadiyya Muslim Jamat Germany

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو۔ آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ سو اپنی پنجوقتہ نمازوں کو ایسے خوف اور حضور سے ادا کرو کہ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہو۔ اور اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔ ہر ایک جو زکوٰۃ کے لائق ہے وہ زکوٰۃ دے“۔ (کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

Index

Zakat Amount per Gram=	€2,70
Zakat Amount per Tola =	€31,48

1Tola=	11.66g

مثال کے طور پر اگر آپ کے پاس 120 گرام طلائی زیورات ہیں تو 120 کو 108 یورو سے ضرب دیں۔ آپ کے پاس طلائی زیورات کی کل مالیت (12960 یورو) نکل آئے گی۔ اب اس کل رقم پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ دینی ہے جو کہ 324 یورو بنتی ہے۔ آج کل (22K) استعمال شدہ سونے کی قیمت 108 یورو فی گرام ہے۔ زکوٰۃ کی رقم جاننے کے لیے درج ذیل گوشوارہ سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

Gold Weight in Tola	Gold Weight in Grams	Cash Amount (Euro)	Zakat Payable Amount (Euro)
7,5	87.45	9444.60	236.12
8	93.28	10074.24	251.86
9	104.94	11333.52	283.34
10	116.60	12592.80	314.82
11	128.26	13852.08	346.30
12	139.92	15111.36	377.78
13	151.58	16370.64	409.27
14	163.24	17629.92	440.75
15	174.90	18889.20	472.23
16	186.56	20148.48	503.71
17	198.22	21407.76	535.19
18	209.88	22667.04	566.68
19	221.54	23926.32	598.16
20	233.20	25185.60	629.64
25	291.50	31482.00	787.05
30	349.80	37778.40	944.46

Formula	Number of grams x 2,70 = Answer is Payable Zakat amount
	Number of Tolas x 31,48= Answer is Payable Zakat amount

نوٹ:۔ زکوٰۃ کے بارے میں نیشنل شعبہ تربیت کی طرف سے ایک کتابچہ اردو اور جرمن زبانوں میں شائع کیا گیا۔ مزید معلومات کے لیے اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ لنک درج ذیل ہے۔

https://tarbiyyat.de/wp-content/uploads/2026/01/Zakaat-DEUR.pdf

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

23 مارچ کا عہد نامہ

پنجاب کے شہر لدھیانہ کے ایک سادہ سے گھر میں 22 مارچ کی شام ہندوستان کے دُور دراز علاقوں سے سفر کر کے پروانے ایک نورعلی نور شمع کے گرد جمع ہونے لگتے ہیں۔ ہر پروانہ جاں نثاری اور شوقِ قربانی میں دوسرے سے بڑھ کر جذبہ سے سرشار نظر آتا ہے۔ ہر چند کہ کسی کو ’’کل‘‘ کا علم نہیں مگر ایمان بالغیب کا مرقّع ہے۔ رات بھر تسبیح و تحمید، استغفار اور دعاؤں میں مشغول رہتے ہیں کہ کسی طرح قبول کر لیے جائیں۔ اگلے روز کچھ اور بھی پروانے اُڑتے ہوئے اس پاکیزہ و مقدس ماحول میں آ شامل ہوتے ہیں۔ کیا بابرکت نظارہ تھا اور کیا مبارک وہ وجود تھے جنہیں باری باری ایک کچی سی کوٹھڑی میں بلایا جانے لگتا ہے جس میں اس زمانہ کی تاریکیوں کو دور کرنے کے لیے مامور کیے جانے والے نورانی وجود کا ہاتھ ہوتا ہے جس پر یہ پروانے پہلے سے شائع شدہ ایک عہد نامہ کی شرائط پر بصدقِ دل اپنے آپ کو بیچ ڈالتے ہیں اور اعلان کرتے ہیں، جو ہمارا تھا وہ اب دلبر کا سارا ہو گیا، آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا۔

یہ مقدّس ہاتھ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مبعوث فرمایا تھا، وہی امام مہدی جن کے بارے میں محبوب کبریاء صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ اس کا زمانہ پاؤ تو اس کے پاس لازماً پہنچنا خواہ برف کے تودوں پر سے گزر کر جانا پڑے اور جاتے ہی اسے میرا اسلام کہنا اور اس کے ہاتھ پر بس بِک جانا۔ اور یہ کچی کوٹھڑی پنجاب کے شہر لدھیانہ کے ایک مریدِ باصفا حضرت صوفی احمد جان صاحب کے گھر میں تھی جو ’’تم مسیحا بنو خدا کے لیے‘‘ کہتے کہتے اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے تھے۔ آج یہی کچی کوٹھری ’’دارالبیعت‘‘ کے نام سے مقاماتِ مقدسہ میں شامل ہے۔

اِخلاص اور محبّت کے چشمۂ صافی سے سیراب یہ چالیس پروانے، اِستخارہ مسنون کے بعد یہاں مسیح پاک کے ہاتھ پر بِک جانے کے لیے حاضر ہوئے تھے چنانچہ وہ حقیقتاً بِک گئے اور اپنا تن من دھن قربان کر کے قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَ نُسُکِیۡ وَ مَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ کی عملی تفسیر بن گئے اور بیعت توبہ برائے حصولِ تقویٰ وطہارت کا حق ادا کر گئے۔ بیعت کے بعد پیدا ہونے والے اسی تغیّر کی نسبت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے بتایا ہے:

’’مَیں نے قرآن بھی پڑھا تھا مولانا نورالدینؓ کے طفیل سے حدیث کا شوق بھی ہو گیا تھا۔ گھر میں صوفیوں کی کتابیں بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ مگر ایمان میں وہ روشنی اور نورِ معرفت میں ترقی نہ تھی جو اب ہے اس لئے میں اپنے دوستوں کو اپنے تجربے کی بناء پر کہتا ہوں کہ یاد رکھو اس خلیفۃ اللہ کے دیکھنے کے بدوں صحابہ کا سا زندہ ایمان نہیں مل سکتا‘‘۔

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 342 طبع 2007ء)

اس عہد نامہ کی شرائط جن کی تعداد دس ہے دراصل اسلامی تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ ان پر عمل دینی، دنیوی اور علمی و عملی کامیابی کی ضمانت ہے اور اس پر بیعت کرنے والے السابقون الاوّلون کے گروہ کی زندگیاں گواہ ہیں۔ آج کے اس دور میں اس عہد نامہ کو سامنے رکھنے کی ضرورت بہت بڑھ گئی ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز گزشتہ دو دہائیوں سے اسی طرف توجہ دلاتے چلے آ رہے ہیں۔ چند ہفتے قبل بھی جلسہ سالانہ قادیان کے اختتامی خطاب میں ایک مرتبہ پھر ان الفاظ میں ہمیں جھنجوڑا ہے:

’’ہر احمدی کو شرائطِ بیعت کو وقتاً فوقتاً اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ جنہوں نے شرائطِ بیعت اپنے گھروں میں سامنے نہیں لٹکائیں، وہ اب لگالیں۔ اس سے پتہ لگتا رہے گا کہ شرائطِ بیعت کیا ہیں اور جب ان کو پڑھیں گے تو اپنی اصلاح کی بھی کوشش ہوتی رہے گی۔‘‘

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ماہنامہ **اخبار احمدیہ** جرمنی

رمضان/شوال 1447 ہجری قمری | مارچ 2026ء | جلد نمبر 27 | شمارہ نمبر 3 | امان 1405 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: لیلۃ القدر، ہزار مہینوں سے بہتر رات
06	منظوم کلام: خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں
07	خطبہ جمعہ: لیلۃ القدر اور رمضان کا آخری جمعہ
13	اعتکاف اور عید الفطر کے مسائل
17	سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی
21	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارہاص
24	دورانِ سال 2025ء وفات پا جانے والے موصیان جماعت احمدیہ جرمنی
25	پنڈت لیکھرام کا عبرتناک انجام
28	ملکی و عالمی خبریں
29	سب سخن کے جام بھرتے ہیں اسی سرکار سے
32	دوسرا نیشنل سوشل میڈیا سیمینار
33	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرؤیا
37	حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں ہدایات بر موقع ملاقات نیشنل عاملہ جماعت جرمنی
41	سالِ نو کے آغاز پر تقاریب کا انعقاد
43	محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
45	آدھی صدی کا سفر
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جا سکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست
محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ
محمد الیاس منیر

مدیران
اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین
سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ
عبدالرحمٰن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ
آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق
احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی
سعید اللہ خان

مینیجر
سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین
محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722
PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

28

04

38

33

21

17

41

32

25

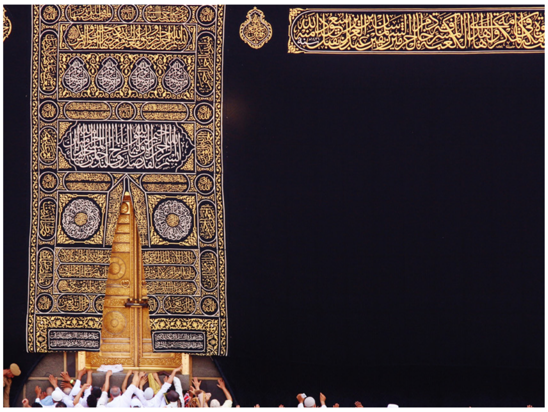

قال اللہ جل جلالہ

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۲﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰٮکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۳﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ
شَہۡرٍ ؕ﴿۴﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۵﴾ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ
حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۶﴾ (سورۃ القدر)

یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ بکثرت نازل ہوتے ہیں اُس میں فرشتے اور روح القدس اپنے ربّ کے حکم سے۔ ہر معاملہ میں۔ سلام ہے۔ یہ (سلسلہ) طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

(صحیح بخاری کتاب الصیام)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
شبِ قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں میں ڈھونڈو۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس لیلۃ القدر کے زمانہ میں جو قیامت تک ممتد ہے ہر ایک حکمت اور معرفت کی باتیں دنیا میں شائع کر دی جائیں گی اور انواع اقسام کے علوم غریبہ و فنون نادرہ و صناعات عجیبہ صفحۂ عالم میں پھیلا دیے جائیں گے اور انسانی قویٰ میں موافق ان کی مختلف استعدادوں اور مختلف قسم کے امکان بسطت علم اور عقل کے جو کچھ لیاقتیں مخفی ہیں یا جہاں تک وہ ترقی کر سکتے ہیں سب کچھ بمنصۂ ظہور لایا جائے گا لیکن یہ سب کچھ ان دنوں میں پرزور تحریکوں سے ہوتا رہے گا کہ جب کوئی نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں پیدا ہو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 159، 160)

لیلۃ القدر
ہزار مہینوں سے بہتر رات

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ سورۃ القدر میں بیان فرماتا ہے بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اُس کا کلام اور اُس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان سے اُتارا گیا ہے اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اُترتا ہے۔تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر کیا چیز ہے؟ لیلۃ القدر اُس ظلمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالطبع تقاضا کرتا ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے۔اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے۔مگر درحقیقت یہ رات نہیں ہے۔یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہم رنگ ہے۔(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 32)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لیل وہ ظلمت کا زمانہ ہے جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سے پہلے کا زمانہ تھا۔ جس کو عام طور پر ایام جاہلیت کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور قدر دال کی سکون کے ساتھ وہ قابلِ قدر زمانہ ہے جس زمانہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت شروع ہوئی اور اس کی مدّت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں سے 23 سال کی مدّت تھی جس میں ابتداء الیٰ آخر سارے قرآن شریف کا نزول ہوا۔ایک طرف ظلمت کے ایام ختم ہوئے اور دوسری طرف قابلِ قدر زمانہ شروع ہوا۔(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 292)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

اس لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ میں جو معارف اور علوم کھلے ہیں وہ ہزار عالم سے بہتر ہیں... اس مضمون سے مسلمانوں کو اس طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ جب بھی اسلام پر کوئی مصیبت کا زمانہ آئے انہیں علماء ظاہر کی امداد پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں چاہئے کہ ایسے تاریک زمانوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اترنے والی امداد کی طرف نظر رکھا کریں کہ جو کچھ آسمانی امداد اور ہدایت سے انہیں حاصل ہو گا وہ ظاہری علماء کی مجموعی کوششوں سے حاصل نہ ہو سکے گا... خدا تعالیٰ نے ان دنوں میں بھی حسب بشارات قرآنیہ اور حسب وعدہ اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ اپنا ایک مامور بھیجا ہے لیکن لوگوں کی اس طرف توجہ نہیں بلکہ خود ساختہ علاجوں کی طرف مائل ہیں۔(تفسیر کبیر جلد 13 صفحہ 489)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

لیلۃ القدر وہ اندھیری رات یا وہ اندھیرا زمانہ ہے جس میں اللہ کی طرف سے اندھیروں کے دور کرنے اور روشنی کے ظہور کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور لیلۃ القدر انفرادی بھی ہوتی ہے اور اجتماعی بھی ہوتی ہے۔احادیث میں جہاں یہ ذکر ہے کہ سارے سال میں کسی وقت لیلۃ القدر ہو سکتی ہے وہ ذکر انفرادی لیلۃ القدر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔اجتماعی لیلۃ القدر ایک تو (جیسا کہ احادیث اس طرف اشارہ کر رہی ہیں) رمضان کی آخری دس راتوں میں سے ایک رات ہوتی ہے یا اجتماعی لیلۃ القدر انبیاء کا وہ اندھیرا زمانہ ہوتا ہے جس میں وہ نازل ہوتے اور جس کے اندھیروں کو ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ دور کرتا ہے۔

(انوارالقرآن جلد 3 صفحہ 645)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

یہ زمانہ جو ہمارا زمانہ ہے یہ لیلۃ القدر کا زمانہ ہے۔پس آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں لیکن ان معنوں میں لیلۃ القدر کی تلاش کریں کہ وہ آپ کی زندگی سنوار دے اور آپ اسلام کی اس لیلۃ القدر میں شامل ہو جائیں جو لیلۃ القدر ایک صبح کی خوشخبری لائی ہے اور یہ صبح اب کبھی ختم نہیں ہوگی یا نہیں ہونی چاہئے۔اس بات کا انحصار کہ کبھی ختم نہیں ہوگی ہر احمدی کی ذات پر ہے۔(خطبات طاہر جلد 17 صفحہ 57)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

صرف آخری عشرہ کی عبادتیں لیلۃ القدر دیکھنے کا باعث نہیں بن جاتیں بلکہ انسان کو اپنے مقصدِ پیدائش کو سامنے رکھتے ہوئے جب اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اگر چاہے تو اپنے بندوں کی تسلی کے لئے ان کو اپنے خاص فضل سے نوازتے ہوئے ان سے اپنے قرب کا اظہار کرنے کے لئے وہ کیفیت پیدا کر دیتا ہے، وہ حالت پیدا کر دیتا ہے جس میں ایک عابد بندے کو یہ خاص رات میسر آجاتی ہے۔ اور ایک عجیب روحانی کیفیت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہو جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 27 اگست 2010ء)

خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں

جو عشّاق اُس ذات کے ہوتے ہیں
وہ ایسے ہی ڈر ڈر کے جاں کھوتے ہیں

وہ اُس یار کو صدق دِکھلاتے ہیں
اِسی غم میں دیوانہ بن جاتے ہیں

خدا کے جو ہیں وہ یہی کرتے ہیں
وہ لعنت سے لوگوں کی کب ڈرتے ہیں

وہ ہو جاتے ہیں سارے دلدار کے
نہیں کوئی ان کا بجز یار کے

وہ جاں دینے سے بھی نہ گھبراتے ہیں
کہ سب کچھ وہ کھو کر اسے پاتے ہیں

وہ دلبر کی آواز بن جاتے ہیں
وہ اس جاں کے ہمراز بن جاتے ہیں

وہ ناداں جو کہتا ہے دَر بند ہے
نہ الہام ہے اور نہ پیوند ہے

نہیں عقل اس کو نہ کچھ غور ہے
اگر وید ہے یا کوئی اور ہے

یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں
خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں

اگر اس طرف سے نہ آوے خبر
تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر

مگر کوئی معشوق ایسا نہیں
کہ عاشق سے رکھتا ہو یہ بغض و کیں

خدا پر تو پھر یہ گماں عیب ہے
کہ وہ راحم و عالم الغیب ہے

(انتخاب از درِّثمین ''چولہ بابانانک رحمۃاللہ علیہ'')

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

لیلۃ القدر اور رمضان کا آخری جمعہ

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جولائی 2014ء کا متعلقہ متن

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

رمضان کا آخری عشرہ بھی بڑی تیزی سے گزر رہا ہے۔ اس عشرے میں دو چیزوں کی طرف مسلمان زیادہ توجہ رکھتے ہیں یا انہیں بہت اہمیت دیتے ہیں، ان میں سے ایک تو لیلۃ القدر ہے اور دوسری چیز جمعۃ الوداع۔ ان میں سے ایک یعنی لیلۃ القدر تو ایک حقیقی اہمیت رکھنے والی چیز ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہے۔ احادیث میں اس کا مختلف روایتوں میں ذکر ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں بھی اس کا ذکر موجود ہے لیکن جمعۃ الوداع کو تو خود ہی مسلمانوں نے یا علماء کی اپنی خود ساختہ تشریح نے غلط رنگ دے دیا ہے۔ آج مَیں ان ہی دو باتوں کی طرف توجہ دلاؤں گا یا ان کی اہمیت اور حقیقت کے بارے میں مختصر ذکر کروں گا۔ آج بھی مَیں نے کچھ استفادہ حضرت مصلح موعودؓ کے خطبات سے کیا ہے۔

لیلۃ القدر کے بارے میں مختلف راویوں نے مختلف تاریخیں بتائی ہیں۔ کسی نے اکیس رمضان بتائی۔ کسی نے تیئس سے انتیس تک کی تاریخیں بتائیں۔ بعض اسی بات پر پکے ہیں کہ ستائیس یا انتیس لیلۃ القدر ہے۔ لیکن بہرحال عموماً اس بارے میں یہی روایت ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ آخری دس دنوں میں، دس راتوں میں تلاش کرو۔

بہرحال لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی ایک حقیقت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس خاص رات کی معین تاریخ کا بھی علم دیا گیا جس میں ایک حقیقی مومن کو قبولیتِ دعا کا خاص نظارہ دکھایا جاتا ہے اور دعائیں بالعموم سنی جاتی ہیں۔ لیکن روایات سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ دو مسلمانوں کی ایک غلطی کی وجہ سے یہ معین تاریخ آپؐ کو بھول گئی۔ اس ساعت کا علم ہونا، اس گھڑی کا علم ہونا کوئی معمولی چیز نہیں اور اسی لئے آنحضرتؐ کے دل

میں قدرتی طور پر ایک خواہش پیدا ہوئی کہ اس کا جو علم خداتعالیٰ نے مجھے دیا ہے تو میں مومنین کی جماعت کو بھی بتاؤں۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب آنحضرتؐ کو یہ علم دیا گیا تو آپ خوشی خوشی گھر سے باہر آئے تا کہ لوگوں کو بھی اس کی اطلاع دیں اور وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں مگر جب باہر تشریف لائے تو دیکھا دو مسلمان لڑ رہے ہیں۔ آپ ان کی لڑائی اور اختلاف مٹانے میں مصروف ہوئے تو اس کی تاریخ کی طرف سے آپ کی توجہ ہٹ گئی۔ لگتا ہے کافی وقت آنحضرت ﷺ کو ان دونوں اشخاص کی صلح کرانے میں لگا یا معاملے کو سلجھانے میں لگا۔ بہرحال جب آپ دوبارہ اس طرف متوجہ ہوئے کہ مَیں تو لیلۃ القدر کی تاریخ بتانے آیا تھا تو آپ اس وقت تک وہ معین تاریخ بھول چکے تھے بلکہ حدیث میں 'بھلا دیا گیا' کے الفاظ بھی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے لکھا ہے کہ حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھولے ہی نہیں تھے بلکہ الٰہی تصرف سے اس گھڑی کی یاد اٹھا لی گئی تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا کہ اس جھگڑے کی وجہ سے یا اختلاف کی وجہ سے اس گھڑی کا علم اٹھا لیا گیا ہے اس لئے اب معین تو نہیں لیکن اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

اس سے ایک بڑا اہم نکتہ حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا ہے کہ وہ گھڑی جس کی مناسبت کی وجہ سے اسے لیلۃ القدر کہا گیا ہے وہ قومی اتحاد و اتفاق سے تعلق رکھتی ہے۔ پس یہ بڑا اہم نکتہ ہے۔ ہم حدیث سنتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر وہ دونوں مسلمان نہ لڑتے تو یہ معین تاریخیں ہمیں پتا چل جاتیں۔ لیکن اس اہم بات کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے کہ وہ گھڑی جس کی مناسبت سے اسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے وہ قومی اتفاق و اتحاد سے تعلق رکھتی ہے اور جس قوم میں سے اتحاد و اتفاق مٹ جائے اس سے لیلۃ القدر بھی اٹھا لی جاتی ہے۔

آج بڑے افسوس سے ہمیں یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے مسلمان ممالک کی بدقسمتی ہے کہ ان میں اتفاق و اتحاد نہیں رہا۔ رعایا رعایا سے لڑ رہی ہے۔ رعایا حکومت سے بھی لڑ رہی ہے اور حکومت رعایا پر ظلم کر رہی ہے۔ گویا نہ صرف اتفاق و اتحاد نہیں رہا بلکہ ظلم بھی ہو رہا ہے۔ اور پھر ظلم پر زور بھی دیا جا رہا ہے۔ پس اس اتفاق و اتحاد کی کمی کا نتیجہ ہے کہ غیروں کو بھی جرأت ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جو چاہیں کریں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اسرائیل بھی ظالمانہ طور پر اس وقت معصوم فلسطینیوں کو قتل کرتا چلا جا رہا ہے۔ اگر مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد ہوتا اور وہ خداتعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والے ہوتے تو مسلمان ممالک کی اتنی بڑی طاقت ہے کہ پھر اس طرح ظلم نہ ہوتے۔ جنگ کے بھی کوئی اصول و ضوابط ہوتے ہیں۔ اسرائیل کے مقابل پر فلسطینیوں کی کوئی طاقت نہیں۔ اگر یہ کہا جاتا ہے کہ حماس والے بھی ظلم کر رہے ہیں تو مسلمان ملکوں کو ان کو بھی روکنا چاہئے۔ لیکن ان دونوں کے ظلموں کی نسبت ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص اپنے ڈنڈے سے ظلم کر رہا ہے اور دوسری طرف ایک فوج توپیں چلا کر ظلم کر رہی ہے۔ مسلمان ممالک سمجھتے ہیں (گزشتہ دنوں ترکی میں سوگ منایا گیا) کہ سوگ منا کر انہوں نے اپنا حق ادا کر دیا۔ اسی طرح مغربی طاقتیں بھی اپنا کردار ادا نہیں کر رہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ دونوں طرفوں کو سختی سے روکا جاتا۔ بہرحال ہم تو دعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مظلوموں اور معصوموں کو ان ظلموں سے بچائے اور امن قائم ہو۔ اسی طرح مسلمان ممالک کے اپنے اندر بھی جو ایک دوسرے کے اوپر ظلم کئے جا رہے ہیں اور فساد بڑھ رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی عقل دے۔ اور کلمہ گو دوسرے کلمہ گو کے خون سے جو ہاتھ رنگ رہے ہیں اس سے یہ لوگ بچیں۔ آپس میں بھی اتفاق و اتحاد قائم ہو۔ اس کے بغیر نہ ان کی عبادتوں کے حق ادا ہو سکتے ہیں نہ یہ حسرت پوری ہو سکتی ہے کہ ہمیں لیلۃ القدر ملے۔ کیونکہ جب قوم میں اتفاق و اتحاد مٹ جائے، ختم ہو جائے تو لیلۃ القدر بھی اٹھا لی جاتی ہے۔ پھر صرف راتیں اور ظلمتیں ہی، اندھیرے ہی مقدر بنتے ہیں۔ ترقی رک جاتی ہے۔

لیلۃ القدر کے معنی ہیں کہ وہ رات جس میں انسان کی قسمت کا اندازہ کیا جاتا ہے اور یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ آئندہ سال میں اس سے کیا معاملہ ہو گا۔ وہ کہاں تک بڑھے گا اور ترقی کرے گا۔ کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے اور کیا نقصان اٹھانے پڑیں گے۔ انسانی ترقی کے تمام فیصلے لَیْل یعنی ظلمت میں ہی ہوتے ہیں۔ اس ترقی کی مثال جسمانی ترقی سے جوڑتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمائی کہ قرآنِ کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی جسمانی ترقی بھی متواتر ظلمتوں میں ہوتی ہے۔ ماں کا پیٹ بھی کئی ظلمتوں کا مجموعہ ہے اور وہیں انسان کی جسمانی ترقی کا فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر ان دنوں میں پرورش اچھی طرح نہ ہو تو بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ یہ تو ثابت شدہ ہے کہ ماں کے ظاہری ماحول کا بچے پر اثر ہوتا ہے۔ اسی طرح ماں کی خوراک وغیرہ کا بچے پر اثر ہوتا ہے۔ بچے کی اخلاقی حالت بھی اچھی نہیں ہو گی اگر ماحول اچھا نہیں۔ یہاں تک کہ خوفزدہ ماؤں کے بچے دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کر سکتے بلکہ بعض دفعہ بیرونی خوف کی وجہ سے دماغی طور پر بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ دورانِ حمل اچھی خوراک اور اچھے ماحول کا بچے کی صحت پر اچھا اثر پڑ رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں دورانِ حمل عورت کا روزہ رکھنا جو ہے وہ ناپسند کیا گیا ہے، اس سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اس سے بچے کی پرورش میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شریعت نے ایسے مواقع پر طلاق کو بھی ناپسند کیا ہے کیونکہ اس سے جو صدمہ ہوتا ہے اس سے بھی بچے کی پرورش میں کمزوری ہو جاتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ایسی حالت میں اسلام نے نکاح کو بھی ناجائز قرار دیا ہے کیونکہ اس سے جذبات کے ہیجان کی وجہ سے بچے کی پرورش پر برا اثر پڑتا ہے۔

پھر اسلام نے میاں بیوی کو شیطانی خیالات سے بچنے کی دعا بھی سکھائی ہے تا کہ ایسے خیالات پیدا نہ ہوں جو آئندہ آنے والی اولاد میں بھی پیدا ہو جائیں۔ یہ دعا دونوں کریں کہ ہماری رگوں میں خون کے ساتھ جو شیطان دوڑ رہا ہے۔ (حدیث میں آتا ہے ناں کہ ہر انسان کی رگوں میں

خون کے ساتھ شیطان دوڑ رہا ہے) اسے ہم سے علیحدہ کر دے تاکہ اولاد شیطان سے پاک ہو۔

پس شریعت نے بچے کی پرورش کے لئے ان دنوں میں خصوصاً احتیاط سکھائی ہے جبکہ وہ ظلمات میں ہوتا ہے، اندھیروں میں ہوتا ہے اور یہ احتیاط کا سلسلہ اس وقت تک جاری رکھا جب تک کہ ظلمات کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسی طرح بچے کے ماں کے دودھ کے پینے کے دن بھی اس سلسلے کی لمبائی ہیں (وہاں تک پھیلا ہوا ہے) کیونکہ ان دنوں میں ابھی بچہ اپنی زندگی کے لئے دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا بلکہ ماں کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ان دنوں میں بھی ماں کو روزے رکھنے کی ممانعت ہے تاکہ بچے کی پرورش اور اس کی صحت پر برا اثر نہ پڑے۔ پس جس طرح جسمانی ترقیات ظلمت میں ہوتی ہیں اسی طرح روحانی ترقیات بھی رات میں ہی ہوتی ہیں۔ ہر قوم کی روحانی ترقی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی اس قوم کی ابتدائی قربانی ہو اور اس کی ترقیات کی عمر کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ کسی بھی قوم کی عمر کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اس کی ترقیات کا معیار اس کی لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص جتنا خدا کا پیارا ہوا تنے ہی اسے ابتلا پیش آتے ہیں۔ پس ہمیں بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہم بھی بعض جگہ ابتلا میں سے گزر رہے ہیں۔ یہ لیلۃ القدر ہی ہے۔ اس ابتلا کی وجہ سے حقیقی لیلۃ القدر کی تلاش بھی اسی شدت سے ہوتی ہے۔ دعاؤں کی طرف توجہ بھی اسی وقت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر انسان اسی وقت جھکتا ہے جب تکلیف میں بھی ہو۔ جو تربیت اور پرورش کے دور کو پھر کامیابی سے گزارتی ہے۔ لیکن اگر اس میں ہم اپنے اتفاق واتحاد کے معیاروں کو ضائع کرتے گئے تو لیلۃ القدر کا صحیح فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ اگر اپنی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا سمجھتے ہوئے کرتے چلے جائیں گے تو کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے چلے جائیں گے۔ اور کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے ہوئے ایک نئی زندگی پانے والے ہوں گے ایک نئے رنگ میں ابھریں گے۔ آپس کے اتفاق واتحاد کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے قائم رکھیں گے تو ترقی کی نئی منزلیں ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھیں گے۔

پس یہ بہت اہم نکتہ ہے جسے ہم میں سے ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے کہ جب اس لیلۃ القدر میں سے کامیاب گزریں گے تو ترقی کرنے اور اس میں بڑھتے چلے جانے کے فیصلے بھی غیر معمولی ہوں گے۔ فیصلے تو اللہ تعالیٰ نے کرنے ہیں، دعائیں تو اللہ تعالیٰ نے سننی ہیں، لیلۃ القدر تو اللہ تعالیٰ نے دکھانی ہے۔ پس ان باتوں کی پابندی بھی ضروری ہے جو لیلۃ القدر کے حاصل کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ پھر مطلع الفجر بھی غیر معمولی ہوتا ہے اور پھر جو دن طلوع ہوگا یہ غیر معمولی کامیابیوں کے ساتھ نظر آئے گا۔ پس لیلۃ القدر سے فیض یاب ہونے کے لئے ہمیں ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔

لیلۃ القدر اس قربانی کی ساعت کا نام ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو اور جو خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جائے اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع کا سودا نہیں ہے۔ پس مقبول قربانیوں کی کوشش کرنی چاہئے۔ اسلامی جنگوں میں مثلاً جنگ بدر میں کفّار بھی مارے گئے اور مسلمان بھی لیکن کفّار کا مارے جانا لیلۃ القدر نہیں تھا ان کی قربانیاں لیلۃ القدر نہیں تھیں لیکن مسلمانوں کا شہید ہونا لیلۃ القدر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کو مقبول قرار دیا۔ یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ جس تکلیف کی خدا تعالیٰ کوئی قیمت مقرر نہیں کرتا وہ لیلۃ القدر نہیں ہے وہ سزا ہے، عذاب ہے۔ مگر وہ تکلیف جس کے لئے خدا قیمت مقرر کرتا ہے وہ لیلۃ القدر ہے یعنی ظلمت بلا اور دکھ جس کا بدلہ دینے کا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے وہ لیلۃ القدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ایسی ساعتیں مقرر کی ہیں جن میں وہ جو قربانیاں کرے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں مقبول ہوتی ہیں۔ یقیناً جماعت احمدیہ اس کے نظارے دیکھتی ہے اور دیکھ رہی ہے۔ بعض ملکوں میں احمدیوں کے خلاف شدید حالات ہیں۔ یہ شدید حالات جہاں ان کے لئے طلوع فجر کی خوشخبری دے رہے ہیں وہاں اس لیلۃ القدر کے نتیجہ میں دنیا کے ملک ملک اور شہر شہر میں احمدیت کے بچوں کی پیدائش ہوتی چلی جا رہی ہے۔ نئی نئی جماعتیں قائم ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ پس اس سے مزید فیض یاب ہونے کے لئے، لیلۃ القدر کی مزید برکات سمیٹنے کے لئے ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہمارا آپس کا اتفاق واتحاد پہلے سے بڑھ کر ہوگا اور اگر اس میں کہیں رخنے پیدا ہو رہے ہیں، دراڑیں پیدا ہو رہی ہیں تو ہم فوری طور پر انہیں بھریں گے۔ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ کی مثال بن کر لیلۃ القدر کا حقیقی فیض پائیں گے۔

پس اس رمضان میں ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہئے کہ آپس کی انفرادی رنجشیں بھی ختم کریں تاکہ انفرادی طور پر لیلۃ القدر سے فیض پا سکیں اور لیلۃ القدر کے جو پھل، جو کامیابیاں، جو ترقیاں، جو انعامات جماعتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہیں ان سے بھی ہم حصہ لے سکیں۔ ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جوں جوں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش بڑھ رہی ہے اسی تیزی سے دشمن بھی ہمارے لئے روکیں اور مشکلات کھڑی کرے گا اور کر رہا ہے۔ ابتلاء میں ڈالنے کی کوشش کرے گا اور کر رہا ہے اور یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ صرف چند ملکوں میں یہ محدود ہے۔ حسد کی آگ ترقی کو روکنے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتی ہے اور ہر جگہ یہ کرے گی لیکن لیلۃ القدر کے آنے کی خوشخبری ہمیں ان کے بداثرات سے بچنے اور جماعتی ترقی کے لئے کی گئی دعاؤں کی قبولیت کا بھی پتا دے رہی ہے۔

پس جب تک ہم اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے لیلۃ القدر سے بھی فیض پاتے رہیں گے۔ مومنین کا مقصد اور کوشش اور خواہش یہ ہوتی ہے کہ جماعت کی ترقی کو اس اعلیٰ معراج پر دیکھیں جس کے وعدے خدا تعالیٰ نے کئے ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہو کر ہمیں اس طریق سے ان ترقیات کا حصہ بننے کی کوشش کرنی چاہئے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں بتایا ہے اور وہ طریق ان دو باتوں میں آ جاتا ہے جو آپ نے اپنی بعثت کے مقصد کے بارے میں ہمیں بتائی ہیں۔ یعنی ایک یہ کہ بندے کو خدا سے ملا دیا جائے اور دوسرے یہ

کہ انسان کو دوسرے انسان کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا بنایا جائے۔ پس یہ دو کام ہیں جو ہمارے ذمہ ہیں کہ اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بھی اونچا کریں اور اپنے اختلافات اور جھگڑوں کو مٹا کر ایک دوسرے کے حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ کریں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ حق ادا ہو رہے ہوں اور پھر رنجشیں بھی قائم ہوں، اختلافات بھی قائم ہوں۔ پس اس اصول پر اگر ہم چلتے رہے تو لیلۃ القدر کی حقیقت کو سمجھنے والے بھی ہوں گے اور اس کو پانے والے بھی ہوں گے۔ لیلۃ القدر کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ اس طرح بھی تعریف فرمائی ہے۔ فرمایا کہ ''لیلۃ القدر انسان کے لئے اس کا وقتِ اصفیٰ ہے''۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد چہارم صفحہ 673 مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی زندگیوں کو پاک کرنے کے لئے ایسی لیلۃ القدر بھی ہمیں تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور وہی حقیقی لیلۃ القدر ہو گی جب ہم اپنی زندگیوں کو پاک کرنے والے ہوں گے۔

دوسری بات جیسا کہ میں نے کہا جمعۃ الوداع ہے۔ اس کے بارے میں بھی عجیب عجیب تصورات راہ پا چکے ہیں۔ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق دی اور غلط قسم کے خیالات سے ہمیں پاک کیا اور ان خیالات سے ہمیں، ایک احمدی کو پاک ہونا چاہئے ورنہ احمدی ہونے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سے غیر احمدیوں کا تو یہ خیال ہے کہ رمضان کے آخری جمعہ میں شامل ہو جائیں تو جان بوجھ کر چھوڑی ہوئی نمازیں یا جو بھی نمازیں ہیں ان کی بھی معافی مل جاتی ہے۔ سب فرض ادا ہو گیا۔ یعنی آج ایک خطبہ سن کر اور دو رکعت نماز پڑھ کے گویا گزشتہ سب برائیوں سے انسان پاک ہو جاتا ہے یا پاک ہو جائیں گے اور اس عرصے میں اللہ تعالیٰ کے ایک انسان پر جتنے فضل اور احسان ہوتے ہیں رمضان کا یہ آخری جمعہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں اور احسانوں کا بدلہ اتر جائے گا۔ ان لوگوں کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی الوہیت نعوذ باللہ ان کے ان چار سجدوں پر منحصر ہے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر یہ بڑا احسان کیا کہ چار سجدے کر کے اس کی الوہیت کو نعوذ باللہ قائم کر دیا۔ پس اس نیت سے جمعہ پڑھنے والوں کو نہ جمعۃ الوداع کوئی فائدہ دیتا ہے نہ رمضان کوئی فائدہ دیتا ہے نہ لیلۃ القدر کا آنا ان کے لئے کوئی فائدہ ہے۔ وہ تو دوسروں کے لئے آئے گی۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات بطور احسان کے ہوتے ہیں۔ ان پر عمل کر کے ہمارا ہی فائدہ ہے۔ یہ کوئی چٹّی نہیں ہے کہ اس کے نہ کرنے کے لئے حیلے بہانے تلاش کئے جائیں۔ حیلے بہانے تو ان چیزوں کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں جو بطور سزا یا جرمانے کے ہوں۔ کوئی عقلمند انسان اس چیز پر عمل نہ کرنے کے بہانے تلاش نہیں کرتا جو اس کے فائدے کے لئے ہو۔ کون ہے جو یہ سوچ رکھتا ہے کہ اس کی اولاد نہ ہو۔ اس کی بیماریاں اچھی نہ ہوں۔ وہ یا اس کے بچے علم سے محروم رہیں۔ اس کے قریبی عزیز اور دوست سکھ اور آرام نہ پائیں۔ اس کی اولاد عزّت پانے والی نہ ہو۔ یہ تو کوئی نہیں چاہتا۔ حیلے تو اس کے الٹ باتوں کے لئے تلاش کئے جاتے ہیں۔ انسان حیلے یا بہانے مشکلات سے بچنے کے لئے کرتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ کے احکام سے بچنے کے لئے اگر ہم بہانے تلاش کریں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اس کے احکامات کو ہم قہر، مصیبت اور دکھ سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی طرف سے آنے والی ہر بات اور اس کی ہدایات ہماری بھلائی اور ہمیں سکھ پہنچانے کے لئے ہیں۔ پس چاہئے کہ اس کے احکامات کی طرف ہم توجہ دیں۔ یہ احکامات چاہے اس کی عبادتوں کے بارے میں ہیں یا دوسرے متفرق احکامات ہیں، سب ہماری بھلائی کے لئے ہیں۔ پس کسی بھی حکم کو چٹّی سمجھنا اللہ تعالیٰ کے فیض سے اپنے آپ کو محروم کرنے والی بات ہے۔ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں زندگی دینے والا اس دنیا میں بھیجنے والا خدا ہے۔ اور جو اس دنیا میں بھیجنے والا ہے اُس نے ہمارے لئے ایک مقصدِ حیات بھی رکھا ہے اور وہ ہے۔ فرمایا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذاریات: 51) یعنی میں نے جنّ اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ پس جب پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ تو یہ کسی خاص دن اور کسی خاص جمعہ سے وابستہ نہیں ہے بلکہ ہر نماز اور ہر جمعہ فرض ہے۔ علاوہ نوافل کے جو انسان اپنی طاقت اور حالات کے مطابق خدا تعالیٰ کا مزید قرب حاصل کرنے کے لئے پڑھتا ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو اپنی تمام تر طاقتوں کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے اور خاص طور پر عبادت جو زندگی کا بنیادی مقصد ہے اُس پر تو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور پھر اس عبادت کا فائدہ ہمیں ہی ہے۔ یہ نہیں کہ عبادت بے فائدہ ہے۔ اس کا فائدہ بھی ہمیں پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اُلوہیت تو ہماری عبادت کے بغیر بھی قائم ہے اور قائم رہے گی۔ لیکن اگر ہم عبادت کرنے والے ہوں گے تو اس کے احسانات کے ساتھ اس کے انعامات کے بھی ہم وارث بنیں گے۔ ان سے فیض پانے والے بھی ہم ہوں گے۔ ہمیشہ یہ بات سامنے رکھنی چاہئے کہ ہم خالص ایمان والے اس وقت کہلائیں گے جب خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ ایک خالص مومن کے خدا تعالیٰ سے تعلقات ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے ایک دوست کے۔ اور اس معاملے میں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دوستی کا معاملہ دو طرفہ ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی باتیں بھی مانی جاتی ہیں اور خلوص اور وفا سے مانی جاتی ہیں۔ یہ نہیں کہ ایک دوست صرف اپنی منواتا رہے اور دوسرا مانتا رہے۔ پس اس سے قبولیت دعا کی طرف بھی رہنمائی ملتی ہے۔ اس مسئلے کی طرف جو قبولیت دعا کا مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے احکامات پر ہم عمل کریں گے اور خالص ہو کر عمل کریں گے تو وہ بھی ہماری دعائیں سنے گا۔ دوسرے دوستی جو خالص ہو اس میں کوئی دوست اپنے دوسرے دوست کا برا نہیں چاہتا۔ اور جب دنیاداروں کی جو دوستی ہے اس میں جب دوست دوست کا برا نہیں چاہتا تو خدا تعالیٰ جو سب وفاداروں سے زیادہ وفاؤں کی قدر کرنے والا ہے وہ کس طرح اپنے دوست کا برا چاہے گا۔ پس خالص ایمان

کے نتیجے میں خداتعالیٰ کی طرف سے رحمت اور برکت ہی حاصل ہوتی ہے۔ دنیاوی دوستی میں اگر ہم یہ دیکھتے ہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ میرا دوست میرا وفادار ہے اور اگر کوئی ایسا معاملہ کر رہا ہے جو بظاہر نقصان رساں نظر آ رہا ہے تو انسان یہی سمجھتا ہے کہ کیونکہ میرا وفادار دوست ہے اس لئے اس میں کوئی مصلحت ہوگی لیکن نتیجہ برا نہیں نکلے گا۔ مجھے نقصان پہنچانے کی میرے دوست کی نیّت نہیں ہے بلکہ فائدے کی نیّت ہے۔ تو خداتعالیٰ کے متعلق یہ کس طرح خیال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ہمیں کوئی تکلیف پہنچانا چاہتا ہے لیکن جب اس کے احکام پر عمل نہ کیا جائے تو یقیناً یہی سمجھا جائے گا کہ ان کو مصیبت یا عذاب سمجھا جا رہا ہے۔ اور اگر یہ صورت ہے تو پھر یا ہماری دوستی سچی نہیں یا پھر اللہ تعالیٰ نعوذباللہ اپنے اندر رحمت وشفقت کی صفات نہیں رکھتا اور ظالم اور تندخو اور سخت گیر ہے اور بلاوجہ یونہی گرفت میں لے لیتا ہے۔ دوسری بات تو بہرحال سچی نہیں۔ غلط ہے، جھوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بہرحال رحیم وشفیق ہستی ہے۔ ہاں ہماری دوستی کی سچائی میں کوئی نقص ہوسکتا ہے۔ کمزوری ہے تو ہمارے اپنے اندر ہے۔ ہم اس کی رحمت وشفقت کا اپنے آپ کو اہل نہیں بنا رہے۔ پس اس کی رحمت وشفقت کا اہل بنانے کے لئے ہمیں اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اپنے ایمانوں کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رحمت اور فضل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے احکامات کو رحمت اور فضل سمجھا جائے تو پھر اس کو وداع نہیں کیا جاتا بلکہ ان پر عمل کر کے ایمانوں کو مضبوط کیا جاتا ہے۔ اپنے اندر یہ احکامات قائم کئے جاتے ہیں۔ اپنے دلوں میں بٹھائے جاتے ہیں۔ بعض سرکاری حکم تو ایسے ہوتے ہیں جنہیں انسان بعض دفعہ چٹّی سمجھتا ہے یا غریب ملکوں میں، تیسری دنیا کے ملکوں میں سرکاری حکّام ایسے ہیں جو قانون سے بڑھ کے بھی اپنے حکم جاری کر دیتے ہیں جو لوگوں کی تکلیف کا موجب بنتے ہیں۔ ان کا کسی جگہ میں آنا ہی لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ افسروں کے دورے جب ہوتے ہیں تو لوگ مشکل میں پڑے ہوتے ہیں۔ اور پھر لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کرے یہ افسر نہ ہی آئے۔ اس سے کسی طرح جان چھوٹے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے احکام ظالم حاکم کی طرح نہیں ہوتے بلکہ رحمت ہوتے ہیں اور ان پر عمل نہ کرنا تباہی کی علامت بن جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تو ہر حکم رحمت لے کر آتا ہے اور بے شمار رحمتیں چھوڑ کر جاتا ہے۔ اب نماز ہے، نماز کا وقت اس لئے نہیں آتا کہ اس چٹّی سے جلدی چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ یہ بوجھ پڑ گیا ہے اس سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور گھر سے اسے نکال دیا جائے۔ اسی طرح رمضان ہے۔ یہ اس لئے نہیں آتا کہ ہم اسے یونہی گزار دیں۔ روزے فرض ہیں۔ دنیا روزے رکھ رہی ہے تو ہم بھی ساتھ رکھتے چلے جائیں۔ اسی طرح دوسری عبادات ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ ماحول کیونکہ ہمیں کہہ رہا ہے اس لئے انہیں ادا کرو اور جیسے تیسے ہو ان سے جان چھڑاؤ بلکہ مومن ہمیشہ ان چیزوں کو اپنے پاس رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ایک مومن ایک بار بھی سچی نماز خلوصِ دل سے ادا کر لیتا ہے پھر اس کے دل سے نماز نکل نہیں سکتی۔ اس کا ایک عجیب مزہ ہوتا ہے جو اس کو آئندہ نماز پڑھنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ نماز ختم کرتے ہوئے سلام کہتا ہے مگر السلام علیکم اس لئے نہیں کہ ہم جا رہے ہیں، چھٹی۔ بلکہ اس لئے کہ خداتعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے سلام کہتا ہے۔ اسی طرح مومن سے رمضان بھی نہیں جاسکتا۔ حضرت مصلح موعود نے یہاں ایک بڑا اچھا نکتہ بیان فرمایا کہ ہمارے ملک میں محاورہ ہے، اردو میں محاورہ ہے کہ روزہ رکھا۔ اب یہ بہت عمدہ محاورہ ہے کیونکہ جو روزہ گزرتا ہے اسے بھی رخصت نہیں کرتے بلکہ رکھ لیتے ہیں اور وہ ہمیں ہمیشہ کے لئے پھر خداتعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر مومن سے کوئی خطا ہو جائے تو اس کے اعمال صالحہ اس کے لئے ڈھال بن کر اسے تباہی سے بچا لیتے ہیں۔ پس ہر نیکی کے متعلق یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ جائے نہیں بلکہ قائم رہے کیونکہ فائدہ اسی سے اٹھایا جاسکتا ہے جو باقی رہے اور دل میں قائم ہو۔ قرآنِ کریم میں بھی وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ (الکھف: 47) کہہ کر بتایا گیا کہ نیک کام باقی رہنے والی چیزیں ہیں۔ پس وہ رمضان جو ہم نے صالح اعمال کرتے ہوئے گزارا ہے وہ باقی ہے۔ یہ دن بیشک گزر جائیں گے لیکن جب تک وہ نیک کام ہیں جو رمضان کے نتیجہ میں ہمارے اندر قائم ہوئے تو وہ رمضان کو نہیں جانے دیں گے۔ مومن کو چاہئے کہ ہر اچھی چیز کو باقیات الصالحات بنائے۔ دن گزر جائیں مگر رمضان نہ گزرے۔ رمضان بھی ایک عبادت ہے اور عبادت گزرا نہیں کرتی۔ وہ ہمیشہ ایک حقیقی مومن کے دل میں رہتی ہے۔ پس ہمیں حقیقی مومن کی طرح رمضان کو اپنے دل میں بسانے کی ضرورت ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب ایک بندہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو ایک سفید نشان اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ پھر ایک اور نیک کام کرتا ہے تو ایک اور سفید نشان اس کے دل پر لگ جاتا ہے۔ حتی کہ نیکیاں کرتا رہتا ہے اور سارا دل سفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو بُرے کام کرتا ہے اس کے دل پر سیاہ نشان لگتے چلے جاتے ہیں اور اگر وہ بُرے کام کرتا چلا جائے تو آخر تمام دل سیاہ ہو جاتا ہے۔

تو نیک اور بد دونوں قسم کے اعمال سمٹ کر انسان کے دل پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اس کو نشان لگا دیتے ہیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ نیک اعمال کو اپنے دل میں سمیٹیں۔ اس رمضان میں جو نیکیاں کی ہیں وہ ہمارے اندر ہمیشہ قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے ذریعہ سے جو چیزیں ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے وہ دلوں کو نیکیوں سے بھرنا ہی ہے۔

رمضان ہمارے لئے صرف انتیس یا تیس دن رات نہیں لایا نہ لاتا ہے۔ یہ دن رات تو دوسرے مہینوں میں بھی آتے ہیں بلکہ یہ مہینہ ہمارے لئے عبادات اور دوسرے نیک اعمال لایا ہے جن کے بجالانے کی طرف ہمیں توجہ دلاتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ انہیں اپنے دلوں میں سمیٹ لیں اور دل میں جو چیز محفوظ ہو جائے اسے کوئی دوسرا چھین نہیں سکتا جب تک کہ انسان خود اسے نکال کر ضائع نہ کر دے۔ پس ایک مومن کا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی قدر کرے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ جمعہ اس لئے نہیں آیا کہ ہم اس کو پڑھ کر رمضان کو وداع کر دیں یا رخصت کر دیں بلکہ اس لئے آیا ہے کہ اگر ہم چاہیں تو اس سے فائدہ اٹھا کر ہمیشہ کے لئے اسے اپنے دل میں قائم کر لیں۔ جمعہ کو رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کے لئے عیدوں میں سے ایک عید قرار دیا ہے۔ اور اس دن میں احادیث کے مطابق ایک ایسی گھڑی بھی آتی ہے جس میں دعائیں خصوصیت کے ساتھ قبول ہوتی ہیں۔ ان سے ہمیں فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آج کے دن ہم اس لئے مسجد میں نہیں آئے، نہ آنا چاہئے اور یہ ایک احمدی کی سوچ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کہیں کہ تو نے جو مصیبت رمضان کی صورت میں ہم پر ڈالی تھی شکر ہے وہ آج ٹل رہی ہے یا رخصت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس لئے آئے ہیں کہ ان مبارک گھڑیوں میں یہ دعا کریں کہ رمضان کے دن تو تین چار دن میں گزر جائیں گے لیکن اے خدا تُو رمضان کی حقیقت اور اس میں کی گئی عبادتیں اور دوسرے نیک اعمال ہمارے دل کے اندر محفوظ کر دے اور وہ ہم سے کبھی جدا نہ ہوں۔ اس لحاظ سے اگر آج ہم جمعہ کی تعریف کریں یا فیض اٹھائیں تو ہم نے آج کے جمعہ کا بڑا بابرکت استعمال کیا ہے لیکن اس جمعہ کے ساتھ یا آئندہ تین چار دن کے بعد رمضان ہم سے چلا جائے اور اس میں کی گئی نیکیاں بھی ہم بھول جائیں تو یہ بڑی بدقسمتی ہے۔ دنیا میں بیٹا باپ سے، ماں بیٹے سے، بھائی بھائی سے جدا ہونے پہ خوش نہیں ہوتے بلکہ دوست حقیقی دوست عزیز ہوں، قریبی ہوں وہ بھی خوش نہیں ہوتے۔ خوشی ہمیں ہمیشہ دشمن کے جدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اسی طرح رمضان کے جدا ہونے پر ایک حقیقی مومن خوش نہیں ہو سکتا۔ برکت کے جدا ہونے پر کوئی خوش نہیں ہو سکتا۔ کون ہے ایسا شخص جو برکت کے جدا ہونے پر خوش ہو؟ جو برکت کے جدا ہونے پر خوش ہو وہ بدقسمت ہی کہلا سکتا ہے اَور اس کو کیا کہا جا سکتا ہے۔ پس آج ہم میں سے ہر ایک کو یہ دعا کرنی چاہئے کہ وہ اس دن کو ہمیشہ کے لئے ہم سے وابستہ کر دے اور ہماری کوئی گھڑی رمضان سے جدا نہ ہو۔

ہمیں ہمیشہ اس بات پر غور کرتے رہنا چاہئے کہ رمضان کیا ہے اور اس کی حقیقت کے بارے میں خدا تعالیٰ نے ہمیں جو بتایا ہے وہ یہ ہے جیسا کہ مَیں نے شروع کے پہلے خطبے میں رمضان کا ذکر کیا تھا کہ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ: 186) وہ مبارک دن جن میں قرآن کا نزول ہوا رمضان کہلاتے ہیں اور جب قرآن کا نزول بند ہو جائے تو پھر وہ دن مبارک نہیں رہتے۔ وہ تو پھر منحوس دن ہو جاتے ہیں۔ پس مومنین کا فرض ہے کہ ان دنوں میں جو قرآنِ کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی طرف توجہ رہی ہے اسے سارا سال اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے رہیں۔ سارا سال قرآن پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔ سارا سال اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ قرآنِ کریم کے نزول کا حقیقی مقصد تبھی پورا ہو گا جب ہم اس کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں گے۔ اپنے دلوں پر نازل کر کے پھر اسے اپنے دلوں میں محفوظ کر لیں گے تا کہ زندگی کے ہر موڑ پر ہم اس سے فیض پاتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ جن دو باتوں کا آج مَیں نے ذکر کیا ہے ان کی طرف ہمیشہ ہماری توجہ قائم رہے۔ اس کی حقیقت کو ہم جاننے والے ہوں۔ ہماری لیلۃ القدر ہمیں کامیابیوں کی معراج پر لے جاتی رہے۔ اس کا حقیقی ادراک ہمیں حاصل ہو اور یہ جمعہ جس کو جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے یہ جو رمضان کا آخری جمعہ ہے اسے جمعۃ الوداع تو نہیں کہنا چاہئے، رمضان کے مہینے کا یہ آخری جمعہ ہے۔ یہ ہمیں رمضان کی برکات کو رخصت کرنے والا نہ بنائے بلکہ اس کا فیض ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائے اور ہم قرآنِ کریم کے نزول کے مقصد کو ہمیشہ پورا کرتے چلے جانے والے ہوں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی فلسطین کے مسلمانوں کی حالت کے بارے میں ذکر کر چکا ہوں۔ دعاؤں میں خاص طور پر ان لوگوں کو بھی یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لئے آسانیاں پیدا کرے۔ ان کو اس مشکل سے نکالے۔

(خطباتِ مسرور جلد 12 صفحہ 452 تا 464)

عید آئی پیارے آقا جیسے بہار آئی

عید آئی پیارے آقا جیسے بہار آئی
خوشیوں کی پالکی میں ہو کے سوار آئی

کہنے کو صد مبارک اے ذی وقار مرشد
دامان میں سمیٹے پھولوں کے ہار آئی

سورج کی ہر کرن بھی بادل ہٹا کے رہ سے
آتے ہوئے صبح کا منظر نکھار آئی

تازہ گُل و سمن کی خوشبوؤں سے معطّر
بادِ صبا کے جھونکے لے کے ہزار آئی

آئیں ہزار عیدیں، ہوں آپ کو مبارک
ہر لب پہ یہ دعا ہی دیوانہ وار آئی

جب دید آپ کی ہو تب عید ہو ہماری
امید کی بھی دستک ہے بار بار آئی

باہم مسرتوں کی تزئین کا یہ دن ہے
یہ عید کی صدا بھی دل کے دوار آئی

ہر لحہ سر خوشی کی لائے نوید مُرشد
جیون ہی آپ کا ہو مانندِ عید مُرشد

(مکرم مبارک احمد عابد صاحب)

مرتبہ: مکرم مولانا رحمت اللہ بندیشہ صاحب مربی سلسلہ

اعتکاف اور عید الفطر کے مسائل

بزبان سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

اعتکاف

ایک خاتون نے رمضان المبارک کے اعتکاف کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا یہ اعتکاف گھر پر کیا جاسکتا ہے اور کیا یہ اعتکاف تین دن کے لیے ہوسکتا ہے؟

اِس پر حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ’’جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کا تعلق ہے وہ تو جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے گھر پر اور تین دن کے لیے نہیں ہوسکتا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک میں کم از کم دس دن، مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے رہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رمضان کے مسائل بیان فرمائے ہیں وہاں اعتکاف کے بارہ میں احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ۔ (سورۃ البقرۃ:188) کہ رمضان کے اعتکاف میں ایک تو میاں بیوی کے تعلقات کی اجازت نہیں اور دوسرا یہ کہ اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مسجدیں ہیں۔

احادیث میں بھی اس امر کی وضاحت آئی ہے کہ رمضان کا اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

اَلسُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُوْدَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم)

ترجمہ: معتکف کے لیے مسنون ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازہ میں شامل ہو اور نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے جسمانی تعلق قائم کرے۔ اور سوائے اشد ضروری حاجت کے جس کے سوا چارہ نہ ہو مسجد سے باہر نہ جائے۔ اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور نہ ہی جامع مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر اعتکاف درست ہے۔

پس قرآن کریم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کم از کم دس دن ہوتا ہے اور اس کے لیے مسجد میں ہی بیٹھا جاتا ہے۔ ہاں رمضان کے علاوہ عام دنوں میں اگر نیکی کے طور پر اور ثواب کی

خاطر کوئی اپنے گھر میں چند دن کے لیے اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اس کی کہیں ممانعت نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں بعض فقہاء نے عورت کے گھر میں اعتکاف کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے: اَمَّا الْمَرْأَةُ تَعْتَكِفُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا۔ (ہدایہ باب الاعتکاف) یعنی عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''مسجد کے باہر اعتکاف ہو سکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا''۔ (روزنامہ الفضل 6/مارچ 1996ء)

(الفضل انٹرنیشنل 27/اکتوبر تا 02/نومبر 2020ء صفحہ 29، 30)

اعتکاف کا طریق

''پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ اعتکاف رمضان کی ایک نفلی عبادت ہے۔ اس لئے جگہ کی مناسبت سے، اس کی گنجائش کے مطابق جو مرکزی مساجد ہیں ان میں یا جو بھی اپنے شہر کی مسجد ہو اس میں بھی حالات کے مطابق اعتکاف بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا زور ہوتا ہے کہ ہم نے ضرور اعتکاف بیٹھنا ہے اور فلاں مسجد میں ہی ضرور بیٹھنا ہے۔ مثلاً ربوہ میں مسجد مبارک میں یا مسجد اقصیٰ میں بیٹھنا ہے یا یہاں مسجد فضل میں بیٹھنا ہے یا مسجد بیت الفتوح میں بیٹھنا ہے۔ اور پھر اس کے لئے زور بھی دیا جاتا ہے، خط پہ خط لکھے جاتے ہیں اور سفارش کرنے کی درخواستیں کی جاتی ہیں۔ تو یہ طریق غلط ہے۔ دعا کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو کہیں بھی ہو سکتی ہے۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ جو اعتکاف بیٹھیں گے ان کو لیلۃ القدر حاصل ہو گی اور باقیوں کو نہیں ہو گی۔ کسی خاص جگہ سے تو مخصوص نہیں ہے ہاں بعض جگہوں کی ایک اہمیت ہے اور ان کے قُرب کی وجہ سے بعض دفعہ جذبات میں خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن یہ سوچ بہرحال غلط ہے کہ ہم نے فلاں جگہ ضرور بیٹھنا ہے۔ بعض دفعہ لوگوں کو صرف یہ خیال ہوتا ہے کہ پچھلے سال فلاں بیٹھا تھا اس لئے اس سال ہمیں باری دی جائے۔ یا اس سال ہم نے ضرور بیٹھنا ہے۔ یہ دیکھا دیکھی والی بات ہو جاتی ہے۔ نیکیوں میں بڑھنے والی بات نہیں رہتی''۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 780-779)

غیر معمولی علاقوں میں سحری اور افطاری

ایسے علاقوں میں سحری اور افطاری کے اوقات جن میں دن بائیس یا تئیس گھنٹے کے ہوتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''بعض ممالک جہاں آج کل بائیس تئیس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لیے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کر لیں جو آج کل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہو گا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہو گا۔ نہ تہجد پڑھی جا سکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہو سکیں گے۔ بہرحال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل 24 تا 30 جون 2016ء صفحہ 5)

عید الفطر کے موقع پر تکبیرات

کیا عید الفطر کے موقع پر بھی عید گاہ یا مسجد آتے ہوئے بلند آواز میں تکبیرات پڑھی جا سکتی ہیں؟ اس بابت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

عید الفطر اور عید الاضحیہ دونوں مواقع پر تکبیرات پڑھنا آنحضور ﷺ سے ثابت ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ عید الاضحیہ پر 9 ذی الحجہ کی فجر کے بعد سے 13 ذی الحجہ کی نماز عصر کے بعد تک یہ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں۔ (سنن دار قطنی کتاب العیدین) جبکہ عید الفطر پر آنحضورؐ اور صحابہؓ کا معمول تھا کہ آپ عید کی صبح نماز عید کے لیے گھر سے نکلنے پر تکبیرات کہنا شروع کرتے اور عید کی نماز شروع ہونے تک تکبیرات کہا کرتے تھے۔ لیکن نماز عید کے بعد تکبیرات نہیں کہی جاتی تھیں۔

(سنن دار قطنی کتاب العیدین باب 1 حدیث 1733 مصنف ابن ابی شیبہ کتاب صلاۃ العیدین باب التکبیر اذا خرج الی العید)

یہی ہمارا طریق ہے اور اسی لیے کچھ عرصہ قبل میں نے احباب جماعت کو یاد دہانی کے لیے ایک سرکلر بھی کروایا تھا کہ عید الفطر کے موقع پر بھی عید والے دن صبح سے نماز عید تک تکبیرات پڑھنی چاہئیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 10/جون 2023ء صفحہ 5)

عید اور جمعہ کا ایک دن ہونا

عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد نماز جمعہ یا نماز ظہر پڑھنے کے بارہ میں محترم ناظم صاحب دار الافتاء کی ایک رپورٹ کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل اصولی ہدایات عطا فرمائیں۔

جواب: عید اور جمعہ کے ایک ہی دن جمع ہو جانے پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد اس روز نماز جمعہ اور نماز ظہر دونوں نہ پڑھنے کے بارے میں تو صرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا ہی مؤقف اور عمل ملتا ہے اور وہ بھی ایک مقطوع روایت پر مبنی ہے، نیز اس روایت کے دو راویوں کے بیان میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ جبکہ مستند اور قابل اعتماد روایات میں تو حضور ﷺ کی سنّت اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرامؓ کا یہی مسلک ملتا ہے کہ ان سب نے یا تو اس روز نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ بھی اپنے وقت پر ادا کیا ہے اور دُور کے علاقوں سے آنے والوں کو جمعہ سے رخصت دیتے ہوئے ہدایت کی کہ وہ اپنے علاقوں میں ظہر کی نماز ادا کر لیں۔ اور بعض مواقع پر نماز عید کی ادائیگی کے بعد جمعہ ادا نہیں کیا لیکن ظہر کی نماز ضرور اپنے وقت پر ادا کی گئی۔ یہی مؤقف اور عمل حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کا بھی ملتا ہے۔ سوائے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے ایک مرتبہ کے عمل کے کہ جب آپ نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی اسی مذکورہ بالا روایت پر عمل کرتے ہوئے عید پڑھانے کے بعد نہ جمعہ ادا کیا اور نہ ظہر کی نماز پڑھی۔

لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی یہ روایت آنحضورؐ اور خلفائے راشدین کے کسی قول یا فعل پر مبنی نہیں ہے اس لیے صرف اس مقطوع روایت کی وجہ سے جس کے راویوں کے بیانات میں بھی تضاد موجود ہے فرض نماز کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اس روایت پر مبنی حصہ کو فقہ احمدیہ سے حذف کر دیں۔ اور فقہ احمدیہ میں لکھیں کہ اگر عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوتے ہیں تو نماز عید کی ادائیگی کے بعد اگر جمعہ نہ پڑھا جائے تو ظہر کی نماز اپنے وقت پر ضرور ادا کی جائے گی۔

(الفضل انٹرنیشنل 17؍جون 2022ء صفحہ 12)

ساری دنیا میں اسلامی تہواروں کا ایک دن ہونا

کیا ساری دنیا میں اہم اسلامی تہوار جیسے ماہ رمضان، عید الفطر، عید الاضحیہ اور وقوف عرفات وغیرہ، ایک ہی وقت میں آغاز و اختتام کیا جا سکتا ہے؟

اس بابت تفصیل بیان کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلاصۃً فرماتے ہیں:

’’آنحضور ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ، فَإِنْ غُبِّيَ عَلَيْكُمْ فَأَكْمِلُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ۔ (صحیح بخاری کتاب الصوم) یعنی چاند دیکھ کر رمضان کا آغاز کرو اور چاند دیکھ کر روزوں کا اختتام کرو اور اگر تم پر چاند مخفی ہو جائے تو پھر تم شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔ اس حدیث میں چاند دیکھنے اور اس کے مطابق قمری مہینہ کے آغاز اور اختتام کی بابت راہنمائی کی گئی ہے۔ پس اب اگر یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور ایشیا وغیرہ کے مسلمان اپنے اپنے مطالع پر چاند دیکھے بغیر کسی دُور دراز کے ملک میں دیکھے جانے والے چاند کے مطابق رمضان کے روزے شروع کر دیں اور عید منالیں تو کیا یہ طریق درست ہوگا؟ جماعت احمدیہ کے نزدیک ایسا کرنا حضور ﷺ کے مذکورہ بالا ارشاد کے منافی ہے۔ ... مزید یہ کہ اگر اختلاف مطالع کو پیش نظر رکھنا ضروری نہیں ہے تو پھر یہ ہر چیز میں ضروری نہیں ہونا چاہیے۔ مثلاً افطاری و سحری کے اوقات بھی وہی ہونے چاہئیں جو مکہ اور مدینہ کے اوقات ہوں۔ نمازوں کے اوقات بھی وہی ہونے چاہئیں جو مکہ اور مدینہ میں نمازوں کے اوقات ہوں۔ جو کہ ناممکن ہے۔ پس اگر ان چیزوں میں اختلاف مطالع معتبر ہے تو پھر رمضان کے روزوں، یوم عرفہ، یوم عاشورہ اور عیدین کے انعقاد کے لیے بھی اختلاف مطالع کو معتبر ماننا پڑے گا۔

علاوہ ازیں حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت بھی ہمارے موقف کی تائید کرتی ہے جس میں حضرت کریبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام الفضل بنت حارثؓ نے انہیں حضرت معاویہؓ کی طرف ملک شام بھیجا۔ میں ملک شام پہنچا اور حضرت ام الفضل نے جو کام دیا تھا اسے پورا کیا اور میں نے ملک شام میں ہی جمعہ کی رات چاند دیکھا پھر میں مہینہ کے آخر میں مدینہ آیا تو حضرت ابن عباسؓ سے چاند کا ذکر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ تم نے چاند کب دیکھا تھا؟ میں نے کہا کہ ہم نے جمعہ کی رات چاند دیکھا تھا۔ آپؓ نے پھر فرمایا تم نے خود دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہاں! اور لوگوں نے بھی دیکھا اور انہوں نے روزہ رکھا اور حضرت معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات چاند دیکھا تھا اور ہم تیس روزے پورے کریں گے یا چاند دیکھیں گے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت معاویہؓ کا چاند دیکھنا اور ان کا روزہ رکھنا کافی نہیں ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نہیں! رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی طرح کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الصیام)

پس آنحضور ﷺ کے ان ارشادات کی روشنی میں ہمارا موقف یہی ہے کہ جس علاقہ میں جب چاند طلوع ہو، اس علاقہ کے لوگ اسی طلوع چاند کے مطابق قمری مہینہ کا آغاز اور اختتام کریں گے اور اپنے علاقہ میں طلوع ہونے والے چاند کے مطابق ہی قمری مہینوں کے تحت آنے والے اسلامی تہوار منائیں گے۔

(الفضل انٹرنیشنل 7؍اکتوبر 2023ء صفحہ 4-5)

نماز عید کے بعد خطبہ عید کا سننا

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کے لیے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟ اس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20؍اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب: خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔ یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بنا پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنّت اور مستحب قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضور ﷺ نے عید کے لیے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کے لیے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

(الفضل انٹرنیشنل 27؍اکتوبر تا 02؍نومبر 2020ء صفحہ 29)

شوال کے چھ روزے

شوال کے چھ روزے کیا لگاتار رکھنا ضروری ہیں؟ یا ان میں وقفہ بھی ہو سکتا ہے؟

’’حضرت ابوایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد (عید کا دن چھوڑ کر) شوال کے چھ روزے رکھے اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اس نے سال بھر کے روزے رکھے ہوں‘‘۔ (مسلم کتاب الصیام)

شوال کے یہ روزے نفلی روزے ہیں۔ نفل وہ زائد عبادت ہے جو بندہ خوشی سے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے

کے لیے بجالاتا ہے۔نفلی روزوں کا بھی ثواب ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ظاہر ہے۔حساب کی زبان میں اس کا سرّ یہ ہے کہ ایک نیکی کا ثواب اللہ تعالیٰ دس گنا عطا فرماتا ہے اور رمضان کے قریباً تیس روزوں کے ساتھ شوال کے چھ روزے شامل کئے جائیں تو 36 روزوں کا ثواب 360 دنوں کے برابر بنتا ہے جو قریباً ایک سال کا عرصہ ہے۔لیکن اصل حکمت رمضان کے فرض روزوں کے ساتھ شوال کے نفلی روزوں کی تاکید میں نیکی کا تسلسل ہے اور اس امر کی تربیت ہے کہ رمضان کا مجاہدہ اور اس کی عبادات صرف ایک مہینہ تک محدود نہ رہیں بلکہ سارے سال پر پھیل جائیں۔حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ارشاد ذیل میں پیش ہے جو آپؓ نے خطبہ عیدالفطر 29 مئی 1922ء کو قادیان میں ارشاد فرمایا جس میں شوال کے روزے رکھنے پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح اس میں یہ ذکر ہے کہ جو شوال کے مہینہ میں وقفہ ڈال کر بھی چھ روزے رکھ سکتا ہے۔آپؓ نے خطبہ عیدالفطر میں فرمایا:

''رمضان ختم ہو گیا۔آنحضرت ﷺ کا طریق تھا کہ شوال کے مہینہ میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ایک دفعہ حضرت صاحبؑ (حضرت مسیح موعودؑ مراد ہیں۔ناقل) نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال بعد آپ نے روزے نہیں رکھے۔جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں وہ ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے ان کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں چھ روزے رکھیں، اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں''۔

(خطبات محمود جلد اوّل صفحہ 71)

اس سلسلہ میں ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ:

''اگر کسی شخص کے ماہ رمضان کے کچھ روزے رہ گئے ہوں اور وہ شوال کے چھ روزے رکھ لے تو کیا شوال کے چھ روزے رمضان کے روزے شمار ہوں گے؟

اس کا جواب جو حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب (مرحوم) مفتی سلسلہ نے 28 ستمبر 1977ء کو دیا وہ درج ذیل ہے۔آپ نے تحریر فرمایا:

''اس کا تعلق نیّت سے ہے۔اگر نیّت یہ ہے کہ یہ روزہ رمضان کے روزہ کی قضاء کا ہے تو ایسا ہی محسوب ہو گا اور نفل کی نیّت ہے تو نفل روزہ ہو گا۔اس صورت میں رہے ہوئے روزے بعد میں رکھے گا''۔

(رجسٹر فتاویٰ نمبر 7 صفحہ 267 زیر نمبر 70/28.09.77)

یہ بھی واضح ہو کہ کوئی ایسی حدیث نہیں مل سکی جس میں یہ ذکر ہو کہ جس شخص کے رمضان کے کچھ روزے چھٹ گئے ہوں، وہ جب تک رمضان کے بعد اپنے چھٹے ہوئے فرض روزے پورے نہ کر لے اس وقت تک اسے نفلی روزہ رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔اس کے برعکس احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امہات المومنین رمضان کے چھٹے ہوئے روزے اگلا رمضان آنے سے پہلے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھیں۔چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

''ماہ رمضان کے رہ جانے والے روزے مَیں اگلا رمضان آنے سے پہلے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھی''۔

(بخاری کتاب الصوم باب متی یقضی قضاء الرمضان)

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت درج ہے کہ: ''امہات المومنینؓ رمضان کے چھوٹ جانے والے روزے ماہ شعبان میں رکھا کرتی تھیں''۔

(مسلم کتاب الصیام باب قضاء رمضان فی شعبان)

چنانچہ اس سوال کے جواب میں کہ ''اگر کسی شخص کے ماہ رمضان کے چند روزے رہ گئے ہوں تو عیدالفطر کے بعد کیا وہ ماہ شوال کے پہلے ہفتہ کے چھ نفلی روزے رکھ سکتا ہے۔یا اسے پہلے رمضان کے رہ جانے والے روزے پورے کرنے چاہئیں؟

مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ نے مذکورہ امور کی بنا پر زیر ریفرنس 09.11.03 /42 حسب ذیل فتویٰ دیا تھا:

''ماہ رمضان کے چھوٹے ہوئے روزوں کی تعداد پوری کرنے کے لئے اگلے رمضان تک کی مہلت موجود ہے۔ اس لئے یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ چاہے تو ماہ شوال کے ابتدائی چھ ایام کے نفلی روزے رکھے اور پھر دوران سال جب چاہے روزوں کی تعداد پوری کرے۔اور چاہے تو ماہ شوال کے ابتدائی چھ ایام کے نفلی روزوں کی بجائے ان ایام میں اپنے فرض روزے پورے کرے۔اس کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے۔شریعت میں مجھے ایسی کسی پابندی کا ثبوت نہیں مل سکا کہ پہلے فرض روزے پورے کئے جائیں اور پھر نفلی روزے رکھے جائیں''۔

دارالافتاء جماعت احمدیہ کا یہ فتویٰ اور اس سلسلہ میں ان کے دلائل (جن میں سے بعض کا مختصر ذکر اُوپر کیا گیا ہے) پر مشتمل رپورٹ جب سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں پیش ہوئی تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مفتی صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ ربوہ کے نام اپنے خط محررہ 08-02-05 میں تحریر فرمایا:

''آپ کا خط 124-L|20-12-04 ملا شوال کے چھ روزوں کے متعلق آپ کا فتویٰ ٹھیک ہے۔اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد سے جو آپ نے نتیجہ اَخذ کیا ہے وہی ٹھیک ہے۔آپ کا ارشاد شوال کے روزوں پر زور دینے کے لئے ہے نہ کہ فرض روزوں کے پورے کرنے کی اہمیت کے بارہ میں۔محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب کے فتویٰ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ شوال کے روزے پہلے رکھے جاسکتے ہیں اور فرض روزے بعد میں۔اس ضمن میں احادیث بھی واضح ہیں۔ان کی روشنی میں فتویٰ دیا جاسکتا ہے''۔

مذکورہ بالا ارشادات کی روشنی میں احباب کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ شوال کے نفلی روزوں کی طرف بھی خصوصی توجہ دیں اور آنحضرت ﷺ کی اس پاکیزہ سنّت کو جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی زیادہ سے زیادہ قرب اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کی خاص طور پر سعی فرمائیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔آمین''

(الفضل انٹرنیشنل 11 نومبر تا 17 نومبر 2005ء صفحہ نمبر 2)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عائلی زندگی کے متعلق مکرم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ابن حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کے مضامین الفضل انٹرنیشنل ماہ جنوری و فروری 2011ء میں شائع ہوتے رہے ہیں جنہیں قارئین کے استفادہ کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا صحابہ کرام اور ان کی اولاد سے حضرت اماں جانؓ کی محبت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتی ہیں: ''سب جماعت سے محبّت دلی فرماتی تھیں۔ اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے لوگوں سے آپ کو بہت ہی پیار تھا۔ ان کی اولادوں کو اب تک دیکھ کر شاد ہوجاتی تھیں۔ شاید آپ میں سے بعض کو پورا احساس نہ ہو۔ مجھے پوچھیں آپ سچ مچ ایک اعلیٰ نعمت سے ایک ہزار ماں سے بہتر ماں سے محروم ہوگئے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کی خوشی اور تکلیف میں بدلِ شریک ہوتی تھیں۔ جب تک طاقت رہی یعنی زمانہ قریب ہجرت تک جب باہر جاتیں۔ اکثر گھروں میں ملنے جاتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ سے آپ کا یہی عمل تھا۔ مجھے کئی واقعات یاد ہیں کہ کسی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے اور آپ برابر ان کی تکلیف کے وقت میں زچہ کے پاس رہیں اور یہی طریق بعد میں جب تک ہمت رہی جاری رہا۔ خاص چیز جو پکواتیں بہت کھلی اور ضرور سب میں تقسیم کرتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں چونکہ لوگ کم تھے تو سب کو گھروں سے بلوا کر اکثر ساتھ ہی کھلوایا کرتی تھیں''۔ (تحریرات مبارکہ صفحہ 19، 20)

اس سلسلہ میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے ایک واقعہ بھی تحریر کیا ہے، فرماتی ہیں:

''اکثر ایسوں کا نام لے کر بیقرار ہوکر دعا کرتیں جن کا بظاہر کسی کو خیال تک نہ ہوتا۔ ایک بار لیٹے لیٹے اس طرح کرب سے ''یا اللہ'' کہا کہ میں گھبرا گئی۔ مگر اس کے بعد کا فقرہ کیا تھا؟ یہ کہ ''میرے نیر کو بیٹا دے'' خدا نے آپ کے نیر (مکرم مولوی عبدالرحیم صاحب نیر) کو اس کے بعد محمودہ کڑک سے دو بیٹے عطا فرمائے۔ خدا نیکی اور زندگی ان کو بخشے''۔ (تحریرات مبارکہ صفحہ 19)

مکرم شیخ نیاز محمد صاحب انسپکٹر پولیس کی ذات ایک نشان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے والد شیخ محمد بخش صاحب بٹالہ میں سب انسپکٹر پولیس تھے، جماعت کے سخت مخالف اور معاند تھے۔ لیکھرام کے قتل کے موقعہ پر ان کو مخالفت ظاہر کرنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے حضور کے گھر میں تمام سامان کی تلاشی لی اور ٹرنک کھلوا کر سارا سامان دیکھا۔ 1907ء میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ کے تحت ان کے بیٹے شیخ نیاز محمد صاحب کو حضورؑ کے قدموں میں لا ڈالا اور انہوں نے بیعت کرلی۔

شیخ صاحب حضرت اماں جانؓ کے بارے میں تحریر کرتے ہیں: ''بیعت کے قریباً دس، بارہ سال کے بعد میری اہلیہ قادیان میں آئیں اور حضرت سیدہ ام المومنین کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئیں تو حضرت سیدہ نہایت ہی شفقت سے ان سے ملیں اور فرمایا کہ تم تو بہت دیر سے آئی ہو۔ مگر تمہارے میاں ہمارے مدّت سے واقف ہیں۔ ہمیں یاد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں تمہارے میاں ہمارے لئے ایک کپڑا لائے تھے جو حضرت اقدس لے کر خوشی خوشی اندر تشریف لائے اور ہنستے ہوئے مجھے دے کر فرمایا کہ یہ تمہارے لئے محمد بخش تھانیدار بٹالہ کا لڑکا لایا ہے جس کے والد نے تلاشی کے وقت تمہارے ٹرنک کھولے تھے۔ میری اہلیہ نے مجھ سے اس کا تذکرہ کیا۔ تو مجھے حضرت سیدہ کی اس کمال شفقت اور غریب نوازی پر بہت تعجب ہوا کیونکہ مجھے وہ واقعہ بھول چکا تھا''۔
(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 472)

شیخ صاحب مزید لکھتے ہیں کہ ایک بار ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے اور یہ گرفتار ہوگئے آخر مقدمے عدالت میں پیش ہوئے اور جھوٹے ثابت ہوئے اور خاکسار کو رہائی نصیب ہوئی۔ قادیان اطلاع پہنچنے پر سب سے پہلے بوقت صبح حضرت سیدہ ام المومنین ہی ہمارے غریب خانہ پر تشریف فرما ہوئیں اور اس عاجز کی دخترِ عزیزہ

عنایت بیگم کو جو اس وقت گھر میں موجود تھی مبارک باد دی نیز فرمایا شکر ہے میرے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے رہائی دی۔ مَیں تو ہر نماز میں اس کے لئے دعائیں کرتی رہی ہوں اور فرمایا کہ ہماری طرف سے شیخ صاحب (اس عاجز) کو لکھ دو کہ مقدمات کرنے والوں پر کوئی کارروائی نہ کریں اور انہیں معاف کر دیں۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ صفحہ 477)

حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''ایک احمدی دوست جو کچھ عرصہ کے لئے اپنے روزگار کے سلسلہ میں ولایت گئے ہوئے تھے۔ مَیں نے ان کی واپسی پر حضرت امّ المومنین کو ان سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی نماز ایسی نہ تھی جس میں مَیں نے تمہارے لئے دعا نہ کی ہو۔ اس احمدی سے حضرت امّ المومنین کا کوئی رشتہ داری کا تعلق نہ تھا اور نہ وہ کوئی مال و دولت رکھتا تھا صرف اس کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے لئے اخلاص و محبّت تھا جس کی وجہ سے آپ کے دل میں اس کے لئے اس قدر شفقت تھی کہ اس کی غیر حاضری میں تین ماہ کے لمبے عرصے تک بالالتزام ہر نماز میں اس کے لئے دعا فرماتی رہیں۔ اس احمدی دوست کا نام شیخ احمد اللہ صاحب ہے''۔

حضرت مولوی صاحب مزید فرماتے ہیں:

''اپنے خدام سے آپ کی محبّت و شفقت کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے خدام کی خوشی اور غمی کے موقعوں پر اب تک شرکت فرماتی رہتی ہیں۔ چنانچہ جب بندے کی اہلیہ فوت ہوئیں تو آپ بذات خود معہ دیگر خواتین خاندان تشریف لائیں اور نہایت شفقت سے میری اہلیہ مرحومہ کے سر پر دستِ شفقت پھیرتی رہیں''۔ جزاھا اللہ احسن الجزاء۔

''اسی طرح جب عزیزم عبدالرحیم کا لڑکا فضل الرحیم یعنی میرا پوتا پیدا ہوا تو آپ بندے کے غریب خانے پر تشریف لے گئیں اور بڑی دیر بچے کو مادرِ مہربان کی طرح اپنے ہاتھوں میں اٹھائے رکھا۔ یہ آپ کی خدام سے شفقت اور مہربانیوں کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ یہ شفقت کسی خاص طبقہ سے مخصوص نہیں بلکہ غرباء بھی اس سے اسی طرح مستفیض ہوتے رہتے ہیں جس طرح دوسرے''۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 284 تا 285)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بہت سے سفر اس غرض سے اختیار کئے کہ آپ حضرت اماں جانؓ کو ان کے والدین سے ملانے کے لئے ان جگہوں پر لے کر گئے جہاں ان دنوں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کا قیام ہوتا تھا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے بیان کیا کہ جس جس جگہ حضرت والد صاحب (یعنی حضرت میر ناصر نواب صاحب) کا قیام ہوتا تھا وہاں حضرت مسیح موعودؑ بھی عموماً تشریف لایا کرتے تھے مثلاً انبالہ چھاؤنی، لدھیانہ، پٹیالہ، فیروز پور چھاؤنی میں آپ تشریف لے گئے تھے''۔ حضرت میر صاحب نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ عام طور پر تو حضور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر پر ہی رہائش رکھتے تھے مگر جب حضور کے پاس آنے والے احباب کی کثرت ہوئی تو انبالہ میں ایک مرتبہ کچھ وقت کے لئے اور لدھیانہ میں کئی مرتبہ ایک بڑا مکان جو حضرت میر صاحبؓ کے رہائشی مکان سے ملحق تھا حضور نے کرایہ پر لیا اور حضرت میر صاحب کے افرادِ خانہ اس بڑے مکان میں حضورؑ کے ساتھ آجاتے تھے اور میر صاحب کا مکان بطور مردانہ استعمال ہوتا تھا۔

(سیرت المہدی حصہ اول روایت نمبر 422)

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے بعض خطوط میں بھی ایسے سفروں کا ذکر فرمایا ہے، چنانچہ 19/جون 1887ء کو حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں: ''اس وقت مَیں انبالہ چھاؤنی کی طرف روانہ ہوتا ہوں۔ کیونکہ میر ناصر نواب صاحب لکھتے ہیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں زندگی سے ناامیدی ہے۔ ان کی لڑکی کی اپنی والدہ سے ایسے وقت میں ملاقات ہو جانی چاہئے۔ سو مَیں آج لے کر اسی وقت روانہ ہوتا ہوں''۔

(مکتوبات احمد جلد 2 مکتوب نمبر 72 صفحہ 506)

نیز 27/اکتوبر 1889ء کو لدھیانہ سے حضورؑ نے حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ کے نام خط میں تحریر فرمایا:

''یہ خط مَیں آپ کو لدھیانہ سے لکھتا ہوں میری روانگی کے وقت آپ کا خط مع مبلغ دس روپیہ قادیان میں مجھ کو ملا مگر افسوس کہ مَیں اس دن ایک تشویش کی حالت میں لدھیانہ کی طرف تیار تھا اس لئے آپ کی فرمائش پر عمل کرنے سے مجبور رہا اس دن لدھیانہ سے یہ خط پہنچا تھا کہ میر ناصر نواب صاحبؓ کے گھر کے لوگ سخت بیمار ہیں اور انہوں نے میرے گھر کے لوگوں کو بلایا تھا کہ خط دیکھتے ہی چلے آؤ۔ وقت بہت تنگ تھا اس وجہ سے بندوبست جلد بھیجنے کا نہ کر سکا اور افسوس رہا اب شاید ایک ہفتہ تک لدھیانہ میں ہوں... جس وقت مَیں قادیان میں آؤں اس وقت آپ کسی پہنچانے والے کا بندوبست کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ میں حلوہ تیار کرا کر بھیج دوں گا''۔

(مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 566 مکتوب نمبر 164)

ضمناً یہ بھی عرض ہے کہ حضور حضرت چوہدری صاحبؓ کی جس فرمائش پر عمل نہ کرنے کے لئے معذرت کر رہے ہیں وہ یہ تھی کہ حضرت چوہدری صاحبؓ نے حضور سے انڈوں کا حلوہ بنا کر بھجوانے کی فرمائش کی تھی۔ اپنے خادم کی معمولی فرمائش جلد پوری نہ کر سکنے کا آپ کو اتنا افسوس ہوا کہ آپ نے بذریعہ خط ان سے معذرت کرنی ضروری سمجھی۔

حضورؑ کا ایک اور سفر جس کا حضرت اماں جانؓ سے خاص تعلق بنتا ہے اکتوبر 1905ء کا سفر دلّی کا ہے۔ اس سفر میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ اور آپ کے اہل خانہ بھی ساتھ تھے۔ دلّی کے قیام کے دوران حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بیمار ہو گئے تو حضور نے ان کے علاج کے لئے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کو دلّی آنے کے لئے تار دیا۔ جب تار حضرت حکیم مولانا نورالدینؓ تک پہنچا تو آپ اپنے مطب میں تشریف فرما تھے اور مریض دیکھ رہے تھے۔ حضور کا تار ملتے ہی حضرت مولوی صاحب تعمیلِ حکم میں اسی حالت میں سفر کے لئے روانہ ہو گئے نہ گھر گئے نہ لباس بدلا۔ گھر والوں کو آپ کے اس طرح جانے کا علم ہوا تو انہوں نے کمبل اور کپڑے تو بھجوا دیئے لیکن پیسے بھجوانے کا ان کو خیال نہ آیا بٹالہ پہنچنے پر ایک ہندو رئیس اپنی بیوی کو جو بیمار تھی اسٹیشن پر لے آیا اور حضرت مولوی صاحبؓ نے اس کا معائنہ فرمایا اور نسخہ لکھ کر دیا اور اس نے حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں ایک معقول رقم پیش کر دی اور اس طرح حضرت مولوی صاحب کے دلّی جانے کے لئے رقم کا بندوبست ہو گیا۔ (حیات نور صفحہ 285)

حضورؑ نے آخری سفر بھی جو لاہور کا سفر تھا اور جس میں آپ کی وفات ہوئی دراصل حضرت اماں جانؓ کی خاطر اور آپ کی خواہش پر ہی اختیار کیا تھا حضرت اماں جانؓ کی طبیعت علیل تھی اور آپ علاج کے لئے لاہور جا کر کسی لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ چاہتی تھیں مگر بعض الہامات کی بنا پر حضورؑ اس سفر پر جانے میں متامل تھے۔ لیکن اماں جانؓ کی خواہش پر جو دراصل خدائی تقدیر ہی تھی حضور نے یہ سفر فرمایا اور اسی سفر کے دوران آپ کی وفات ہوگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مسیح موعودؑ کے سیر کرنے کے بارے میں اکثر احباب جانتے ہیں اور یہ بات بھی معروف ہے کہ حضور کے ملفوظات کا ایک حصہ بھی سیر کے دوران حضور کے ارشادات پر مشتمل ہے۔ جو حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ اور حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اور بعض دوسرے احباب قلم بند کر کے محفوظ کرتے رہے۔ لیکن کم دوست جانتے ہیں کہ حضورؑ حضرت اماں جانؓ کو علیحدہ سیر کے لیے لے جایا کرتے تھے اور بسا اوقات دوسری خواتین بھی اور بچے بھی ساتھ ہو جاتے تھے۔ چنانچہ سیرت اور تاریخ کی کتب میں ایسی بہت سی روایات موجود ہیں۔

غرض حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اماں جانؓ کا آپس میں تعلق ایک ایسا تعلق تھا کہ جس قسم کے تعلق کی تمنّا ہر میاں بیوی کے دل میں ہوتی ہے یا ہونی چاہیے۔ اور جس طرح حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے ایک لمبے عرصے کے مشاہدے کے بعد بیان کیا ہے۔ آپ کا جوڑا ایک Ideal جوڑا تھا یہی وجہ ہے کہ حضور کی وفات کے بعد حضرت اماں جانؓ کی کیفیت باوجود اپنے ربّ کی رضا پر راضی ہونے اور رہنے کے بقول حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ ایسی ہوتی تھی: ’’حضرت مسیح موعودؑ کے بعد آپ نے بہت زیادہ صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا۔ مگر آپ کی جدائی کو جس طرح آپ محسوس کرتی رہیں اس کو جو لوگ جانتے ہیں وہ اس صبر کو اور بھی حیرت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ آپ اکثر سفر پر بھی جاتی تھیں اور بظاہر اپنے آپ کو بہت بہلائے رکھتی تھیں۔ باغ وغیرہ یا باہر گاؤں میں پھرنے کو بھی عورتوں کو لے کر جانا یا گھر میں کچھ نہ کچھ کام کرواتے رہنا کھانا پکوانا اور اکثر غرباء میں تقسیم کرنا (جو آپ کا بہت مرغوب کام تھا) لوگوں کا آنا جانا اپنی اولاد کی دلچسپیاں یہ سب تھا۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے بعد پورا سکون آپ نے کبھی محسوس نہیں کیا۔ صاف معلوم ہوتا تھا کہ کوئی اپنا وقت کاٹ رہا ہے۔ ایک سفر ہے جس کو طے کرنا ہے۔ کچھ کام ہیں جو جلدی جلدی کرنے ہیں۔ غرض بظاہر ایک صبر کی چٹان ہونے کے باوجود ایک قسم کی گھبراہٹ سی بھی تھی جو آپ پر طاری رہتی تھی۔ مگر ہم لوگوں کے لئے تو گویا وہ ہر غم اپنے سینہ میں چھپا کر خود سینہ سپر ہوگئی تھیں۔ دل میں طوفان اس دردِ جدائی کے اٹھتے اور اس کو دبا لیتیں اور سب کی خوشی کے سامان کرتیں۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ جب کوئی بچہ گھر میں پیدا ہوتا تو خوشی کے ساتھ ایک رنج حضرت مسیح موعودؑ کی جدائی کا آپ کے دل میں تازہ ہو جاتا۔ اور وہ آپ کو اس بچہ کی آمد پر یاد کرتیں‘‘۔

(تحریرات مبارکہ صفحہ 17-16)

حضرت اماں جانؓ کے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان کی کیا کیفیت تھی اس کے بارے میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی رائے قبل ازیں پیش کی جا چکی ہے کہ: ’’ہر بات میں حضرت کو صادق و مصدوق مانتی ہیں جیسے کوئی جلیل سے جلیل صحابی مانتا ہے‘‘۔ حضورؑ کی وفات کے بعد جب حضور کا جنازہ قادیان لایا گیا اور حضرت اماں جانؓ کے مکان واقعہ باغ کے بڑے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت اماں جانؓ حضور کا چہرہ دیکھنے کے لئے تشریف لائیں۔ اس وقت حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ کو وہاں نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر حضرت اماں جانؓ کے دل کے جذبات آپ کی زبان پر آگئے اور حضرت شیخ صاحبؓ نے سن لئے اور ہمارے لئے محفوظ کر لئے، آپ فرماتے ہیں: ’’اماں جان تشریف لائیں اور جنازہ کی پائینتی کی طرف کھڑی ہوگئیں اور نہایت دردناک آواز میں فرمایا: تو نبیوں کا چاند تھا تیرے سبب سے میرے گھر میں فرشتے اترتے تھے‘‘۔ حضرت شیخ صاحب مزید لکھتے ہیں: ’’مجھے یہ الفاظ اچھی طرح یاد ہیں۔ اس میں شوہر کی محبت ہی کا اظہار نہیں بلکہ اس ایمان کا مظاہرہ ہے جو آپ کے قلب میں تھا‘‘۔

(سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ 447)

حضرت اماں جانؓ کی ہمیشہ یہ تمنّا رہی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے، حضرت مسیح موعودؑ خواہش رکھتے تھے کہ حج کیا جائے اگرچہ بوجہ مخالفت اور دشمنوں کے عناد کے کبھی بھی آپ کے لئے حج کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن چونکہ حضرت اماں جانؓ کو حضور کی اس خواہش کا علم تھا اس لئے آپ نے حضور کی وفات کے بعد حافظ احمد اللہ خان صاحب کو اپنے پاس سے رقم دے کر حج کے لئے روانہ کیا اور اس طرح حافظ صاحب کے حصہ میں سعادت آئی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے حج بدل کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے وصال کے وقت کچھ مقروض تھے۔ اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے باوجود ذرائع آمد کے بند ہو جانے کے اور اپنے گزارے کے سامان نہ ہونے کے بھی حضرت اماں جانؓ نے حضور کے وصال کے جلد بعد اپنا زیور بیچ کر قرضہ ادا کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت ہمارے پاس اپنے گزارے کا کوئی سامان نہ تھا۔ والدہ صاحبہ سے اس کے ہر بچہ کو محبت ہوتی ہے۔ لیکن میرے دل میں نہ صرف اپنی والدہ ہونے کے لحاظ سے حضرت ام المومنین کی عظمت تھی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہلیہ ہونے کی وجہ سے آپ کی دوہری عزت میرے قلب میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ جس چیز نے میرے دل پر خاص طور پر اثر کیا وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہوئے اس وقت آپ پر کچھ قرض تھا۔ آپ نے یہ نہیں کیا کہ جماعت کے لوگوں سے کہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ پر اس قدر قرض ہے یہ ادا کرو۔ بلکہ آپ کے پاس جو زیور تھا اسے آپ نے بیچ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرض کو ادا کر دیا۔ مَیں اس وقت بچہ تھا اور میرے لئے ان کی خدمت کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ مگر میرے دل پر ہمیشہ یہ اثر رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا محبّت کرنے والا اور آپ سے تعاون کرنے والا ساتھی دیا‘‘۔

(خطبہ جمعہ 10 / مارچ 1944)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں نئی کلاس کا آغاز ان شاءاللہ ماہ ستمبر 2026ء سے ہو رہا ہے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند امیدواران سے درخواست ہے کہ جامعہ احمدیہ جرمنی Riedstadt کے دفتر سے داخلہ فارم حاصل کر کے اپنی درخواست صدر جماعت و لوکل امیر کی تصدیق کے ساتھ 30 مئی 2026ء تک جامعہ کے پتہ پر بھجوا دیں۔ تحریری ٹیسٹ جامعہ احمدیہ میں ہوگا جو زیادہ تر نصاب وقفِ نَو اور عام دینی معلومات میں سے ہوگا تاہم اس کے علاوہ بھی سوالات پوچھے جاسکتے ہیں تحریری ٹیسٹ کے علاوہ زبانی انٹرویو بھی ہوگا۔ انٹرویو کے بعد کامیاب قرار پانے والے طلباء ہی داخلہ کے اہل سمجھے جائیں گے۔ داخلہ کے لئے اُمیدوار کا درج ذیل شرائط پر پورا اترنا لازمی ہوگا۔

☆ امیدوار Abitur پاس کر چکا ہو۔ تاہم استثنائی صورت میں میٹرک (Realschulabschluss) پاس امیدوار کی درخواست بھی زیرِ غور لائی جا سکتی ہے۔

☆ استثنائی اُمیدوار (Realschulabschluss) کی عمر 18 سال اور Abitur پاس امیدوار کی عمر 20 سال سے زائد نہیں ہونی چاہیے۔

☆ اُمیدوار کو قرآن کریم صحت تلفظ کے ساتھ پڑھنا آتا ہو اور اگر کچھ حصہ کا ترجمہ بھی آتا ہو تو اُسے اضافی اہلیت کا حق دار سمجھا جائے گا۔

☆ اُمیدوار نے وقف نو کا مکمل نصاب پڑھا ہو نیز اسلام اور احمدیت کے متعلق بنیادی معلومات رکھتا ہو، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تعارف اور مطالعہ رکھتا ہو۔

☆ جرمنی سے باہر کے ممالک کے طلباء کی تعلیمی قابلیت کا فیصلہ ملک کی تعلیمی صورت حال کے لحاظ سے انٹرویو بورڈ کرے گا۔

☆ بیرون از جرمنی سے صرف وہی طلبہ درخواست دے سکتے ہیں جنہیں جرمنی میں رہنے کیلئے قانونی طور پر اجازت ہو اور جامعہ احمدیہ میں داخلے اور ہوسٹل میں رہائش کے سلسلے میں ملکی قانون کے مطابق کوئی روک نہ ہو۔

☆ کسی دوسرے ملک سے جرمنی آکر آباد ہونے والے طلباء جو عرصہ پانچ سال یا اس سے کم عرصہ سے جرمنی میں مقیم ہیں ایسے طلباء کے لئے استثنائی طور پر بعض رعایتیں ہوسکتی ہیں لیکن اس کا فیصلہ انٹرویو بورڈ کرے گا۔

☆ اُمیدوار کا جسمانی اور ذہنی طور پر تندرست ہونا ضروری ہے۔ درخواست کے ہمراہ اپنے تعلیمی سرٹیفکیٹ کی نقول اور اپنے ڈاکٹر سے فٹنس سرٹیفکیٹ بنوا کر ارسال کریں۔ داخلہ کی سفارش ٹیسٹ اور انٹرویو کو ملا کر رزلٹ کی بنیاد پر کی جائے گی۔

اُمیدواران سے درخواست ہے کہ ابھی سے اپنا وقت قرآن کریم کا تلفظ، ترجمہ سیکھنے اور کُتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں گزاریں۔ وقفِ نو کے نصاب کو دہراتے رہیں۔ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کریں اور دُعائیں کرتے رہیں۔

نوٹ:۔ داخلہ فارم کے ہمراہ دو عدد فوٹو، تعلیمی اسناد کی نقول، ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ اور ویزہ کی کاپی ارسال کریں۔

Tel: +49 (0) 6158 87837-0
Fax: +49 (0) 6158 87837-37
Am Alten Grenzstein 4-6
64560 Riedstadt-Goddelau
(پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی)

نیشنل تعلیمی میلہ 2025ء

نیشنل شعبہ تعلیم جرمنی کے زیرِ انتظام 15، 16 نومبر 2025ء کو نیشنل تعلیمی میلہ کا انعقاد ہوا۔ اس پروگرام کے نگران محترم شعیب مظفر صاحب (اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تعلیم) تھے، جبکہ تعلیمی و معلوماتی مواد کی ذمہ داری مکرم ڈاکٹر مسرور احمد کاہلوں صاحب (اسسٹنٹ نیشنل سیکرٹری تعلیم) کے سپرد تھی۔ تعلیمی میلہ کے دوران طلبہ اور طالبات کو انفرادی رہنمائی بھی فراہم کی گئی جہاں وہ اپنی تعلیم اور مستقبل کے پیشوں سے متعلق سوالات پوچھ سکتے تھے۔ نیشنل شعبہ سمعی و بصری کی جانب سے موقع پر ہی درخواست کے لیے تصاویر بنانے کی سہولت بھی دی گئی تھی، جس سے بہت سے شرکاء نے فائدہ اٹھایا۔ اس تعلیمی میلہ میں 60 سے زائد اسٹینڈز لگائے گئے تھے، جن میں جماعتی شعبہ جات، مختلف تنظیمیں، اور سائنس، آرٹس، طِب اور آئی ٹی جیسے مختلف شعبوں سے متعلق معلومات پیش کی گئیں۔ پروگرام میں ایسے احمدی احباب جو اپنے پیشہ ورانہ میدان میں بھی کامیاب ہیں اور جماعتی خدمات بھی سرانجام دے رہے ہیں نے پریزینٹیشنز کی صورت میں اپنے تجربات طلبہ اور طالبات کے سامنے پیش کیے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 15 نومبر کو 471 طلبہ جبکہ 16 نومبر کو 300 سے زائد خواتین نے اس پروگرام میں شرکت کی۔

(مکرم ایاز ملک صاحب، مربی سلسلہ)

عید مبارک

قارئین اخبار احمدیہ جرمنی کی خدمت میں عید الفطر کے موقع پر دلی عید مبارک پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام عالم اسلام اور انسانیت کے لئے ہر لحاظ سے

بابرکت فرمائے اور

حقیقی خوشیاں نصیب فرمائے، آمین۔

(ادارہ اخبار احمدیہ جرمنی)

مکرم مولانا محمد محمود طاہر صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِرہاص

حضرت سید احمد شاہ بریلوی صاحبؒ

اِرہاص کے معنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِرہاص کے معنی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اِرہاص یہ ہوتا ہے کہ اصل چیز کے ظہور سے پہلے علامات ظاہر ہوں''۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ 45)

اخبار بدر میں یہ الفاظ اس طرح بیان ہوئے ہیں:

''کسی امر کے ظہور سے پہلے اس کا مقدمہ اور پیش خیمہ ہوتا ہے۔ انگریزوں کا آنا اسلام کی ترقی کا مقدمہ ہے''۔
(بدر 17 جنوری 1907ء صفحہ 10)

ضمیمہ رسالہ انجام آتھم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِرہاص کی تعریف میں فرماتے ہیں:

''جو قبل از وقت بعض علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کا نام نشان نہیں بلکہ ان کا نام ارہاص ہے''۔
(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 334)

مسیح سے پہلے ایلیا کی آمد اور اس کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:

''یہود کے علماء کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ یہود نے حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ کو قبول کیوں نہ کیا تو یہی جواب پائیں گے کہ سچے مسیح کے آنے کی آسمانی کتابوں اور بنی اسرائیل کی احادیث میں یہی نشانی لکھی ہے کہ اس سے پہلے ایلیا آسمان سے اترے گا اور نیز مسیح بادشاہ اور صاحب لشکر ہو گا سو چونکہ ایلیا نبی آسمان سے نہیں اترا اور نہ ابن مریم کو ظاہری بادشاہی ملی اس لیے مریم کا بیٹا سچا مسیح نہیں ہے۔

اب آپ لوگ سوچیں اور خوب سوچیں کہ یہ قصہ ایلیا کا مسیح موعود کے قصہ سے کس قدر ہم شکل ہے اور اس بات کو سمجھ لیں کہ گو مسیح کے پہلے کئی نبی ہوئے مگر کسی نے یہ ظاہر نہ کیا کہ ایلیا سے مراد کوئی دوسرا شخص ہے۔ مسیح کے ظہور کے وقت تک یہود کے تمام فقیہوں اور مولویوں کا اسی پر اتفاق رہا کہ ایلیا نبی پھر دنیا میں آئے گا۔ اور تعجّب یہ کہ ان کے ملہموں کو بھی یہ الہام نہ ہوا کہ یہ عقیدہ سراسر غلط ہے اور آسمانی کتاب کے ظاہر لفظ بھی یہی بتلاتے رہے کہ ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آئے گا۔ لیکن آخر کار حضرت مسیح پر خدائے تعالیٰ نے یہ راز سربستہ کھول دیا کہ ایلیا نبی دوبارہ نہیں آئے گا بلکہ اس کے آنے سے مراد اس کے ہم صفت کا آنا ہے جو یحییٰ نبی ہے اصل بات یہ ہے کہ پیشگوئیوں میں بہت سے اسرار ہوتے ہیں کہ جو اپنے وقت پر کھلتے ہیں اور بغیر پہنچنے وقت کے بڑے بڑے عارف بھی ان کی اصل حقیقت سے بے خبر رہتے ہیں''۔
(نشان آسمانی، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 390)

الیاسین سے مراد

حضرت مصلح موعودؓ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡ یَاسِیۡنَ کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک یہ بات درست نہیں کہ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡ یَاسِیۡنَ میں صرف وقف کے لئے یا اور ن کا اضافہ کیا گیا ہے بلکہ جیسا کہ ہماری جماعت کا اعتقاد ہے الیاس کی بجائے الیاسین کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ یہاں ایک سے زیادہ الیاس مراد ہیں۔ ایک تو وہ الیاس ہیں جو اسرائیلی انبیاء کے وسط میں گزر چکے ہیں۔ دوسرے الیاس یوحنا ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے معاً پہلے آئے اور تیسرے الیاس حضرت سید احمد صاحب بریلوی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے آئے۔ چونکہ نزولِ قرآن سے پہلے دو الیاس دنیا میں آچکے تھے اور ایک الیاس نے ابھی آنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡیَاسٍ کی بجائے سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡیَاسِیۡنَ کہہ کر ان سب کی طرف اشارہ کر دیا''۔
(تفسیر کبیر جلد 13 صفحہ 249 ایڈیشن 2023ء)

حضرت سیّد احمد شہید صاحبؒ مجدّد اور ارہاص

حضرت سیّد احمد شہید صاحبؒ بریلوی ہندوستان کے مجدد اور حضرت مسیح موعودؑ کے لیے بطور ارہاص تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام میں یہ سلسلہ فیوض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے طور پر جاری ہے کہ اس میں کبھی انقطاع نہیں ہوا۔ یہ سلسلہ ابتدائے اسلام سے جاری ہوا اور حضرت سیّد احمد صاحب شہید بریلوی کے زمانہ تک برابر جاری رہا۔

اور ان کے اور ان کے اتباع کے ذریعہ رسول کریم ﷺ کے فیضان کا ثبوت لوگوں کو ملتا رہا۔ ان پر الہامات کا نزول ہوتا تھا۔ وہ ان الہامات کو بیان کرتے تھے لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین پیدا ہوتا تھا... حضرت سیّد احمد صاحب بریلویؒ بھی بیشک مجدد تھے۔ مگر وہ ساری دنیا کے لئے نہیں تھے۔ بلکہ صرف ہندوستان کے مجدد تھے... ہندوستان میں آنے والے مجددین کی اہمیت اس لئے ہے کہ وہ اس ملک میں آئے جہاں مسیح موعود نے آنا تھا۔ اور اس طرح ان کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بطور اِرہاص تھا''۔

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 479، 480 ایڈیشن 2023ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے اِرہاص

حضرت مصلح موعودؓ سورۃ مریم کی تفسیر کے دوران حضرت مسیح ناصری اور حضرت مسیح موعودؑ کے اِرہاص کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یحییٰ وہ پہلے نبی ہیں جن کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ الیاس کا نام پا کر آئے ہیں گویا اِرہاص والے نبیوں میں سے یہ پہلے نبی تھے جو الیاس کا نام پا کر اس کی خُو بُو پر آئے۔ اس سے پہلے پرانے نبیوں میں کوئی ایسا نبی نہیں مل سکتا جو کسی دوسرے نبی کے لئے ارہاص کے طور پر آیا ہو۔ لیکن یحییٰ کے بعد حضرت مسیح آگئے جو محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے ارہاص تھے۔ اور پھر حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی آگئے جو حضرت مسیح موعود کے لئے ارہاص تھے۔ پس لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا میں یہی خبر دی گئی تھی کہ ہم نے اس سے پہلے کسی اور کو اس کا مثل نہیں بنایا۔ یعنی یحییٰ وہ پہلے شخص ہیں جو کسی کے مثیل ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں تو ہمیں بار بار یحییٰ کا نام لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ پیشگوئیوں میں بتایا گیا تھا کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا۔ جب مخالف ہم سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ وہ مسیح کہاں ہے؟ تو ہم کہتے ہیں مسیح ناصری کے وقت میں بھی لوگوں نے یہی سوال کیا تھا۔ جب حضرت مسیحؑ نے دعویٰ کیا تو لوگوں نے پوچھا کہ ملاکی نبی کتاب میں ایلیاہ کے دوبارہ نزول کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ وہ مسیح سے پہلے آئے گا وہ ایلیاہ کہاں ہے۔ حضرت مسیحؑ نے جواب دیا کہ یوحنا ہی ایلیاہ ہے (متی باب 1 آیت 14)۔ اگر چاہو تو قبول کرلو۔ پس جس طرح وہاں ایلیاہ کے نام پر یوحنا آیا اسی طرح یہاں مسیح ناصری کے نام پر خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے مسیح کو بھیج دیا''۔ (تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 159 ایڈیشن 2023ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''آج ہی مَیں نے میر محمد اسحٰق صاحب کو بلایا اور ان سے کہا کہ مجھے حضرت مسیح موعودؑ کی ایک روایت یاد ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں بارہا یہ ذکر ہوتا تھا کہ آپ سے پہلے اِرہاص کے طور پر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی کو بھیجا اور یہ کہ مسیح اوّل اور مسیح موعود میں یہ بھی باہمی مشابہت ہے کہ جیسے حضرت مسیح کی خبر دینے والے حضرت یحییٰ علیہ السلام شہید کئے گئے تھے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خبر دینے والے حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی بھی شہید ہوئے۔ اب یہ روایت مجھے اچھی طرح یاد ہے اور یہ صرف میری روایت ہی نہیں بلکہ بعض اَور صحابہ کی بھی ہے۔ چنانچہ ابھی جبکہ میں جمعہ پڑھانے کے لئے آرہا تھا ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب جالندھری نے جو حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی ہیں مجھے ایک رُقعہ دیا جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں اللہ جلّ شانہ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دو مرتبہ مسجد مبارک میں فرمایا (گویا کہ مَیں اب بھی آپ کو بولتے سنتا ہوں) کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ محمدیہ کو سلسلہ موسویہ کے تقابل کے طور پر قائم کیا ہے۔ سلسلہ موسویہ کے اوّل نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوئے ہیں اور ان کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اسی طرح سلسلہ محمدیہ کے بانی حضرت نبی ﷺ ہیں اور آپ کا آخری خلیفہ (حضرت) مسیح موعودؑ ہے۔ پس ایسے سلسلہ کا اوّل نبی اور اس کا آخری خلیفہ قتل نہیں ہو سکتا ورنہ حق مشتبہ ہو جائے۔ ہاں درمیان میں اگر کوئی نبی قتل ہو بھی جائے تو اس سے لَوْ تَقَوَّلَ کے اصل پر کہ سچا نبی قتل نہیں ہو سکتا زد نہیں پڑتی۔ اور فرمایا کہ ایک امر تشبیہ کا یہ بھی ہے کہ جس طرح حضرت یحییٰ علیہ السلام سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ حضرت عیسیٰؑ سے پیشتر قتل ہوئے اسی طرح میری بعثت یا آمد سے پیشتر حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی شہید ہوئے۔ پھر فرمایا کہ حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی اور اسمٰعیل شہید میرے لئے بطور اِرہاص تھے۔ جیسے حضرت یحییٰؑ حضرت عیسیٰؑ کے لئے بطور ارہاص تھے''۔

(خطبات محمود جلد 19 صفحہ 571،570)

حضرت سیّد احمد بریلوی شہیدؒ کے کارنامے

حضرت سیّد احمد شہید صاحبؒ اور مولوی محمد اسماعیل صاحب شہیدؒ کے ذکر میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں، وہ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو کہ سکھوں نے کر رکھی تھی دور ہو جائے۔ خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا اور اس کی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ ان کی دانائی تھی کہ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جاوے مگر چونکہ وہ زمانہ قریب تھا کہ مہدی موعود کے آنے سے جہاد بالکل بند ہو جائے۔ اس واسطے جہاد میں ان کو کامیابی نہ ہوئی۔ ہاں بسبب نیک نیت ہونے کے ان کی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہوگئی کہ اس ملک میں انگریز آگئے''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 87 طبع 2018ء)

ایک مقام پر حضرت اقدسؑ نے سیّد احمد شہید صاحبؒ کے کام کے بارہ میں فرمایا:

''ہند میں دو واقعہ ہوئے ہیں ایک سیّد احمد صاحبؒ کا اور دوسرا ہمارا۔ ان کا کام لڑائی کرنا تھا انہوں نے شروع کر دی مگر اس کا اتمام ہمارے ہاتھوں مقدر تھا جو کہ اب اس زمانہ میں بذریعہ قلم ہو رہا ہے اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے وقت جو نامرادی تھی وہ چھ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے ہاتھوں سے رفع ہوئی۔ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ وہ کامیابی اب ہوئی''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 369 طبع 2018ء)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''تم دیکھ لو سیّد احمد صاحب بریلویؒ کے مُرید چند ہزار کے قریب تھے اور

ہندوستان میں کئی کروڑ حنفی رہتا تھا۔ ان کروڑوں آدمیوں کو طاقت نہیں ملی لیکن سیّد احمد صاحب بریلویؒ کے چند ہزار مُریدوں نے ایک علیحدہ مرکز بنا دیا۔ جب آپ شہید ہونے لگے تو آپ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ وہ اپنا ایک مرکز بنائیں۔ آخر انہوں نے دیوبند میں اپنا مرکز بنایا۔ یہ سیّد احمد صاحب بریلویؒ کے شاگرد ہی تھے جنہوں نے دیوبند میں اپنا مرکز بنایا اور پھر اس کی وجہ سے دیوبندی علماء نے تمام حنفیوں کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ بعد میں وہ آہستہ آہستہ حنفیت کی طرف مائل ہو گئے لیکن اصل میں وہ اہل حدیث تھے اور صرف مرکزیت کی وجہ سے ہی باقی سب مسلمانوں پر غالب آئے''۔ (خطبات محمود جلد 30 صفحہ 95)

حضرت سیّد احمد بریلوی شہید کے ایک کارنامے کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمایا:

''دیکھو سکھوں نے اپنے زمانہ حکومت میں پشاور پر قبضہ کر لیا تو حضرت سیّد احمد صاحب بریلویؒ نے جو تیرہویں صدی کے مجدد تھے سید اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کو اس پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے مقرر کیا۔ چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پشاور کی طرف بڑھے... ان لوگوں میں اطاعت کا مادہ بہت زیادہ تھا۔ انہوں نے سید اسمٰعیل صاحب شہید کی ہدایات کے ماتحت آپس میں دس بیس گز کا فاصلہ رکھ کر قلعہ کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے دشمن کے گولے انہیں زیادہ نقصان نہیں پہنچاتے تھے، زیادہ سے زیادہ وہ ایک آدمی کو اپنے زَد میں لیتے تھے اور باقی محفوظ رہتے تھے۔ غرض مسلمان اسی طرح آگے بڑھتے گئے اور جوں جوں دشمن کے قریب ہوتے گئے ان کا فاصلہ کم ہوتا گیا۔ جب وہ توپ خانہ کے بالکل قریب پہنچے تو یکدم حملہ کر کے انہوں نے توپچیوں کو توپوں کے دہانے سکھوں کی طرف پھیر دینے پر مجبور کر دیا۔ اس طرح سکھوں کی توپیں سکھوں پر ہی چلیں اور پشاور پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا''۔

(خطبات محمود جلد 2 صفحہ 389)

حضرت سیّد احمد بریلوی صاحب کا مقام

حضرت مصلح موعودؓ آپ کے مقام کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت سیّد احمد صاحب بریلوی کیا تھے۔ وہ درحقیقت حجت تھے سُستوں پر۔ وہ حجت تھے غافلوں پر اور وہ یہ بتانے کے لئے بھیجے گئے تھے کہ اسلام اب بھی اپنے اندر زندگی بخش اثرات رکھتا ہے''۔

(تفسیر کبیر جلد 11 صفحہ 490 ایڈیشن 2023ء)

حضرت سیّد احمد شہید بریلوی کے مختصر سوانح

تیرہویں صدی کے مجدد اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِرہاص حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ کی پیدائش 29 نومبر 1786ء کو ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع رائے بریلی کے قصبہ دائرہ شاہ علم اللہ میں ہوئی۔ آپ اپنے والد محترم سیّد محمد عرفان صاحب کی وفات کے بعد تلاشِ معاش کے لئے لکھنؤ اور دہلی روانہ ہوئے جہاں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی سے ملاقات اور ان کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تحریک اور تجدیدی کام کو آگے بڑھانے کے لئے میدانِ عمل میں آگئے۔

یہ زمانہ مسلمانوں کی سیاسی اور مذہبی پستی اور بدحالی کا تھا۔ ایک طرف مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور دوسری طرف بدرسومات اور مشرکانہ خیالات و اعمال راہ پکڑ گئے تھے۔ پنجاب سکھوں کے تسلّط میں اور ہندوستان انگریزوں کی عملداری میں آچکا تھا۔ آپ نے توحید کے پرچار کے لئے تحریک شروع کی اور لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا اور جہاد کی صدا بلند کی۔ اس کے نتیجہ میں تحریک مجاہدین وجود میں آئی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کی بیعت کی اور جہاد میں آپ کے ساتھ شریک ہوئے۔ سکھوں سے جنگ کر کے آپ نے بعض علاقوں کو واگزار کروایا اور وہاں اسلامی قوانین کا نفاذ کیا۔ بالآخر رنجیت سنگھ کے زمانہ حکومت میں مقامی پٹھانوں کی بے وفائی کے نتیجہ میں 6 مئی 1831ء کو بالاکوٹ ضلع مانسہرہ کے مقام پر آپ نے جام شہادت نوش کیا۔

بالاکوٹ میں آپ کا اور آپ کے ساتھ حضرت سید اسماعیل شہید کا مزار موجود ہے۔ خاندانی لحاظ سے آپ حسنی اور حسینی سیّد تھے۔ سید احمد بریلوی شہید صاحبؒ کی بعض کتب و رسائل اور مکتوبات بھی شائع شدہ ہیں۔

بالاکوٹ میں واقع حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کا مزار

حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ آپ کے شاگرد خاص تھے جو حضرت شاہ عبدالغنی دہلوی کے بیٹے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پوتے تھے۔ ان کی تربیت اپنے چچا حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے زیرِ سایہ ہوئی۔ سکھوں کے خلاف جہاد میں شاہ اسماعیل شہیدؒ، حضرت سیّد احمد شہیدؒ کے دستِ راست تھے۔ آپ 52 سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ شاہ اسماعیل شہیدؒ کا مزار بھی بالاکوٹ میں ہے۔

آپ کی مشہور تصانیف میں تقویۃ الایمان، منصب خلافت اور صراطِ مستقیم شامل ہیں۔ حضرت سیّد احمد شہید بریلویؒ نے تجدیدِ دین کا کام کیا۔ توحید کے قیام اور مشرکانہ رسومات اور خیالات کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں آپ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز، اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو سکھا شاہی نے ڈال رکھی تھی اس کو دور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس نیت کو قبول کیا اور انگریزوں کے ذریعہ سکھا شاہی کا خاتمہ کر کے اس خطے کو مکمل مذہبی آزادی دی اور مسیح آخرالزمان کے مشن کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے موافق ماحول پیدا کیا۔

مرتبہ و مرسلہ: شعبہ وصایا جرمنی

دورانِ سال 2025ء وفات پا جانے والے موصیان جماعت احمدیہ جرمنی

	نام موصی/موصیہ	ولدیت/ زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	وصیت نمبر	قبرستان
1	Nasra Begum	Ghulam Ahmad	04.01.2025	Bieber-Offenbach	15274	Bahishti Maqbrah Rabwah
2	Arshad Akhtar	Ahmed Abid Saeed	07.01.2025	Heilbronn	38638	Westfriedhof Heilbronn
3	Rasheed Ahmad	Ghulam Nabi	11.01.2025	Neuss	57767	Bahishti Maqbrah Rabwah
4	Amtul Hayee Shabana Bhatti	Tariq Latif Arshad Bhatti	14.01.2025	Gaggenau	67070	Friedhof Forbach
5	Bashir Ahmad Khan	Khuda Bakhsh	24.01.2025	Pforzheim	24651	Hauptfriedhof Pforzheim
6	Munawar Ahmad Qamar	Ghulam Ahmad	30.01.2025	Nauheim	27370	Bahishti Maqbrah Rabwah
7	Saleem Khalid	Ch. Muhammad Saleem	04.02.2025	Wolfskehlen, Riedstadt	133016	Wolfskehlen
8	Amtul Hai	Ghulam Ahmad	11.02.2025	Esslingen	33169	Bahishti Maqbrah Rabwah
9	Mubashar Ahmad Waraich	Hayat Muhammad	16.02.2025	Goddelau Nord-Riedstadt	66464	Bahishti Maqbrah Rabwah
10	Mohammad Siddique Shahid	Muhammad Sadiq	17.02.2025	Ludwigshafen	24487	Hauptfriedhof Ludwigshafen
11	Sultan Ahmad Warya	Abdul Ghani	18.02.2025	Waiblingen	30384	Bahishti Maqbrah Rabwah
12	Mumtaz Begum	Ghulam Mustafa	09.03.2025	Bad Vilbel	153281	Bahishti Maqbrah Rabwah
13	Danial Ahmed Ghuman	Tahir Ahmad Ghumman	14.03.2025	Bait-ul-Wahid Ost-Hanau	107827	Hauptfriedhof Hanau
14	Muhammad Aslam	Sheer Muhammad	21.03.2025	Brühl	27725	Friedhof Wessling
15	Mubashar Ahmad	Bashir Ahmad	22.03.2025	Pinneberg	38593	Stadtfriedhof Pinneberg
16	Razia Begum	Abdul Ghani Sahib	02.04.2025	Bait Ul Rasheed, Hamburg	17584	Bahishti Maqbrah Rabwah
17	Nusrat Islam ud Din	Mohammad Islamuddin	09.04.2025	Eich-Worms	34341	Bahishti Maqbrah Rabwah
18	Abdul Hafeez Sahib	Abdul Majeed	15.04.2025	Goppingen	109915	Hauptfriedhof Goppingen
19	Mohammad Arif	Fazal Kareem	17.04.2025	Seligenstadt	84625	Bahishti Maqbrah Rabwah
20	Malik Bashir Ahmad Awan	Malik Muhammad Azeem	25.04.2025	Bad Schwalbach	21807	Bahishti Maqbrah Rabwah
21	Amtul Manan	Abdul Hafeez	26.04.2025	Göppingen	25240	Friedhof Göppingen
22	Munawar Ahmad Gill	Barkat Ali	03.05.2025	Friedberg West	60812	Bahishti Maqbrah Rabwah
23	Nazir Ahmad	Abedullah Minhas	08.05.2025	Bait-ul-Wahid - Hanau	34068	Hauptfriedhof Hanau
24	Nasreen Shad	Naseer Ahmed Shad	10.05.2025	Koblenz	113779	Friedhof Koblenz
25	Naseera Khursheed Begum	Sultan Ali	16.05.2025	Karben	32496	Parkfriedhof Heiligenstock FFM
26	Bushra Inam	Inam Ul Haque	19.05.2025	Florstadt	68622	Waldfriedhof Florstadt
27	Rana Tayab	Mohammad Afzel	25.05.2025	Recklinghausen	80415	Bahishti Maqbrah Rabwah
28	Bushra Nasir	Daud Ahmed Nasir	28.05.2025	Baitul Baqi - Dietzenbach	30129	Bahishti Maqbrah Rabwah
29	Begum Bushra Ahmed	Mubarik Ahmed	29.05.2025	Heusenstamm	63831	Friedhof Dietzenbach
30	Ghulam Ahmad	Mohammad Ismail	31.05.2025	Bieber-Offenbach	62866	Bahishti Maqbrah Rabwah
31	Abdul Hakim Chaudry	Abdul Majid	05.06.2025	Lurup - Hamburg	38684	Bahishti Maqbrah Rabwah
32	Amtul Mateen	Ghulam Ahmad	05.06.2025	Wiesbaden Ost	119633	Bahishti Maqbrah Rabwah
33	Rafique Ahmed	Fazal Qadir	09.06.2025	Heimfeld - Hamburg	92493	Bahishti Maqbrah Rabwah
34	Mansoor Ahmad Khalid Toor	Mubarak Ahmad Toor	17.06.2025	Rüdesheim	47369	Bahishti Maqbrah Rabwah
35	Nazmoon Bibi Zubair	Muhammad Shafi Zubair	26.06.2025	Heppenheim	58167	Friedhof Knoden
36	Amtul Mubeen Jabbar	Atta ul Jabbar	04.07.2025	Mehdiabad	108734	Friedrichgabe Norderstedt
37	Tanveer Begum Khan	Hamid Khan	23.07.2025	Iserlohn	96268	Westfriedhof Kassel
38	Naseem Akhtar	Riaz Ahmed	08.08.2025	Lurup - Hamburg	58133	HSV Friedhof Hamburg
39	Malik Sultan Ahmad	Malik Muhammad Ahmad	23.08.2025	Ginsheim	22866	Bahishti Maqbrah Rabwah
40	Aashiq Hussain	Syed Muhammad Warraich	29.08.2025	Bensheim	107595	Südfriedhof Frankfurt
41	Bushra Nuzhat	Mohammad Younis Bhatti	01.09.2025	Bergisch Gladbach	42436	Friedhof Bergisch Gladbach
42	Habiba Shaukat	Jan Muhammad	02.09.2025	Dietzenbach Mitte	25732	Bahishti Maqbrah Rabwah
43	Sabra Bibi	Muhammad Amin Qureshi	18.09.2025	Ludwigshafen	39942	Bahishti Maqbrah Rabwah
44	Rana Abdul Majeed Khan	Rana Abdullah Khan	23.09.2025	Pulheim	46588	Bahishti Maqbrah Rabwah
45	Safia Begum	Ghulam Nabi	24.09.2025	Freinsheim	68718	Friedhof Freinsheim
46	Munawar Ahmed Nadeem	Mubarik Ahmed Sabir	30.09.2025	Neuwied	104006	Friedhof Torney
47	Amtul Baseer	Matiullah	21.10.2025	Billstedt - Hamburg	68988	Ohlsdorfer Friedhof Hamburg
48	Aqeela Shahnaz	Ahmed Rasool Bhatti	24.10.2025	Fuhlsbüttel - Hamburg	68992	Friedhof Ohlsdorf Hamburg
49	Musarat Siddiqa Butt	Shaukat Hussain Butt	28.10.2025	Kranichstein West-Darmstadt	57928	Parkfriedhof Heiligenstock FFM
50	Mazhar Bee	Mirza Abdul Sami	03.11.2025	Ginnheim - Frankfurt	12771	Bahishti Maqbrah Rabwah
51	Mohammad Khan	Sultan Ali	06.11.2025	Kiel	65091	Islamische Friedhof Kiel
52	Tahera Begum	Munir Ahmad	10.12.2025	Mannheim Nord	152309	Hauptfriedhof Mannheim
53	Naghat Khan	Zakaullah Khan	14.12.2025	Seligenstadt	124585	Südfriedhof Frankfurt
54	Shama Nasreen	Nasir Ahmad	23.12.2025	Pinneberg	49530	Bahishti Maqbarah Rabwah
55	Amtul Aziz Begam	Rana Hameedullah	26.12.2025	Neuss	44103	Bahishti Maqbarah Rabwah

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ

مکرم صادق محمد طاہر صاحب

پنڈت لیکھرام کا عبرتناک انجام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انبیاء کی تاریخ نہایت خوبصورت اور جامع انداز میں بیان فرمائی ہے اور ان کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا ذکر فرما کر نصائح فرمائی ہیں کہ ان پر ایمان لانے والوں کا انجام بخیر ہوتا ہے اور ان سے استہزاء کرنے والوں کا انجام عبرت ناک ہوتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (الانبیاء 42) اور تجھ سے پہلے جو رسول گذرے ہیں ان سے بھی ہنسی کی گئی تھی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ جنہوں نے ان رسولوں سے ہنسی کی تھی ان کو انہی باتوں نے آ کر گھیر لیا جن کے ذریعہ سے وہ نبیوں کی ہنسی اڑاتے تھے۔

سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ سے دشمنوں کی طرف سے جو استہزاء کیا گیا اس کی مثالیں بھی تاریخ میں محفوظ ہیں اور اس زمانہ میں آپ کے غلامِ صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو جو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا گیا ان سے کیے گئے استہزاء کی تاریخ حضورؑ نے خود بھی اپنی کتب واشتہارات میں بیان فرما دی جس سے آپ کی صداقت اور آپ پر ایمان لانے والوں کی معرفت میں ایک نئی تازگی آتی ہے۔ان نشانات کو حضرت مسیح موعودؑ نے بار بار دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ارشاد فرمایا ہے، چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ہماری جماعت جس نے مجھے پہچانا ہے کا فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانات کو باسی نہ ہونے دے۔اس سے قوت یقین پیدا ہوتی ہے۔اس لئے ہماری جماعت کو چاہیے کہ وہ ان نشانات کو پوشیدہ نہ رکھے اور جس نے دیکھے ہیں وہ ان کو بتلا دے جو غائب ہیں تا کہ برائیوں سے بچیں اور خدا پر تازہ ایمان پیدا کریں اور ان نشانات کو عمدہ براہین سے سجا سجا کر پیش کریں‘‘۔(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 513)

ان نشانوں میں سے ایک پنڈت لیکھرام کی طرف سے مخالفت واستہزاء اور اس کے عبرت ناک انجام سے متعلق ہے۔مضمون کے اوپر تصویر میں جو مصرع درج کیا گیا ہے وہ الہامی ہے اور مکمل شعر یوں ہے۔

وَ بَشَّرَنِيْ رَبِّيْ وَ قَالَ مُبَشِّرًا

’’سَتَعْرِفُ يَوْمَ الْعِيْدِ وَالْعِيْدُ اَقْرَبُ‘‘

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 96)

چنانچہ پنڈت لیکھرام 6 مارچ 1897ء کو عید سے اگلے روز اپنے ہی ایک شاگرد کے ہاتھوں تیز دھار آلہ سے قتل ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کا مصداق ٹھہرا۔ تذکرہ میں اس الہامی مصرع کے متعلق حاشیہ میں درج ہے:

’’اِس شعر کا دوسرا مصرع الہامی ہے اور شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ میرے ربّ نے مجھے بشارت دی اور بشارت دے کر کہا کہ تو عنقریب عید کے دن کو پہچان لے گا اور عید اس سے قریب تر ہوگی۔اس پیشگوئی کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے براہین احمدیہ شائع فرمائی تو بعض مذاہب کے سربراہان سے اس کا جواب طلب کیا۔جہاں مسلمانوں میں ایک نئی روح اور خوشی نے جنم لیا وہاں بعض متشدد اور متعصّب افراد نے اسلام اور آنحضرت ﷺ کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا اور اس میں حد سے بڑھ گئے۔ان میں ایک پنڈت لیکھرام تھا جو آریہ سماج کا سرگرم رکن تھا اور اسلام اور آنحضرت ﷺ سے متعلق نہایت گندہ دہنی سے پیش آتا تھا۔ براہین احمدیہ کے جواب میں تکذیب براہین احمدیہ کتاب شائع کی جس سے مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین فتنہ انگیزی کی حد تک

اختلافات پیدا ہو گئے۔ حتیٰ کہ اس شدت پسندی سے مسلمانوں بلکہ اعتدال پسند ہندوؤں اور سکھوں میں بھی بے چینی بڑھ گئی اور وہ لیکھرام کی کارروائیوں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھنے لگے۔ یہاں تک کہ پیسہ اخبار نے اپنے شمارہ 29 اگست 1896ء میں لیکھرام کی کتاب کو ایک عظیم فتنہ برپا کرنے والی کتاب قرار دیا اور حکومت وقت سے استدعا کی کہ اس کی تمام کتب اور پمفلٹس پر پابندی لگائی جائے اور اس کے خلاف دہلی عدالت میں توہین رسالت کا کیس بھی دائر کیا جو کہ مسترد کر دیا گیا۔ اس سے قبل حضرت مسیح موعودؑ نے لیکھرام کو یہ پیشکش کی تھی کہ وہ قادیان میں آ کر رہے تو اس کو نشانات دیکھنے کو ملیں گے۔ وہ قادیان آیا اور کچھ عرصہ رہ کر مسلسل اپنی شوخی اور دریدہ دہنی میں بڑھتا رہا۔ اس پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی 20 فروری 1893ء کو ایک پیشگوئی شائع ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خوشخبری دی گئی کہ اگر لیکھرام آنحضرت ﷺ کے خلاف بدزبانی سے باز نہ آیا تو اس پر ایک دردناک عذاب نازل ہو گا۔ لیکھرام اپنی شوخیوں میں بڑھتا چلا گیا تو حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ

''عِجۡلٌ جَسَدٌ لَّہٗ خُوَارٌ۔ لَہٗ نَصَبٌ وَّ عَذَابٌ یعنی یہ صرف ایک بے جان گوسالہ ہے جس کے اندر سے ایک مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اُس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور رنج اور عذاب مقدّر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا''۔

(اشتہار 20 فروری 1893ء مشمولہ آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 649، 650)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''کتاب کرامات الصادقین کے ایک عربی شعر میں جو واقعہ قتل پنڈت لیکھرام سے چار سال پہلے تمام قوموں میں شائع ہو چکا تھا۔ اُس کی موت کا دن اور تاریخ بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ اس شعر پر ہندو اخبار نے لیکھرام کے قتل کے وقت بڑا شور مچایا تھا اور وہ شعر یہ ہے۔ وَ بَشَّرَنِیۡ رَبِّیۡ... غرض یہ عظیم الشان پیشگوئی اس قدر قوت اور عام شہرت کے ساتھ پھیلنے کے بعد 6 مارچ 1897ء کو اس طرح پوری ہوئی کہ ایک شخص نے جس کا آج تک پتہ نہیں لگا کہ کون تھا، شام کے وقت لاہور کے شہر میں شنبہ کے دن جو عید سے دوسرا دن تھا لیکھرام کے پیٹ میں ایک کاری چھری مار کر دن دہاڑے ایسا غائب ہوا کہ آج تک پھر اس کا پتہ نہ لگا حالانکہ لیکھرام کے ساتھ کتنی مدّت سے رہتا تھا''۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 560)

(تذکرہ صفحہ 219، ایڈیشن 2023ء)

حضورؑ نے یہ شعر بھی تحریر فرمایا:

''الا اے دشمنِ نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ''

لیکھرام اپنی شوخیوں میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس نے پیشگوئی کر دی کہ مرزا غلام احمد قادیانیؑ نعوذ باللہ تین سال کے عرصہ میں ہیضہ سے مر جائیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا کہ عرصہ چھ سال میں لیکھرام نہایت ذلّت سے عید کے قریب بذریعہ قتل اس دنیا سے کوچ کر جائے گا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس طرح حضرت اقدسؑ نے اس کی نسبت پیشگوئی فرمائی تھی کہ ''بترس از تیغ بُرّانِ محمدؐ'' اسی کے مطابق یہ شخص چھ برس کے عرصہ کے اندر بذریعہ قتل پنجۂ اجل میں گرفتار ہو گیا اور جس طرح فرمایا گیا تھا کہ گوسالہ سامری کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا بالکل اسی طرح یہ گوسالہ سامری بھی شنبہ کے دن ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا اور جس طرح وہ جلایا گیا اور اس کی ہڈیاں دریا میں پھینکی گئیں۔ اسی طرح یہ بھی جلایا گیا اور اس کی ہڈیاں بھی دریا ہی میں ڈالی گئیں۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آج جو 2 اپریل 1893ء مطابق 14 ماہِ رمضان 1310ھ ہے۔ صبح کے وقت تھوڑی سی غنودگی کی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک وسیع مکان میں بیٹھا ہوا ہوں اور چند دوست بھی میرے پاس موجود ہیں۔ اتنے میں ایک شخص قوی ہیکل مہیب شکل، گویا اُس کے چہرہ پر سے خون ٹپکتا ہے۔ میرے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک نئی خلقت اور شمائل کا شخص ہے گویا انسان نہیں ملائک شِداد غلاظ میں سے ہے اور اُس کی ہیبت دلوں پر طاری تھی اور مَیں اُس کو دیکھتا ہی تھا کہ اُس نے مجھ سے پوچھا کہ لیکھرام کہاں ہے؟ اور ایک اَور شخص کا نام لیا کہ وہ کہاں ہے۔ تب مَیں نے اُس وقت سمجھا کہ یہ شخص لیکھرام اور اُس دوسرے شخص کی سزا دہی کے لئے مامور کیا گیا ہے مگر مجھے معلوم نہیں رہا کہ وہ دوسرا شخص کون ہے۔ ہاں یہ یقینی طور پر یاد رہا ہے کہ وہ دوسرا شخص اُنہیں چند آدمیوں میں سے تھا جن کی نسبت مَیں اشتہار دے چکا ہوں اور یہ یک شنبہ کا دن اور 4 بجے صبح کا وقت تھا۔ فالحمدللہ علی ذٰلک''۔

(برکات الدعا۔ ٹائٹل پیج۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 33 حاشیہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 18 اپریل 1997ء کو خطبہ جمعہ میں اس واقعہ کا ذکر یوں فرمایا:

''آج کا جمعہ جو عید کے دن ہو رہا ہے آج سے سو سال پہلے ایک جمعہ کی یاد دلاتا ہے جو عید ہی کے دن ہوا تھا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیکھرام سے متعلق جو 1893ء میں پیشگوئی فرمائی تھی اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا وقت اس الہامی فقرے میں تھا سَتَعۡرِفُ یَوۡمَ الۡعِیۡدِ وَالۡعِیۡدُ اَقۡرَبُ کہ یہ واقعہ عید کے دن رونما ہو گا جبکہ عید اس کے قریب تر ہو گی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ دو عیدیں اکٹھی ہوں گی۔ ایک العید جو خاص عید ہو گی، ایک کامل عید اور دوسری عید اسی کے ساتھ جڑی ہوئی اقرب بالکل ساتھ ہی ہو گی۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1893ء میں جو پیشگوئی فرمائی کہ آج سے چھ سال نہیں گزریں گے کہ لیکھرام ایک خداتعالیٰ کے قہری عذاب کا نشانہ بن کر ایک فرشتے کے ہاتھوں ذبح ہو گا یا قتل کیا جائے گا اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس کے منہ سے ایسی آواز نکلے گی جیسے بچھڑے کے منہ سے آواز نکلتی ہے۔ اس کی نشان دہی اتنی واضح فرما دی کہ وہ دن عید کا دن، ایسا دن جو عید کے قریب تر ہے اور 1897ء میں وہ جمعہ آیا جو عید کا دن تھا اور العید بن گیا یعنی ایسا جمعہ اور ایسی عید جو دونوں اپنے اپنے مضمون کے لحاظ سے کامل ہو گئے اور دوسرے دن پھر وہ یوم العید ظہور پذیر ہوا۔

جس کے متعلق فرمایا تھا سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ جس کے ساتھ ''اقرب'' وہ ایک کامل عید کا دن ہوگا اور ہفتے کے روز لیکھرام کے پیٹ میں ایک ایسے نوجوان نے چھری گھونپی اور صرف گھونپی نہیں بلکہ اندر پھرایا جس سے اس کی انتڑیاں کٹ گئیں اور جو کچھ تھا وہ باہر آ گیا جس کے متعلق کوئی سمجھ نہیں آسکی اور کچھ پتا نہ چلا۔ باوجود انتہائی تحقیق کے کسی کو معلوم نہیں ہوسکا کہ وہ کون تھا، کہاں سے آیا، کہاں چلا گیا۔ وہ ایک ایسے بازار میں تھا جو آریوں کا بازار تھا وہ تین منزلہ مکان تھا جس کے اوپر کی منزل پر لیکھرام بیٹھا ہوا تھا اور نیچے کی منزل پر اس کی بیوی تھی اور وہ لڑکا جس نے اس کو قتل کیا ہے۔ وہ کچھ عرصہ پہلے اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بطور گویا کہ آریہ ہو چکا ہو اس طرح اس کے ساتھ رہنے لگا اور جب یہ ہفتے کا روز آیا عید کے بعد تو اس دن اس نے اس کے پیٹ میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چھری گھونپی اور پھر پھیری اندر اور اس کے منہ سے بہت زور سے چیخ نکلی۔ اس قدر دردناک آواز تھی کہ اس کی بیوی دوڑ کر سیڑھیوں سے ہوتی ہوئی اوپر چڑھنے لگی جن سیڑھیوں سے اس نے نیچے اترنا تھا اور نیچے سب آریوں کا بازار تھا۔ اس کے واویلے اور شور سے سارے متوجہ ہوگئے اور پرلی طرف اترنے کے لئے کوئی سیڑھیاں نہیں تھیں، کوئی شخص بھی جو پرلی طرف چھلانگ لگاتا وہ یقیناً ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ پس ایسی حالت میں جب بیوی اوپر پہنچی تو دیکھا کہ لیکھرام تڑپ رہا ہے زخموں سے اور اس کی انتڑیاں اور پیٹ کا اندر کا جو کچھ بھی ہے وہ باہر آ چکا ہے اور مارنے والے کا کوئی نشان نہیں۔ نیچے بازار میں جب شور ہوا تو لوگوں نے توجہ کی۔ جب پوچھا گیا ان سے تو انہوں نے کہا یہاں سے تو کوئی نیچے اترا ہی نہیں، نہ کوئی پرلی طرف اترا۔ چنانچہ اس کے متعلق کہا گیا کہ پھر اس کو آسمان نگل گیا یا آسمان کھا گیا کیونکہ زمین پر تو اس کا کوئی نشان نہیں۔ نہ اس کے پہلے پس منظر کا کسی کو کبھی کچھ پتا چل سکا۔ حالانکہ اتنا زبردست شور ڈالا گیا تھا آریوں کی طرف سے اور دوسرے

باقی صفحہ 40 پر

چمکا پھر آسمان مشرق پہ نام احمدؐ

ہیں بادہ مست بادہ آشامِ احمدیت چلتا ہے دور مِینا و جامِ احمدیت
تشنہ لبوں کی خاطر ہر سمت گھومتے ہیں تھامے ہوئے سبوئے گلفامِ احمدیت
خدامِ احمدیت، خدامِ احمدیت

جب دہریت کے دم سے مسموم تھیں فضائیں پھوٹی تھیں جا بجا جب اِلحاد کی وبائیں
تب آیا اک منادی۔ اور ہر طرف صدا دی آؤ کہ اِن کی زد سے اِسلام کو بچائیں
زورِ دُعا دکھائیں خدامِ احمدیت

پھر باغِ مصطفیٰؐ کا دھیان آیا ذُوالمِنَن کو سینچا پھر آنسوؤں سے احمد نے اِس چمن کو
آہوں کا تھا بلاوا پھولوں کی اَنجمن کو اور کھینچ لائے نالے مرغانِ خوش لحن کو
لوٹ آئے پھر وطن کو، خدامِ احمدیت

چمکا پھر آسمان مشرق پہ نامِ احمدؐ مغرب میں جگمگایا ماہ تمامِ احمدؐ
وہم و گماں سے بالا عالی مقامِ احمدؐ ہم ہیں غلامِ خاک پائے غلامِ احمدؐ
مرغانِ دامِ احمدؐ، خدامِ احمدیت

اٹھو کہ ساعت آئی اور وقت جا رہا ہے پسرِ مسیحؑ دیکھو کب سے جگا رہا ہے
گو دیر بعد آیا از راہِ دور لیکن وہ تیز گام آگے بڑھتا ہی جا رہا ہے
تم کو بلا رہا ہے، خدامِ احمدیت!

(کلام طاہر)

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

جرمنی لبنان کی حمایت جاری رکھے گا

جرمن صدر فرانک والٹرشٹائن مائیر نے بیروت کے صدارتی محل میں ایک پریس کانفرنس کے دوران کہا کہ لبنان اور اسرائیل کی سرحدوں پر اقوام متحدہ کے امن مشن کے خاتمہ کے بعد بھی جرمنی لبنان کی حمایت جاری رکھے گا۔ یاد رہے کہ جنوبی لبنان میں تعینات اقوام متحدہ کی امن فورس کی مدت 2026ء میں ختم ہورہی ہے۔ یہ امن فورس پانچ دہائی قبل قائم کی گئی تھی اور اس کی کل تعداد 7500 ہے جس میں سے تقریباً 179 جرمن فوجی اہلکار ہیں۔

سنگاپور میں سزائے موت کے رجحان میں اضافہ

رواں برس میں اب تک سنگاپور میں تین افراد کو پھانسی دی جاچکی ہے جبکہ گزشتہ سال 17 افراد کو پھانسی دی گئی تھی جو 2003ء کے بعد سب سے زیادہ تعداد ہے۔ اکثریت نے منشیات کے کیسز میں سزا پائی۔ جنوبی مشرقی ایشیا کے بیشتر ممالک کی نسبت سنگاپور میں سزائے موت کی شرح میں اضافہ دیکھا جارہا ہے۔ اسی خطے کے دیگر ممالک ویتنام، ملائشیا اور انڈونیشیا میں سزائے موت پر عمل درآمد بہت محدود ہو چکا ہے۔

چین میں ویزا کے بغیر داخلہ

چین نے 17 فروری 2026ء سے کینیڈا اور برطانیہ کے شہریوں کو بغیر ویزا چین کے سفر کی سہولیات کی فراہمی کا اعلان کیا ہے۔ یہ اعلان دونوں ممالک کی جنوری میں بیجنگ میں ملاقات کے بعد سامنے آیا ہے۔ دونوں ممالک کے عام پاسپورٹ رکھنے والے شہری 17 فروری سے 31 دسمبر تک بغیر ویزا کے چین کا سفر کرسکیں گے۔ یہ سفر کاروبار، سیاحت، رشتہ داروں سے ملاقات اور ٹرانزٹ کے مقاصد کے لئے ہوسکتا ہے۔

بچوں کے سوشل میڈیا استعمال پر پابندی

جرمن چانسلر فریڈرش میرس نے ان تجاویز کی حمایت کی ہے جن میں جرمن بچوں پر سوشل میڈیا پر پابندی کی بات کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ انہوں نے سکرین سے بچوں کے ذہنوں پر پڑنے والے اثرات پر تشویش کا بھی اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آج کے 14 سالہ بچہ کا سکرین ٹائم پانچ گھنٹے یا زائد ہے اور اس کا سماج سے تعلق صرف اسی سے ہے تو پھر ہمیں بچوں کی شخصیت پر پڑنے اثرات پر حیران نہیں ہونا چاہیئے۔ ان کے مطابق سوشل میڈیا کے ذرائع استعمال کرنے کی کم از کم عمر سولہ سال ہونی چاہیئے۔

جنوبی کوریا میں سابق صدر کو عمر قید کی سزا

2024ء میں مارشل لا نافذ کرنے کے لئے پارلیمان کو تحلیل کرنے والے جنوبی کوریا کے سابق صدر کو عدالت نے بغاوت کا مجرم قرار دیتے ہوئے عمر قید کی سزا سنائی ہے۔ عدالتی فیصلہ کے مطابق سابق صدر نے آئینی نظام کو مفلوج کرنے کے لئے پارلیمنٹ میں فوج کو بھیج کر اسمبلی کو کام کرنے سے روکنے کی کوشش کی اور اس طرح اپنی آئینی حدود کی سنگین خلاف ورزی کی۔ سابق صدر نے دوران کارروائی اپنے اس اقدام پر کسی قسم کی کوئی ندامت ظاہر نہیں کی بلکہ اس کے برعکس موقف اختیار کیا کہ انہیں بطور صدر مارشل لا نافذ کرنے کا اختیار حاصل تھا۔

پولش شہریوں کو ایران چھوڑنے کی ہدایت

پولینڈ کے وزیر اعظم نے 19 فروری کو اپنے شہریوں کو فوری طور پر ایران چھوڑنے کی ہدایت کی ہے۔ انہوں نے جنگ کی سنگینی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ خدشہ ہے کہ چند گھنٹوں بعد انخلا ممکن نہ رہے گا۔ وارسا کے قریب صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ پولش شہری فوری طور پر ایران چھوڑ دیں اور کسی بھی صورت ایران کا سفر نہ کریں۔ میں کسی کو خوفزدہ نہیں کرنا چاہتا لیکن سب جانتے ہیں کہ میرا اشارہ کس طرف ہے۔

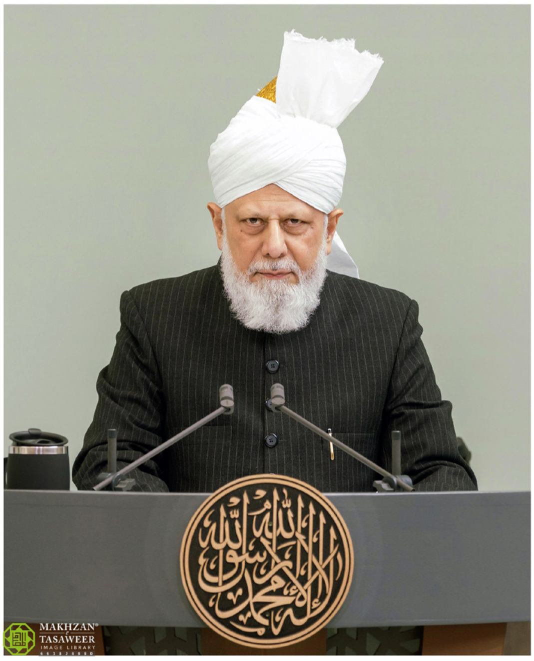

سب سخن کے جام بھرتے ہیں اِسی سرکار سے

مرتّبہ: مکرم سید سعادت احمد صاحب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے مجالسِ عرفان اور خطوط میں دیے گئے علمی و تنظیمی سوالات کے جوابات میں سے انتخاب

☆ حضورانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے 11 جنوری 2026ء کو ویسٹ کوسٹ امریکہ کے ایک وفد کو ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی جس میں ایک شریکِ مجلس نے سوال کیا کہ کیا انبیاء یا خلفاء کی حکمت کا موازنہ البرٹ آئن سٹائن جیسے سائنسدانوں کے IQ لیول سے کیا جاسکتا ہے اور ہم یہ کیسے ثابت کر سکتے ہیں کہ خلیفہ کی حکمت دنیاوی ذہین لوگوں سے زیادہ ہے؟

اس پر حضورِانور نے انبیاء اور خلفاء کی حکمت کے موازنے کی بابت تفصیلی اور بصیرت افروز راہنمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ انبیاءؑ اور خلفاء کے IQ لیول کا موازنہ نہیں کر سکتے، انبیاءؑ کو ہر لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی راہنمائی حاصل ہوتی ہے، لیکن خلفاء کے ساتھ ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔ بعض اوقات وہ غلطی کر سکتے ہیں، لیکن اگر معاملات جماعتی نوعیت کے ہوں اور ان معاملات میں خلیفۂ وقت کوئی غلطی کرتا ہے تو اس سے جماعت کو نقصان نہیں پہنچتا۔ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا سامان پیدا فرما دیتا ہے کہ جس سے معاملہ سلجھ جاتا ہے اور افرادِ جماعت پر کوئی منفی اثر نہیں پڑنے دیتا۔

حضورِانور نے محنت اور دماغی صلاحیت کے ثمرات پر بھی روشنی ڈالی کہ جہاں تک سائنسدانوں کا تعلق ہے، کوئی بھی شخص جو محنت کرتا ہے، جو اپنا دماغ استعمال کرتا ہے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سائنسدان کو اچھے ذہن سے نوازا ہے اور اسے محنتی بنایا ہے اور وہ ہمیشہ مختلف باتوں یا اُمور پر غور و فکر کرتا رہتا ہے کہ جس کے نتیجے میں پھر اللہ تعالیٰ مثبت نتائج مرتب فرماتا ہے۔

حضورِانور نے روحانیت اور دنیاوی سوچ کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جہاں تک روحانیت کا تعلق ہے، یہ سائنسدان جو مذہبی سوچ نہیں رکھتے وہ صرف ایک لائن یا ایک راہ پر چل کر کام کر رہے ہیں یعنی دنیاوی لحاظ سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اپنے دماغ کا استعمال کر رہے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے۔ جب وہ محنت سے کام کرتے ہیں اور اپنا دماغ استعمال کرتے ہیں تو وہ ان کی محنت اور دماغ کے استعمال کا نتیجہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں اچھے نتائج سے نوازتا ہے اور وہ مختلف باتیں ثابت کرتے ہیں۔ اسی تناظر میں حضورِانور نے مذہبی فکر رکھنے والے سائنسدانوں کی مثال دیتے ہوئے پہلے نوبیل انعام یافتہ احمدی مسلم سائنسدان پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام صاحب کا ذکرِ خیر فرمایا کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے کچھ سائنسدان ہیں جو مذہبی سوچ کے مالک تھے، وہ محض سائنسدان ہی نہیں تھے بلکہ انہیں نوبیل پرائز بھی ملا تھا لیکن وہ کہا کرتے تھے کہ مجھے قرآن کریم سے راہنمائی ملی۔ اور وہ کہتے تھے کہ قرآنِ کریم میں سینکڑوں آیات ہیں جنہوں نے تحقیق کے سلسلے میں میری راہنمائی کی۔ جواب کے آخر میں حضورِانور نے نظامِ عالَم میں جاری دو قوانین کی بابت فرمایا کہ دو قوانین عمل میں ہوتے ہیں۔ ایک قانونِ شریعت اور دوسرا قانونِ قدرت۔ قانونِ قدرت کہتا ہے کہ اگر آپ اپنا ذہن استعمال کر رہے ہیں، محنت کر رہے ہیں، تو آپ کو نتیجہ ملے گا۔ قانونِ شریعت کہتا ہے کہ اگر آپ اپنا ذہن استعمال کر رہے ہیں تو آپ کو دو برکتیں ملیں گی۔ ایک تو یہ کہ آپ کو اپنے دین کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی برکت ملتی ہے اور دوسری یہ کہ آپ کو اپنے ذہن کا استعمال اور اپنی کوشش سے مثبت نتائج حاصل کر کے برکت ملتی ہے۔

☆ اسی مجلس میں ایک خادم نے سوال کیا کہ جب کسی کا انتقال ہو جاتا ہے تو کیا اللہ ان کے متعلق فیصلہ فوراً کر دیتا ہے یا انہیں قیامت کے دن تک انتظار کرنا پڑتا ہے؟

اِس پر حضورِانور نے بعد از وفات جزا و سزا کے فوری طور پر جاری ہونے والے نظام کے بارے میں حکیمانہ انداز میں راہنمائی فرمائی کہ دیکھیں! جب بھی کوئی شخص نیک

اعمال کرتا رہا ہو اور پھر جب وہ وفات پا جائے تو وہ سیدھا جنّت میں جائے گا، یعنی جنّت کے ابتدائی درجہ میں داخل ہو گا اور وہ جنّت کے اعلیٰ درجہ میں نہیں داخل ہو گا۔ اور جو بُرے اعمال کرتے رہے ہیں وہ جہنّم میں جائیں گے اور انہیں ان کی سزا ملے گی۔ ایسا نہیں ہے کہ موت کے بعد آپ کو ایک انتظار گاہ یعنی عالمِ برزخ میں چھوڑ دیا جائے گا تا کہ آپ قیامت کے دن تک انتظار کریں جو کہ ایک لاکھ سال بعد شاید آئے یا جب بھی آئے، ہمیں تو نہیں معلوم۔ پھر تو نیک اعمال بجالانے کا کیا مقصد ہو گا؟ اگر آپ کو طویل عرصے تک انتظار کرنا پڑے اور اپنا انعام فوراً نہ ملے پھر انسان نیک اعمال کیوں بجالائے؟

اسی تناظر میں حضورِ انور نے بروزِ قیامت حتمی فیصلوں کے صادر فرمائے جانے اور مزید جزا وسزا کے تصوّر کو بھی واضح فرمایا کہ اللہ کہتا ہے کہ تم نیک کام کرو، تو مَیں تمہیں جنّت میں بھیجوں گا، لیکن قیامت کے دن پھر اللہ تعالیٰ تمام رُوحوں کو دوبارہ اکٹھے جمع کرے گا اور پھر وہ اپنا فیصلہ صادر فرمائے گا۔ پھر وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کیے ہوں گے، انہیں جنّت کے ابتدائی درجہ میں انعام دیا جائے گا اور پھر انہیں جنّت کے اگلے درجہ میں اس سے بھی بہتر انعامات دیے جائیں گے۔ وہ لوگ جنہوں نے بُرے اعمال کیے ہوں گے اور جنہیں جہنّم میں ڈالا گیا ہو گا، جب وہ اللہ کی مرضی کے مطابق جہنّم میں اپنی سزا کاٹ چکے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرما دے گا اور انہیں جنّت میں ڈال دے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اتنے بُرے اعمال کیے ہوں، جنہیں مزید سزا دیے جانے کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ پھر انہیں جہنّم کے دوسرے درجہ سے گزارے گا۔ تو جیسے ہی انسان وفات پاتا ہے اسے جزا یا سزا ملتی ہے، لیکن قیامت کے دن اس کے متعلق دوبارہ فیصلہ کیا جائے گا اور پھر اس وقت اللہ تعالیٰ یا تو اسے اَور بہتر انعام دے گا، یا زیادہ سزا دے گا، یا وہ لوگ جو جہنّم میں اپنی سزا کاٹ چکے ہوں گے انہیں معاف فرما کر جنّت میں بھیج دے گا۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے موت کے بعد جزا وسزا کے فلسفے کی بہتر تفہیم کے لیے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ آپ کو ''اسلامی اُصول کی فلاسفی'' کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کتاب میں، میرا خیال ہے کہ دوسرے یا تیسرے سوال کے ضمن میں اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ آپ وہ پڑھ کر اسے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ یہاں تک کہ مَیں نے کچھ لوگوں کو اس سوال کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے اور وہ الحکم میں شائع ہو چکا ہے اور آپ اسے وہاں سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 22 جنوری 2026ء)

☆ یوکے سے ایک خاتون نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں تحریر کیا کہ آج کل عورتیں جو آپریشن کے ذریعہ اپنے جسمانی اعضاء مثلاً ناک اور ہونٹ وغیرہ کو چھوٹا بڑا کر کے تبدیلیاں کرواتی ہیں، کیا یہ جائز ہے؟ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 12 /دسمبر 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضورانور نے فرمایا:

اگر تو کوئی جسمانی نقص ہو، جسے دُور کرنا مقصود ہو تو اس طریقِ علاج کے ذریعہ اس نقص کا علاج کروانا جائز ہے۔ لیکن صرف فیشن کے طور پر ایسا کروانا جائز نہیں۔ کیونکہ صرف حُسن کے حصول کی خاطر ایسے کام کرنا، جن کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی تخلیق میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، آنحضور ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری کتاب اللباس) اور اس ممانعت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے وقت یہود میں فحاشی رائج تھی اور مدینہ میں فحاشی کے اڈے بھی موجود تھے، جن میں ملوث خواتین، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے حُسن کے حصول کی خاطر جسموں کو گدھوانے، چہروں کے بال صاف کروانے، سامنے کے دانتوں میں خلا بنوانے اور بالوں کو پیوند لگوانے جیسے ہتھکنڈے استعمال کرتی تھیں، اس لیے رسولِ خدا ﷺ نے ان کاموں کی شناعت بیان فرما کر مومن عورتوں کو ایسے کاموں سے منع فرما دیا۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ اسی قسم کی ایک حدیث کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ الواصلة (بالوں میں پیوند لگانے والی) سے مراد وہ عورت نہیں جو تم مراد لیتے ہو۔ کیونکہ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں کہ اگر کسی عورت کے بال بہت کم اور اتنے ہلکے ہوں کہ اُن میں سے اس کے سر کی جلد نظر آتی ہو اور وہ اپنے بالوں کے ساتھ سیاہ رُوئی کی میڈھیاں یا چٹیا جوڑ لے۔ یاد رکھو ایسی عورت ہرگز واصلہ نہیں ہے۔ اصل میں واصلہ وہ ہے جو اپنی جوانی میں فاحشہ ہو اور جب بوڑھی ہو جائے تو دلالی کا کام کرنے کے لیے سر پر چٹیا لگالے۔ (کیونکہ اس کے بڑھاپے کی وجہ سے) کوئی گاہک اس کے پاس نہیں آتا۔ اور (جو کوئی پرانا گاہک اس کے پاس آتا ہے تو) وہ دونوں (یہ عورت اور اس کا یہ گاہک) اس بدکاری کی وجہ سے ایک دوسرے سے متعارف ہوتے ہیں۔

(کتاب الضعفاء الکبیر للعقیلی۔ باب الشین۔ حدیث نمبر 717)

پس اسلام نے اعمال کا دارومدار نیتوں پر رکھا ہے۔ اس لیے اگر کوئی جسمانی نقص یا کوئی بیماری ہو جسے دُور کرنے کے لیے اس قسم کے آپریشن کا طریقِ علاج اختیار کر کے اس جسمانی عیب کو دور کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے ایسے کام کرنا جائز نہیں۔

(بنیادی مسائل کے جوابات، الفضل انٹرنیشنل 17 جنوری 2026ء)

☆ کینیڈا سے ایک دوست نے اپنے کسی عزیز کے آپریشن کے ذریعہ جنس تبدیل کروانے (لڑکے سے لڑکی بننے) کا ذکر کر کے اپنی پریشانیوں کا اظہار کیا اور دریافت کیا کہ کیا یہ لڑکا جو، اب لڑکی بن گیا ہے، اپنی تجنید لجنہ میں کروا سکتی ہے؟ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13 دسمبر 2023ء میں اس استفسار کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضورانور نے فرمایا:

اصل بات یہ ہے کہ تخلیقِ آدم سے لے کر قیامت تک شیطان نے آدم کی اولاد کو بہکانے اور اسے خدا تعالیٰ کے راستہ سے برگشتہ کرنے کا جو بیڑا اٹھا رکھا ہے، اس کے تحت شیطان مختلف طریقوں سے انسانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس آخری زمانہ میں شیطان نے دجالی قوتوں کا رُوپ دھار کر انسانوں کو گمراہ کرنے کا طریق اختیار کیا ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس سے ہر نبی نے اپنے متبعین کو ڈرایا اور آنحضور ﷺ نے اس کے بارہ میں بہت زیادہ انذار فرمایا۔ (صحیح بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال) اور ان شیطانی

اور دجالی طاقتوں کے مقابلہ کے لیے اپنے روحانی فرزند اور غلامِ صادق مسیح موعود و مہدی معہود کی بعثت کی خوشخبری عطا فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن)

پس حضرت مسیح موعودؑ نے شیطانی اور دجالی طاقتوں کے مقابلہ کے لیے ہمیں جو دعا اور قلمی جہاد کے ہتھیار عطا فرمائے ہیں اور جو اسلام کی حقیقی تعلیم سے ہمیں آگاہ فرمایا ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو ان ہتھیاروں سے لیس کر کے اور ان تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر ان شیطانی اور دجالی قوتوں کا مقابلہ کر کے خود کو اور اپنی آئندہ نسل کو ان کے حملوں سے محفوظ کریں۔

آپ کا بھانجا بھی ان دجالی چالوں کے بہکاوے میں آ کر چونکہ تبدیلیٔ جنس کے سارے اقدام کر چکا ہے، اس لیے اب ہم سوائے دعا کے اور کیا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے۔

آپ کے بھانجے نے اگر آپریشن کے ذریعہ اپنے جسمانی اعضاء تبدیل کروا لیے ہیں اور اس کا Reproductive سسٹم تبدیل ہو گیا اور اس میں اب مردوں والی کوئی ظاہری علامات نہیں رہیں تو وہ چونکہ لڑکی بن چکی ہے، اس لیے وہ عورتوں کی طرف جا سکتی ہے۔ لیکن اگر اس کے اعضاء لڑکوں والے ہیں تو صرف یہ کہنے سے کہ وہ لڑکی بن گیا ہے، لڑکی نہیں سمجھا جائے گا اور عورتوں کی طرف نہیں جا سکتا۔

(بنیادی مسائل کے جوابات، الفضل انٹرنیشنل 31 جنوری 2026ء)

☆ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے 2 فروری 2026ء کو کینیڈا سے تعلق رکھنے والے نومبائعین کے ایک وفد نے ملاقات کی سعادت حاصل کی جس میں ایک شریکِ مجلس نے عرض کیا کہ ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بعض لوگ بنیادی طور پر نکاح کے مقصد سے احمدیت قبول کرتے ہیں اور بعد میں جماعت سے دُور ہو جاتے ہیں۔ جب ہم ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو بعض اوقات ان کے شریکِ حیات ہم سے کہتے ہیں کہ ہم ان سے رابطہ نہ کریں۔ نیز اس سلسلہ میں راہنمائی کی درخواست کی کہ جماعت نومبائعین کی بہتر معاونت، راہنمائی اور تحفظ کے لیے کیا اقدامات کر سکتی ہے؟

اس پر حضورِ انور نے سوال کے نفسِ مضمون کی روشنی میں مذکورہ سوچ پائے جانے کے حوالے سے تربیتی فقدان کی نشاندہی فرمائی کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود یعنی شریکِ حیات بھی جماعت سے دُور ہیں، وہ بھی جماعت میں زیادہ فعّال نہیں ہیں، اسی لیے وہ یہ بات کہتے ہیں۔ ورنہ اگر کوئی احمدی مرد یا عورت پکا اور مضبوط احمدی ہو اور جماعت کے ساتھ رابطے میں ہو تو وہ کبھی یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ آپ ہمارے شریکِ حیات سے رابطہ نہ کریں اور انہیں تربیت کے مقصد سے، ان کی تربیت کرنے کے لیے یا تبلیغ کے لیے یا ان سے یہ کہنے کے لیے کہ اپنی دینی معلومات میں اضافہ کریں، رابطہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

اسی تناظر میں حضورِ انور نے مضبوط دوستی اور تعلقات کے ذریعے مؤثر رابطہ قائم کرنے کی حکمتِ عملی اختیار کرنے کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی کہ بس ایک احمدی دوست کے طور پر ان سے رابطہ کریں۔ اور اس طرح آپ لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق بڑھا سکتے ہیں، اس شخص کے ساتھ اپنا رابطہ بڑھا سکتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنی دوستی کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ پھر کچھ عرصے کے بعد وہ یہ محسوس کریں گے کہ اب جماعت احمدیہ مجھ سے صرف میرے مذہب کی وجہ سے یا اپنی تعداد بڑھانے کے لیے رابطہ نہیں کر رہی، بلکہ میرے اپنے فائدے اور میری اپنی بہتری کے لیے رابطہ کر رہی ہے۔ جب دوستی کا رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے تو پھر وہ آپ کی بات سنیں گے، اس میں وقت لگے گا اور یہ ایک طویل عمل ہے۔

جواب کے آخر میں حضورِ انور نے کوشش کو جاری رکھتے ہوئے ہار نہ ماننے اور ثابت قدم رہنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ آسان کام نہیں ہے۔ یہ ایک چیلنج ہے۔ اس لیے اس کام کو جاری رکھیں اور انہیں کبھی نہ چھوڑیں۔ ہم وہ لوگ نہیں ہیں کہ جو ہار مان لیتے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 فروری 2026ء)

نیشنل علمی و تربیتی پروگرام

برائے نومبائعین و نومبائعات جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 17 جنوری 2026ء کو بیت الرشید ہمبرگ میں نیشنل علمی و تربیتی پروگرام برائے نومبائعین و نومبائعات منعقد ہوا جس کے نگران مکرم چنگیز وارلی صاحب ایڈیشنل سیکرٹری تربیت نومبائعین تھے۔ ملک کے مختلف حصوں سے آنے والے نومبائعین و نومبائعات پروگرام سے ایک روز قبل ہمبرگ پہنچے اور مسجد میں ہی قیام کیا۔ پروگرام کا آغاز نماز فجر سے ہوا، جس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں دس بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جماعت جرمنی نے افتتاحی تقریر میں نومبائعین کی دینی، اخلاقی اور روحانی حالت نیز خلافت سے مضبوط تعلق کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں شرائط بیعت کے موضوع پر ایک مفید علمی و تربیتی

نشست منعقد ہوئی۔ نماز ظہر و عصر کے بعد ''صرف خلافت ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے'' کے موضوع پر نہایت بصیرت افروز خطاب اور تبادلۂ خیال ہوا جو شرکاء کے ایمان میں تازگی اور جماعت سے مزید وابستگی کا موجب بنا۔ پروگرام کا اختتام نماز مغرب کے بعد ہوا۔ اس پروگرام میں 75 نومبائعین اور 45 نومبائعات نے شرکت کی۔ پروگرام کی کامیابی میں مربیان کرام، شعبہ ضیافت اور دیگر معاونین کی پُرخلوص مساعی شامل ہے، فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ اس پروگرام کے بابرکت اثرات ظاہر فرمائے اور تمام نومبائعین کو خلافت اور جماعت سے مضبوط وابستگی عطا فرمائے، آمین۔

(میاں منور حسین، نمائندہ رسالہ اخبار احمدیہ جرمنی برائے ہمبرگ)

مکرم صفوان احمد ملک صاحب

دوسرا نیشنل سوشل میڈیا سیمینار

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 12 دسمبر 2025ء میں سوشل میڈیا کے ذریعہ تبلیغ کے حوالہ سے نہایت بصیرت افروز ہدایات عطا فرمائیں۔حضورانور نے فرمایا کہ:۔''آج کل سوشل میڈیا کی وجہ سے لوگ سمجھتے ہیں کہ تبلیغ بہت آسان ہے۔جو شوق رکھتے ہیں وہ یہ کام بڑے شوق سے کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا بعض ایسے بھی ہیں جو پبلک جگہوں پر جاکر جہاں ان ملکوں میں اجازت ہے، پاکستان وغیرہ میں تو ویسے بھی تبلیغ کی اجازت نہیں، تو یہ تبلیغ کرنے کا جو شوق رکھتے ہیں وہ وہاں جاکے پورا کرتے ہیں۔یہ اچھی بات ہے لیکن تبلیغ کے لیے بھی کچھ شرائط اور آداب ہیں جنہیں ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہیے ورنہ الٹا اثر ہوجاتا ہے۔۔۔ پس اس بات کو سمجھیں اور پھر تبلیغ کریں کیونکہ بعض لوگ اپنی تبلیغ سے دوسروں پر منفی اثر ڈالتے ہیں اور بجائے مثبت اثر ہونے کے الٹا اثر ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ غیروں کو جماعت پر بھی اور جماعت کی تعلیم پر بھی اعتراض کرنے کا موقع مل جاتا ہے جو حقائق سے دور ہے۔پھر بعض لوگ جو نئے نئے اس میدان میں آئے ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمارے پاس بڑی دلیلیں ہیں تو جب دلیلیں نہیں ہوتیں اور مخالفین کو قائل نہیں کر سکتے اور جو ٹھوس دلیل نہیں دے سکتے تو مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں حالانکہ مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے۔ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلائل ہیں۔ہاں! یہ اَور بات ہے کہ کسی کے پاس اس کی سمجھ نہ ہو اور بیان نہ کر سکتا ہو''۔

(روزنامہ الفضل مورخہ 2 جنوری 2026ء)

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس مبارک ارشاد کی روشنی میں مورخہ 18 جنوری 2026ء کو دوسرا نیشنل سوشل میڈیا سیمینار بیت الباقی ڈیٹسن باخ میں منعقد کیا گیا۔سیمینار کی صدارت مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب (نیشنل سیکرٹری تبلیغ و چیئرمین سوشل میڈیا کمیٹی) نے کی جبکہ نظامت کے فرائض مکرم عطاءالوحید خان صاحب (اسسٹنٹ نیشنل سیکریٹری تبلیغ) نے انجام دیے۔پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کی سعادت محترم محمد صفوان صاحب کو حاصل ہوئی جبکہ اردو ترجمہ خاکسار (صفوان احمد ملک) نے پیش کیا۔

مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب نے افتتاحی کلمات میں حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں سیمینار کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔آپ نے بتایا کہ سوشل میڈیا ذاتی استعمال، جماعتی نمائندگی اور تبلیغی سرگرمیوں کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ہر فرد کو سمجھنا چاہیے کہ وہ کس حیثیت سے سوشل میڈیا میں کوئی پوسٹ کر رہا ہے کیونکہ ایک احمدی کا ہر عمل جماعت کی نمائندگی کی سمجھا جاسکتا ہے۔اس کے بعد مکرم عدیل احمد خالد صاحب مربی سلسلہ نے اپنی تقریر میں اس بات پر زور دیا کہ سوشل میڈیا پر تبلیغ کرتے ہوئے اشتعال انگیز زبان سے اجتناب، ذاتی حملوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔مخالف کو نیچا دکھانے کے بجائے اس کی اصلاح کی نیت رکھنی چاہیے۔نیز ہر پوسٹ سے قبل یہ سوچیں کہ کیا یہ مواد حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے؟

مکرم ناصر احمد صاحب جو کہ ایک پیشہ ور سوشل میڈیا ایڈوائزر ہیں، نے مختلف سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے حوالہ سے بتایا کہ الگورتھم یہ طے کرتا ہے کہ کون سا مواد زیادہ پھیلے گا۔بالعموم اشتعال انگیز اور جذباتی مواد جلدی شہرت پکڑتا ہے۔اس لیے بعض لوگ جان بوجھ کر نفرت انگیز موضوعات چھیڑتے ہیں تاکہ ان کی رسائی زیادہ لوگوں تک ہو۔انہوں نے واضح کیا کہ سوشل میڈیا بیک وقت فائدہ مند بھی ہوسکتا ہے اور نقصان دہ بھی۔اس کا دارومدار استعمال کرنے والے پر ہے۔سیمینار میں ''سوشل میڈیا، بیانیہ اور جرمنی میں مسلمانوں کے بارے میں کیا تصوّرات ہیں'' کے موضوع پر تبادلہ خیال کیا گیا۔مکرم احیاء الدین صاحب مربی سلسلہ نے مختلف سوشل میڈیا پوسٹس اور ویڈیوز کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ امر بھی ضروری ہے کہ پوسٹ کا مواد بھی مضبوط ہو اور تصویر یا ویڈیو کا معیار بھی بہت اچھا ہو۔بعض دفعہ 10 سیکنڈ کی سادہ ویڈیو بغیر موسیقی اور ایڈیٹنگ کے اپنے واضح پیغام کے ساتھ لاکھوں بار دیکھی جاسکتی ہے۔ورکشاپ میں شرکاء کو بعض نفرت انگیز جملے دیے گئے تاکہ وہ اس کے جواب میں ویڈیوز پیغام تیار کریں۔شرکاء کو یہ اصول سکھائے گئے کہ الزام دہرانا نہیں، طنز نہیں کرنا اور سختی کے بدلے نرمی اختیار کرنی ہے۔مکرم فرہاد احمد طاہر صاحب (برلن) نے شرکاء سے آن لائن مخاطب ہوتے ہوئے راہنمائی کی کہ ہر پلیٹ فارم پر مختلف مزاج کے لوگ ہوتے ہیں اس لیے سوشل میڈیا کے ہر پلیٹ فارم کے لیے الگ حکمت عملی ضروری ہے۔دعا کے ساتھ سیمینار اختتام پذیر ہوا۔

ڈیٹسن باخ میں منعقدہ سوشل میڈیا سیمینار کے مناظر

قسط نمبر 10

مکرمہ در ثمین احمد صاحبہ، جرمنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم تعبیر الرویا

عزیز

’’20 اکتوبر 1899ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے۔

مَیں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزّت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اُس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو بباعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلط کر لے گویا سلطان کا لفظ تسلط سے لیا گیا ہے اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے اور طبائع سلیمہ پر اُس کا تسلطِ تام ہو جائے پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا، اس کی یہ تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلط کرنے والا ہو گا، ظہور میں آئے گا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں، دلوں میں میرا اعزیز ہونا ہو گا، جس کو خواب میں عزیز کی تمثّل سے ظاہر کیا گیا‘‘۔

(ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 505،506)

عورت

فرمایا: ’’آج رات مجھے خواب آیا ہے نہ معلوم اس کے اصل مفہوم کیا ہیں۔ مَیں نے اس کے لفظوں سے اجتہادی معنے نکالے ہیں۔ جیسا کہ مَیں کسی راستہ پر چلا جاتا ہوں۔ گھر کے لوگ بھی ساتھ ہیں اور مبارک احمد کو مَیں نے گود میں لیا ہوا ہے بعض جگہ نشیب وفراز بھی آجاتا ہے جیسے کہ دیوار کے برابر چڑھنا پڑتا ہے مگر آسانی سے اُتر چڑھ جاتا ہوں اور مبارک اسی طرح میری گود میں ہے۔ ارادہ ہے کہ ایک مسجد میں جانا ہے۔ جاتے جاتے ایک گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ گویا وہ گھر مسجد موعود ہے جس کی طرف ہم جا رہے ہیں۔ اندر جا کر دیکھا ہے کہ ایک عورت بعمر 18 سال سفید رنگ وہاں بیٹھی ہے۔ اس کے کپڑے بھگوے رنگ کے ہیں مگر بہت صاف ہیں۔ جب اندر گئے ہیں تو گھر والوں نے کہا ہے کہ یہ احسن کی ہمشیرہ ہے اور یہیں خواب ختم ہو گئی‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 28 طبع 2018ء)

’’واضح ہو کہ عالمِ کشف میں بڑے بڑے عجائبات ہوتے ہیں اور رنگارنگ کی تمثیلات دکھائی دیتی ہیں بعض اوقات عالمِ کشف میں ایسی چیزیں مجسّم ہو کر نظر آجاتی ہیں کہ دراصل وہ روحانی ہوتی ہیں اور بعض وقت انسان کی شکل پر کوئی چیز دکھائی دیتی ہے اور دراصل وہ انسان نہیں ہوتا مثلاً زرارہ صحابی کا نعمان بن المنذر کو جو ایک عرب کا بادشاہ تھا تمام تر آرائش کے ساتھ خواب میں دیکھنا اور اس کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمانا کہ اس سے

مراد ملک عرب ہے جو پھر اپنی زینت اور آرائش کی طرف عود کر آیا ہے یہ صریح اس بات کی دلیل ہے کہ کشفی امور میں کہیں کی کہیں تعبیر چلی جاتی ہے۔ چنانچہ اس عاجز کو بھی اس بات کا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض اوقات خواب یا کشف میں روحانی امور جسمانی شکل پر متشکل ہو کر مثل انسان نظر آجاتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میرے والد صاحب غفر اللہ لہ جو ایک معزّز رئیس اور اپنی نواح میں عزت کے ساتھ مشہور تھے انتقال کر گئے تو اُن کے فوت ہونے کے بعد دوسرے یا تیسرے روز ایک عورت نہایت خوبصورت خواب میں مَیں نے دیکھی جس کا حُلیہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے اور اس نے بیان کیا کہ میرا نام رانی ہے اور مجھے اشارات سے کہا کہ میں اس گھر کی عزّت اور وجاہت ہوں اور کہا کہ میں چلنے کو تھی مگر تیرے لئے رہ گئی۔ اُنہیں دنوں میں مَیں نے ایک نہایت خوبصورت مرد دیکھا اور مَیں نے اُسے کہا کہ تم ایک عجیب خوبصورت ہو تب اُس نے اشارہ سے میرے پر ظاہر کیا کہ مَیں تیرا بخت بیدار ہوں اور میرے اس سوال کے جواب میں کہ تُو عجیب خوبصورت آدمی ہے اُس نے یہ جواب دیا کہ ہاں میں درشنی آدمی ہوں اور ابھی تھوڑے دن گذرے ہیں کہ ایک مدقوق اور قریب الموت انسان مجھے دکھائی دیا اور اس نے ظاہر کیا کہ میرا نام دین محمد ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ دینِ محمدی ہے جو مجسم ہو کر نظر آیا ہے اور مَیں نے اس کو تسلی دی کہ تو میرے ہاتھ سے شفا پا جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس کبھی اعمال نیک یا بد بھی اشکالِ جسمانیہ میں نظر آجایا کرتے ہیں اور قبر میں اعمال کا متشکل ہو کر نظر آنا عام عقیدہ مسلمانوں کا ہے اِسی بنا پر آنحضرت ﷺ خوابوں کی تعبیر میں اشخاص مرئیہ کے ناموں سے اشتقاق خیر یا شر کا کر لیا کرتے تھے۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 205، 206)

’’رؤیا میں عورت سے مراد اقبال اور فتح مندی اور تائید الٰہی ہوتی ہے‘‘۔

(بدر 14 جون 1906ء صفحہ 2 کالم نمبر 3)

فرمایا: ’’اس سلسلہ کی بنیاد سے پہلے مَیں نے دیکھا۔ جب مرزا صاحب فوت ہوئے ہیں۔ مَیں اصل مکان موجودہ سلطان احمد والے میں ایک دالان میں بیٹھا ہوں۔ مغربی کوٹھڑی سے ایک برقع پوش عورت نکلی اور مجھے کہنے لگی۔ مَیں اس گھر سے جانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی۔ جوان عورت اگر خواب میں دیکھی جاوے تو اس سے مراد دنیا کے اقبال اور فتوحات ہوتے ہیں خواہ کسی قوم کی ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 249 حاشیہ طبع 2018ء)

11 جون 1906ء: ’’دیکھا کہ پندرہ سولہ نوجوان عورتیں خوب صورت اور نہایت خوش لباس پہنے ہوئے میرے سامنے آئی ہیں۔ مَیں نے اِس خیال سے کہ یہ عورتیں ہیں مُنہ اُن سے پھیر لیا اور اُن سے پُوچھا کہ تم کیسے آئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم تو آپ کے پاس ہی آئی ہیں۔ پھر انہوں نے وہیں ہمارے دالان میں ڈیرے لگا دیئے۔

فرمایا رؤیا میں عورت سے مُراد اقبال اور فتح مندی اور تائیدِ الٰہی ہوتی ہے۔ اِس رؤیا میں یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں عورتوں میں وہ بھی ایک عورت تھی جو پہلے کبھی آئی تھی۔ فرمایا اس میں اشارہ ایک پُرانے رؤیا کی طرف تھا جو حضرت والد صاحب کی وفات کے چند یوم بعد مَیں نے دیکھا کہ مَیں ایک پیڑھی پر بیٹھا ہوں تو ایک عورت نوجوان عمدہ لباس پہنے ہوئے تیس بتیس سال کی میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میرا ارادہ اب اِس گھر سے چلے جانے کا تھا مگر تمہارے لئے رہ گئی ہوں‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 596 طبع 2023ء)

نومبر 1906ء: ’’دیکھا کہ مَیں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور کسی طرف جا رہا ہوں۔ جاتے ہوئے آگے بالکل تاریکی ہوگئی تو مَیں واپس آ گیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں۔ واپس آتے ہوئے بھی راستہ میں گرد و غبار کے سبب تاریکی ہوگئی اور گھوڑے کی باگ کو مَیں نے ٹٹول کر ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے۔ چند قدم چل کر روشنی ہوگئی۔ آگے دیکھا ایک بڑا چبوترہ ہے۔ اُس پر اُتر پڑا۔ وہاں چند ایک لڑکے ہیں۔ انہوں نے شور مچایا کہ مولوی عبدالکریم آ گئے۔ پھر مَیں نے دیکھا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم آ رہے ہیں۔ اُن کے ساتھ مَیں نے مصافحہ کیا اور السلام علیکم کہا۔ مولوی صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور تحفہ دی اور کہا کہ بشپ جو پادریوں کا افسر ہے وہ بھی اسی سے کام چلاتا ہے۔ وہ چیز اِس طرح سے ہے جیسا کہ خرگوش ہوتا ہے۔ بادامی رنگ۔ اس کے آگے ایک بڑی نالی لگی ہوئی ہے اور نالی کے آگے ایک قلم لگا ہوا ہے۔ اس نالی کے اندر ہَوا بھر جاتی ہے جس سے وہ قلم بغیر محنت کے بآسانی چلنے لگتا ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں نے تو یہ قلم نہیں منگوایا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا ہوگا۔ مَیں نے کہا۔ اچھا مَیں مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ اِس کے بعد بیداری ہوگئی۔

تعبیر۔ عورتوں سے مُراد کمزور لوگ ہو سکتے ہیں اور خدا نے قرآن شریف میں (اس) اُمّت کے نیک بندوں کو بھی فرعون کی عورت اور مریم سے تشبیہ دی ہے اور قلم سے مُراد یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی محمد علی صاحب کے دِل میں ایسی طاقت پَیدا کر دے کہ وہ مخالفوں کے رَدّ میں اعلیٰ مضامین لکھیں۔ واللہ اَعلم بالصّواب‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 647، 648 طبع 2023ء)

غاسق اللہ

مورخہ 27، 28 جنوری کے درمیان جو رات تھی اس میں رات کو ایک بجے حضرت اقدس مولانا محمد احسن صاحب امروہی کی کوٹھڑی میں تشریف لائے۔ دروازہ بند تھا۔ آپ نے کھٹکھٹایا مولوی صاحب نے لاعلمی سے پُوچھا کہ کون ہے؟ حضرت اقدس نے جواب دیا کہ ’’مَیں ہوں غلام احمد‘‘ آپ کے دستِ مبارک میں لالٹین تھی آپ نے اندر داخل ہو کر فرمایا کہ اس وقت مجھے اوّل ایک کشفی صورت میں خواب کی حالت میں دکھلایا گیا ہے کہ میرے گھر میں (اُمّ المومنین) کہتے ہیں کہ اگر مَیں فوت ہو جاؤں تو میری تجہیز و تکفین آپ خود اپنے ہاتھ سے کرنا۔ اس کے بعد مجھے ایک بڑا منذر الہام ہوا ہے غَاسِقُ اللّٰہِ۔ مجھے اس کے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ جو بچہ میرے ہاں پیدا ہونے والا ہے وہ زندہ نہ رہے گا۔ اس لیے آپ بھی دُعا میں مشغول ہوں اور باقی احباب کو بھی اطلاع دے دیویں کہ دُعاؤں میں مشغول ہوں۔

(البدر 23-30 جنوری 1903ء۔ ملفوظات جلد 3 صفحہ 55)

غَاسِقُ اللّٰہِ الہام کی شرح آپ نے فرمائی اور فرمایا کہ: غاسق عربی میں تاریکی کو کہتے ہیں جو کہ بعد زوال شفق اوّل رات چاند کو ہوتی ہے اور اسی لیے یہ لفظ قمر پر بھی اس کی آخری راتوں میں بولا جاتا ہے جبکہ اس کا نُور جاتا رہتا ہے اور خسوف حالت میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ (سورۃ الفلق:4) کے یہ معنے ہیں ... یعنی ظلمت کی برائی سے جب وہ داخل ہو۔ مَیں نے اس سے پیشتر یہ خیال کیا تھا کہ چونکہ عنقریب گھر میں وضع حمل ہونے والا ہے تو شاید مولود کی وفات پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے مگر بعد میں غور کرنے پر معلوم ہوا کہ اس سے مراد ابتلاء ہے۔ اجتہادی امور ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ اوّل خیال کسی اَور طرف چلا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ اس کے معنے ہوئے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی امر بطور ابتلاء کے ہے اور اس سے جماعت کا ابتلاء مراد نہیں ہے بلکہ منکرین کا جو کہ جہالت، نادانی، افتراء سے کام لیتے ہیں۔ آدمؑ سے لے کر آخر تک اللہ تعالیٰ کی یہی عادت ہے کہ دشمنوں کو بھی اُن کی افتراء وغیرہ کے لیے ایک موقعہ دے دیتا ہے۔ چنانچہ بعض وقت کوئی شکست بھی ہو جایا کرتی ہے قرآن شریف میں اس کا ذکر ہے۔ اِنۡ یَّمۡسَسۡکُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ قَرۡحٌ مِّثۡلُہٗ ؕ وَتِلۡکَ الۡاَیَّامُ نُدَاوِلُہَا بَیۡنَ النَّاسِ (سورۃ اٰل عمران: 141) خداتعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی جماعت کو فرماتا ہے کہ اگر تم کو کوئی زخم پہنچا ہے تو تم نے بھی اپنے مخالفین کا ستیاناس کر دیا ہوا ہے۔ اگر ہمارا یہ کاروبار قلم کا نہ ہوتا بلکہ تلوار سے کام لیتے تو آخر ہمیں بھی کوئی نہ کوئی شکست ہونی ہی تھی۔ یہ موقعے افتراء کے خداتعالیٰ دشمنوں کو اس لیے دیتا رہتا ہے کہ مقدمہ جلد ختم نہ ہو اور یہ سنّت اللہ ہے۔ اب غور سے دیکھا جاوے تو اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی اصل میں فتح تھی۔ مگر دشمن کو فضیلت سے کیا مطلب اُسے تو موقع ملنا چاہیئے۔ ادھر آتھم کا مقدمہ ادھر مقابلہ پر لیکھرام کا قتل۔ ان کی مثال ٹھیک اُحد اور بدر کی لڑائی تھی۔ کُلَّمَاۤ اَضَآءَ لَہُمۡ مَّشَوۡا فِیۡہِ ۙ وَاِذَاۤ اَظۡلَمَ عَلَیۡہِمۡ قَامُوۡا (سورۃ البقرہ 21:) منافقوں کا کام ہے مگر یہ لوگ قَامُوۡا میں داخل ہیں۔ احتیاط سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ تاریکی جب خدا کی طرف منسوب ہو تو دشمن کی آنکھ میں ابتلاء کا موقع اس سے مراد ہوتا ہے اور اس لیے اس کو غاسق اللہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے گھر کے حالات سنائے کہ رات کو ان کو بہت تکلیف تھی۔ آخر خدا نے آرام دے دیا مگر میرا ایمان اور یقین ہے کہ یہ تمام کام دعاؤں نے ہی کیا ہے۔ عورتوں کے لیے یہ ولادت ایک پہلو سے موت اور ایک پہلو سے زندگی ہوتی ہے گویا ولادت کے وقت اُن کی اپنی بھی ایک ولادت ہوتی ہے۔

گھر میں بھی رات کو ایک خواب دیکھا کہ بچہ ہوا ہے تو اُنہوں نے مجھے کہا کہ میری طرف سے بھی نفل پڑھنا اور اپنی طرف سے بھی۔ پھر ڈاکٹرنی کو کہا کہ ذرا سے لو تو اُس نے جواب دیا کہ لوں کسے؟ وہ تو مردہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ اچھا پھر مبارک کا قدر قائم رہے گا۔ مَیں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ لڑکی اصل میں مُردہ بدست زندہ ہی ہوا کرتی ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 170 تا 172 طبع 2018ء)

غلام قادر

فرمایا: ''رات مَیں نے ایک رؤیا دیکھی ہے۔ یعنی 17 نومبر کی رات کو جس کی صبح کو 18 نومبر تھی۔ اور وہ رؤیا یہ تھی۔ مَیں نے دیکھا کہ ایک سپاہی وارنٹ لے کے آیا ہے اور اس نے میرے ہاتھ پر ایک رسّی سی لپیٹی ہے تو مَیں اسے کہہ رہا ہوں کہ یہ کیا ہے۔ مجھے تو اس سے ایک لذّت اور سرور آرہا ہے وہ لذّت ایسی ہے کہ مَیں اسے بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اسی اثنا میں میرے ہاتھ میں معاً ایک پروانہ دیا گیا ہے۔ کسی نے کہا کہ یہ اعلیٰ عدالت سے آیا ہے۔ وہ پروانہ بہت ہی خوشخط لکھا ہوا تھا اور میرے بھائی مرزا غلام قادر صاحب مرحوم کا لکھا ہوا تھا۔ مَیں نے اس پروانہ کو جب پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔ ''عدالت عالیہ نے اسے بری کیا ہے'' فرمایا اس سے پہلے کئی دن ہوئے یہ الہام ہوا تھا ''رَشَنَ الۡخَبۡرُ'' (رشن ناخواندہ مہمان کو کہتے ہیں)''۔

19 نومبر 1901ء کو حضرت اقدس نے جناب ام المومنینؓ کی ایک رؤیا سنائی جو انہوں نے گزشتہ شب دیکھی تھی اور وہ یہ ہے:

''آپ نے دیکھا کہ دوپہر کے بعد ظہر جس وقت عموماً یکے بٹالہ سے آتے ہیں۔ مَیں (حضرت اقدسؑ) کچھ اسباب اور دو سردے لے کر گیا ہوں اور ام المومنین کو دیے ہیں کہ مرزا غلام قادر آگئے ہیں اور رحمت اللہ بھی ہے۔ (رحمت اللہ، حضرت اقدس کے والد مرحوم کا مختار تھا، ایڈیٹر) اس پر ام المومنین نے حضرتؑ سے دریافت کیا۔ اس خیال سے کہ ان کا گھر تو دوسری طرف ہے اور ان کی بیوی بھی موجود ہے جن سے حضرت اقدس کو موجودہ صورت میں بالکل انقطاع ہے، کہ پھر ان کے کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ دراصل وہ مر گئے ہیں اور وہ دونوں گھروں کو دیکھنے کو آئے ہیں۔ ام المومنین نے کہا کہ رحمت اللہ خاص آپؑ سے ملنے کو آیا ہے۔ پھر منظور علی ایک لڑکا ہے۔ وہ ایک پوٹلی کپڑوں کی اس دوسرے گھر میں ہمارے ہی مکان کی سیڑھیوں میں سے ہو کر اُس طرف لے گیا ہے۔ جس کو انہوں نے کھولا ہے تو وہ سیاہ بوٹی اور سفید زمین کی ایک چھینٹ تھی۔ اس کے بعد ان کا اَور اسباب بھی ادھر ہی آگیا تو معلوم ہوا کہ منظور علی ادھر جو پوٹلی لے گیا تھا وہ بھی غلطی سے لے گیا ہے۔ دراصل ادھر ہی کی تھی پھر آنکھ کھل گئی۔ حضرت اقدس نے فرمایا میری اس رؤیا کے ساتھ جو کل سنائی تھی۔ اس کے بعض اجزا ملتے ہیں اور فرمایا کہ غلام قادر میں جو قادر کا لفظ ہے اس کا تعلق دونوں گھروں سے ہے مگر رحمت اللہ مخصوص اسی گھر سے ہے''۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 372، 371 طبع 2018ء)

فرمایا: ''ایک دفعہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میرے بھائی غلام قادر صاحب سخت بیمار ہیں۔ سو یہ خواب بہت سے آدمیوں کو سنایا گیا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ سخت بیمار ہوگئے۔ تب مَیں نے ان کے لئے دعا شروع کی۔ تو دوبارہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ہمارے ایک بزرگ

فوت شدہ اُن کو بلا رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر بھی موت ہوا کرتی ہے چنانچہ ان کی بیماری بہت بڑھ گئی اور وہ ایک مُشتِ استخواں سے رہ گئے۔ اس پر مجھے سخت قلق ہوا۔ اور مَیں نے ان کی شفا کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کی ... سو جب مَیں دعا میں مشغول ہوا تو مَیں نے کچھ دنوں کے بعد خواب میں دیکھا کہ برادر مذکور پورے تندرست کی طرح بغیر سہارے کے مکان میں چل رہے ہیں۔ چنانچہ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اُن کو شفاء بخشی اور وہ اس واقعہ کے بعد پندرہ برس تک زندہ رہے‘‘۔

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 595)

’’ایک دفعہ ہمارے والد صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ آسمان سے تاج اُترا اور انہوں نے فرمایا یہ تاج غلام قادر کے سر پر رکھ دو (آپ کے بڑے بھائی) مگر اس کی تعبیر اصل میں ہمارے حق میں تھی۔ جیسا کہ اکثر دفعہ ہو جاتا ہے کہ ایک عزیز کے لئے خواب دیکھو اور وہ دوسرے کے لئے پوری ہو جاتی ہے۔ اور دیکھو غلام قادر تو وہی ہوتا ہے جو قادر کا غلام اپنے آپ کو ثابت بھی کر دے اور انہیں دنوں میں مجھ کو بھی ایسی ہی خوابیں آتی تھیں۔ پس مَیں دل میں سمجھتا تھا کہ یہ تعبیر الٹی کرتے ہیں۔ اصل میں اس سے مَیں مراد ہوں۔ سیّد عبدالقادر جیلانیؒ نے بھی لکھا ہے کہ ایک زمانہ انسان پر ایسا آتا ہے کہ اس کا نام عبدالقادر رکھا جاتا ہے جیسا کہ میرا نام بھی خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے عبدالقادر رکھا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 105 طبع 2018ء)

فتح

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ خواب میں پڑھنے پر فرمایا کہ کسی دشمن پر فتح ہو گی۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 489 طبع 2018ء)

حضرت اقدس نے فرمایا کہ: ’’12 بجے کے قریب مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ یہ فتح ہو گئی۔ بار بار اسے تکرار کرتا ہے گویا بہت سی فتوحات کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے بعد طبیعت وحی کی طرف منتقل ہوئی اور الہام ہوا: مجموعہ فتوحات‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 144 طبع 2018ء)

رپورٹ سالانہ ریفریشر کورس

نیشنل عاملہ، ناظمین اعلیٰ صاحبان علاقہ و زونز

مکرم منور علی شاہد صاحب

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ جرمنی کو سالانہ ریفریشر کورس برائے نیشنل عاملہ، ناظمین اعلیٰ علاقہ و زونز مورخہ 10، 11 جنوری 2026ء کو ہاناؤ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے عہد دہرانے کے بعد افتتاحی خطاب میں مجلس انصاراللہ جرمنی کے تنظیمی ڈھانچے میں دوبارہ زونز کی تشکیل کے حوالہ سے آگاہ کیا۔ نیز ناظمین اعلیٰ کو ٹارگٹ دیا کہ وہ ہر ناصر تک مرکز کا پیغام پہنچائیں اور ذاتی رابطہ رکھنے کی کوشش کریں۔ نیز تمام عہدیداران کو عملی نمونہ پیش کرنے اور خصوصاً پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدازاں مکرم محمود احمد خاں صاحب نائب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی نے دورہ جات، ماہانہ میٹنگز، سالانہ پروگرام بمطابق مرکزی لائحہ عمل اور مجلس انصاراللہ کے سافٹ ویئر کے باقاعدہ استعمال سے متعلق ہدایات دیں۔ نیز خدمت کا جذبہ اور قابلیت رکھنے والے انصار کو اپنی ٹیم میں شامل کرنے کی درخواست کی۔ دوپہر دو بجے کھانے اور نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد مختلف قائدین تجنید، عمومی اور ایثار نے لائحہ عمل پیش کیا۔ امسال قیادت ایثار نے شرط بیعت نمبر 9 کو اپنا لائحہ عمل بنایا ہے جو درج ذیل ہے۔

’’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘‘۔

احمدیہ لنگر گاڑی کے مؤثر استعمال، وقارِ عمل پروگرامز، بیت العافیت میں وقارِ عمل کے لیے ٹیموں کی تیاری اور ہر مجلس میں کم از کم ایک پودا لگانے کے متعلق ہدایات دی گئیں۔

مکرم منصور احمد صاحب قائد مال نے سو فیصد چندہ کی وصولی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بجٹ 2026ء کو بروقت اپڈیٹ کرنے پر زور دیا۔ نیز بڑے پروگرامز کے اخراجات کی پیشگی تحریری منظوری کے متعلق ہدایت دی۔ اس موقع پر محترم صدر صاحب مجلس نے یاددہانی کروائی کہ ہر قسم کی ڈاک کا اصل چینل شعبہ عمومی ہے۔

مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل نے تبلیغ کے حوالہ سے اہداف حاصل کرنے کی تلقین کی۔ ان میں فلائرز کی تقسیم، تبلیغی نشستیں، اوپن لائبریریوں میں کتب رکھوانا، جلسہ سالانہ پر زیرِ تبلیغ مہمانان کو لے کر جانا نیز یونان میں تبلیغ کے لئے انصار کو تیار کرنا شامل تھا۔ پہلے دن کے پروگرام کا اختتام ساڑھے چھ بجے نماز کی ادائیگی اور کھانے کے ساتھ ہوا۔

ریفریشر کورس کے دوسرے دن کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا جس کے بعد مکرم محمود احمد خاں صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے علاقائی اجتماعات کے حوالہ سے تفصیلی ہدایات دیں۔ ان ہدایات میں مقام اجتماع کی بروقت بکنگ، اجتماع کمیٹی کی تشکیل، رپورٹس و اخراجات کی بروقت ترسیل وغیرہ شامل تھیں۔ اس کے بعد مکرم حافظ محمد ظفر اللہ صاحب نائب صدر صف دوم نے لائحہ عمل پیش کرتے ہوئے صف دوم کے استقبالیہ پروگرامز اور شوریٰ 2025ء کے فیصلوں پر عملدرآمد کی یاددہانی کروائی۔

اس کے بعد مکرم ایوب خاں صاحب قائد تعلیم القرآن و وقفِ عارضی نے روزانہ کم از کم دو رکوع تلاوت، رمضان میں ایک دور مکمل کرنے اور علاقائی قرآن سیمینارز کے انعقاد کی تحریک کی۔ نیز ایسے انصار جو ریٹائر ہو چکے ہیں انہیں وقف بعد از ریٹائرمنٹ کے لئے ترغیب دلانے کی درخواست کی۔ بعدازاں قائد ذہانت وصحت جسمانی نے اپنے شعبہ کا لائحہ عمل پیش کیا۔ محترم صدر صاحب مجلس انصاراللہ کے اختتامی کلمات اور دعا کے ساتھ یہ ریفریشر کورس اختتام پذیر ہوا۔

شفافیت، مؤثر نگرانی اور تسلسل کو یقینی بنائیں

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زرّیں ہدایات بر موقع ملاقات مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی

جماعتِ احمدیہ جرمنی کی نیشنل مجلسِ عاملہ پر مشتمل اٹھائیس رکنی وفد کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 7 فروری 2026ء بروز ہفتہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں واقع ایم ٹی اے سٹوڈیو میں منعقد ہوئی۔

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔ ملاقات کے آغاز میں حضورِ انور نے تمام شرکاء کو ماسک اُتارنے کی ہدایت فرمائی تا کہ ان کے چہرے واضح ہوں۔ پھر فرداً فرداً ممبران مجلس عاملہ نے اپنا تعارف کروایا۔

بعد ازاں حضورِ انور نے فرمایا کہ وہ مجلس عاملہ کے اراکین کی باتیں سننے کی بجائے انہیں راہنمائی دینا چاہتے ہیں جس کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ چنانچہ اراکینِ عاملہ کو اپنی مفوضہ ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں سرانجام دینے کے حوالے سے حضورِ انور کی زبانِ مبارک سے پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی توفیق ملی۔

سب سے پہلے حضورِ انور نے لائحہ عمل کے جامع مطالعہ اور اس کی روشنی میں اپنے فرائض کو سمجھنے کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے توجہ دلائی کہ مجھے اُمید ہے کہ جو سیکرٹریان ہیں، انہوں نے وہ لائحہ عمل پڑھا ہو گا، یا آپ نے اگر اپنے شعبہ کا نہیں پڑھا، تو پڑھ لیں۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ آپ کے فرائض کیا ہیں۔ اس کے مطابق آپ کام کر رہے ہیں کہ نہیں۔ اپنا جائزہ لیں۔

شعبہ رشتہ ناطہ کے حوالے سے حضورِ انور نے فرمایا کہ مثلاً رشتہ ناطہ ہے۔ اب ماشاءاللہ چار پانچ سیکرٹری رشتہ ناطہ ہیں۔ رشتہ ناطہ پر جس طرح efficiently کام ہونا چاہیے یا صحیح طرح ہونا چاہیے ہو رہا ہے کہ نہیں یا آپ لوگ اس کے لیے کیا کوشش کرتے ہیں۔

حضورِ انور نے اس اَمر کی جانب بھی توجہ دلائی کہ اکثر ایسی درخواستیں موصول ہوتی ہیں جن میں احمدیوں کی جانب سے جماعت سے باہر شادی کرنے کی اجازت طلب کی جاتی ہے۔ اس کے برعکس شعبہ رشتہ ناطہ کی جانب سے ایسی تفصیلی رپورٹس موصول نہیں ہوتیں کہ جن میں یہ بتایا گیا ہو کہ جماعت کے اندر احمدی لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان کتنے کامیاب رشتے طے کروائے گئے ہیں۔ حضورِ انور نے وضاحت فرمائی کہ جب وہ اس نوعیت کی شادیوں کی اجازت دیتے ہیں تو عموماً اس کا مقصد متعلقہ افراد کو گناہ میں مبتلا ہونے سے بچانا ہوتا ہے، تاہم یہ اجازت ہمیشہ اس شرط کے ساتھ دی جاتی ہے کہ غیر از جماعت فریق مشرک نہ ہو۔

مزید برآں حضورِ انور نے نشاندہی فرمائی کہ ایسی شادیوں کے بعد مناسب follow-up کا فقدان پایا جاتا ہے۔ اسی تناظر میں ہدایت فرمائی کہ رشتہ ناطہ، تربیت اور تبلیغ کے شعبہ جات باہمی تعاون اور ہم آہنگی کے ساتھ کام کریں اور ان جوڑوں سے مستقل رابطہ قائم رکھیں۔ اور احمدی شریکِ حیات کی راہنمائی کی جائے کہ وہ اعلیٰ اخلاق اور مثالی کردار کا مظاہرہ کرے تا کہ اپنے جیون ساتھی کو احمدیت کی طرف مائل کر سکے۔ نیز شعبہ تبلیغ کو بھی چاہیے کہ غیر احمدی شریکِ حیات کے ساتھ خوشگوار اور دوستانہ تعلق قائم کرے اور ابتدا ہی سے سخت

اختیار کرنے کی بجائے نرمی اور حکمت کے ساتھ انہیں اسلامی تعلیمات سے روشناس کروائے۔

پھر حضورِانور نے شعبہ تربیت کے غیرمعمولی کردار کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تربیت کا کام صحیح ہوجائے تو بہت سارے مسائل جو آپ کی جماعت میں ہیں وہ حل ہو جائیں گے۔ آپ لوگ آنکھیں بند کر لیں تو اَور بات ہے، نہیں تو اگر باریکی سے جائزہ لیں تو خدام الاحمدیہ کے صدر کو بھی پتا ہونا چاہیے، لجنہ کی صدر کو بھی پتا ہونا چاہیے اور انصاراللہ کے صدر کو بھی پتا ہونا چاہیے کہ بہت ساری کمزوریاں اور سُقم ہیں، اور تربیت کے مختلف پہلو ہیں جن کو ہم نے دیکھنا ہے اور ان کے لیے کوئی لائحہ عمل بنانا ہے جو نہیں بنایا جا رہا جس طرح ہونا چاہیے۔

بعدازاں حضورِانور نے محض کام کی انجام دہی کو ناکافی قرار دیتے ہوئے مرتّب شدہ نتائج کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کی بابت تلقین فرمائی کہ اس لیے صرف یہ کہہ دینا کہ ہمارے اتنے لوگ ہیں، انصاراللہ نے لکھ دیا، خدام الاحمدیہ نے لکھ دیا یا جماعت کے سیکرٹری تربیت نے لکھ دیا کہ اتنے لوگ نماز پر آجاتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کل حاضری کتنی ہے اور کتنے فیصد لوگ آتے ہیں۔ اور اس میں کیا improvement ہوئی ہے۔ یہ کہنا کہ ہم نے سرکلر بھیجا کہ فلاں وقت میں خطبہ آرہا ہے یا فلاں تقریر آرہی ہے تو اس کو سنیں۔ یا ہم نے اتنے لوگوں کو سرکلر کر دیا۔ اب سرکلر تو کر دیا، اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے۔ اصل چیز یہ نہیں ہے کہ ہم نے کر دیا بلکہ اصل چیز یہ ہے کہ بعد میں اس کا نتیجہ کیا نکلا۔

حضورِانور نے شعبہ مال کے مسائل کے مؤثر حل کے لیے شعبہ تربیت، مبلغین سلسلہ اور دیگر جماعتی شعبہ جات میں ہم آہنگی اور احبابِ جماعت سے مضبوط رابطے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اسی طرح اگر سیکرٹری تربیت کا کام صحیح ہو، مربیان کا کام صحیح ہو، جو دوسرے متعلقہ شعبے ہیں ان کا کام صحیح ہو تو مال کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ ان کو بھی ہر وقت شکوہ رہتا ہے، امیر صاحب کو بھی اور سیکرٹری مال کو بھی، کہ لوگ توجہ نہیں دیتے۔ توجہ اس لیے نہیں دیتے کہ سیکرٹری مال صاحب بھی اس وقت ان کے پاس جاتے ہیں یا ان کے متعلقہ سیکرٹری مال اس وقت جاتے ہیں کہ جب چندہ لینا ہو۔ لوگوں سے ہر ایک کام میں تعلق قائم رکھنا ہے۔ یہ آپ کا کام نہیں کہ انتظامی لحاظ سے ہم نے جب چندہ لینا ہے تو ان کے پاس پہنچ گئے۔ ویسے بھی آپ کا ایک دوستانہ ماحول ہونا چاہیے اور ہر جماعت میں آپ کی approach ہونی چاہیے۔ آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ فلاں جماعت میں اتنے لوگ ہیں، اتنے لوگ اچھے کھاتے پیتے ہیں، اتنے لوگ صحیح شرح سے چندہ دینے والے ہیں، اتنے لوگ نہیں دینے والے اور اگر نہیں دینے والے تو ان کی وجوہات کیا ہیں۔ جائز مجبوریاں ہیں یا صرف بہانے ہیں۔ جائز مجبوریاں ہیں تو ہم نے ان سے کس طرح ہمدردی کرنی ہے۔ اگر بہانے ہیں تو ان کو کس طرح سمجھانا ہے۔ یہ ساری چیزیں کرنا سیکرٹری مال کا بھی کام ہے اور تربیت کا کام بھی ہے۔

مزید برآں حضورِانور نے وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے شعبہ جات کی جانب سے سال کے اختتام پر اضافی وصولی کے ضمن میں مساعی کو قابلِ تحسین قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تحریک جدید ہے، وقفِ جدید ہے، وہ اس وقت لوگوں کے پاس جاتے ہیں کہ جب سال کے آخر میں آپ نے اپنا چندہ پورا کرنا ہوتا ہے یا بجٹ پورا کرنا ہے کہ آپ نے اتنا ادا کر دیا ہے، بڑی اچھی بات ہے، اب میرا خیال ہے آپ کے پاس توفیق ہے اور آپ مزید اب دے دیں، تو وہ مزید آپ کو دے دیتے ہیں۔

اسی پسِ منظر میں حضورانور نے توجہ دلائی کہ سیکرٹری مال صاحب کا کام ہے کہ وہ اتنے efficient ہوں کہ جس طرح تحریکِ جدید اور وقف جدید والے لوگوں کے پاس چندہ بڑھانے کے لیے approach کرتے ہیں، اس طرح آپ لوگ بھی approach کریں۔ آپ کے مختلف جماعتوں میں جو respective سیکرٹری مال ہیں ان سے آپ کا ذاتی رابطہ ہو، پتا ہو کہ کیا کیا انہوں نے کام کیے ہیں اور ہر مہینے ان کی رپورٹ آرہی ہو۔

پھر حضورانور نے سیکرٹری مال آمد سے مخاطب ہوتے ہوئے وقفِ جدید اور تحریکِ جدید کے شعبہ جات کی طرز پر مؤثر اور منظّم انداز میں کام کرنے کی ضرورت کی جانب توجہ دلائی کہ آپ کا کام ہے کہ ہر ایک تک جائیں۔ جس طرح وقفِ جدید والے اور تحریکِ جدید والے دَورے کرتے ہیں اس طرح آپ لوگوں کو بھی پتا ہونا چاہیے۔ آپ لوگوں کو ہر ایک کے بارے میں معلومات ہونی چاہئیں، ان سے واقفیت ہونی چاہیے اور ان کو چندے کی اہمیت بتانی چاہیے۔

حضورِانور نے یاد دلایا کہ مَیں نے پچھلی دفعہ بھی کسی میٹنگ میں کہا تھا کہ اگر چندہ صحیح طور پر ادا ہو رہا ہو تو بہت ساری تحریکات جاری کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔

جرمنی میں حالیہ بینکاری مسائل کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے حضورِانور نے اراکینِ مجلس عاملہ کو متنبہ فرمایا کہ وہ محض بینکوں کو موردِالزام نہ ٹھہرائیں بلکہ اپنی کمزوریوں کو بھی پہچانیں اور ان کی اصلاح کی طرف توجہ دیں۔ حضورِانور نے انتظامی نظم وضبط اور طریقہ کار کی مکمل پابندی پر غیرمعمولی توجہ دینے کی ہدایت فرماتے ہوئے اس اَمر پر زور دیا کہ تمام ذمہ داریاں مقررہ عہدیداران کے ذریعے ہی ادا کی جائیں، جبکہ کسی بھی قسم کے شارٹ کٹ یا غیر رسمی انتظامات سے گریز کیا جائے۔ نیز توجہ دلائی کہ جب نظام منظّم انداز میں نہیں چلایا جاتا تو غلط فہمیاں پیدا ہوسکتی ہیں اور اعتماد متاثر ہوسکتا ہے۔ اس لیے عاملہ کو شفافیت، مؤثر نگرانی اور تسلسل کو یقینی بنانا چاہیے۔

اسی طرح حضورِانور نے توجہ دلائی کہ احبابِ جماعت کی راہنمائی کی جائے کہ وہ تمام تحریکات میں مالی قربانی کی اہمیت کو سمجھیں اور نظامِ وصیت میں مالی قربانی کے معیار کو بھی بہتر بنایا جائے۔

خدمت کے جذبے کی اہمیت اور افسرانہ طرزِ عمل سے اجتناب کی بابت حضورِانور نے تاکیدی ارشاد فرمایا کہ آپ لوگ صرف افسر بن کے بیٹھ جائیں گے تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ افسر نہ بنیں خادم بنیں۔ اور جب یہ احساس پیدا ہوگا کہ ہم خادم ہیں، تو تبھی آپ لوگ کام بھی کر سکیں گے اور تبھی آپ کے کاموں میں برکت بھی پڑے گی۔

حضورِانور نے شعبہ امورعامہ کو محض معمولی کیسز تک محدود نہ رہنے اور اپنی وسیع ذمہ داریوں کے شعور کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ امورعامہ ہے۔ امورعامہ کے شعبے میں صرف یہ کہہ دینا کہ کیس آگئے اور ہم نے نپٹا دیے، یہ تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ امورعامہ کا کام یہ ہے کہ آج کل بہت سارے اسائلم سیکر آ رہے ہیں، ان کے کیس پاس ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے۔ قانون کے اندر رہتے ہوئے امورعامہ کا کام ہے، ان کو پتا ہونا چاہیے، ان کا لوگوں سے اگر رابطہ ہو کہ کس طرح ان لوگوں کی مدد کی جا سکتی ہے۔ پھر اس اَمر کا اعادہ فرمایا کہ صرف کوئی خاص کیس آ جانا اور اس کے جھگڑوں کو نپٹا دینا یا فیصلے کروا دینا یا کسی کی سزا کے لیے تعزیر کے لیے سفارش کر دینا یہی تو امورعامہ کا کام نہیں ہوتا۔ نیز حضورِانور نے یاد دلایا کہ یہ تربیت کا بھی کام ہے۔ اگر تربیت کا شعبہ فعّال ہو، مربیان فعّال ہوں تو پھر امورعامہ کے یہ مسائل بھی حل ہو جائیں گے، مال کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ ہر سیکرٹری جو ہے وہ اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔

بعدازاں تمام شرکائے مجلس کو اپنے محبوب آقا کے ساتھ گروپ تصویر بنوانے کی توفیق بھی ملی۔

گروپ تصویر کے بعد حضورِانور نے نیشنل سیکرٹری تبلیغ سے مخاطب ہو کر محض ظاہری رپورٹنگ کی بجائے حقیقی نتائج کے حصول کے لیے ٹیم کی وسعت اور مؤثر تبلیغ کی بابت عملی راہنمائی عطا فرمائی کہ صرف یہ کہ ہم نے تبلیغ کر لی، ہمارے شعبہ تبلیغ کی رپورٹ بن گئی اور ایک کریڈٹ بن گیا۔ کریڈٹ نہیں ہے، کریڈٹ وہ ہے کہ آپ نے اس کا کتنا نتیجہ حاصل کیا ہے۔ پھر یہ کہ اپنی ٹیم کو وسیع کریں۔ چند ایک کو لے کے تبلیغ نہیں ہو سکتی۔ ہر جگہ یہ پھیلائیں۔ آپ نے یہ کہا تھا کہ یہ کرو، تو ہم نے کام شروع کر دیا اور ہم نے لوگوں میں awareness شروع کر دی اور یہ پیغام پہنچانا شروع کر دیا۔ اس میں کتنے لوگ involve کیے اور اس کے نتائج کیا نکل رہے ہیں؟ یہ بھی دیکھنے والی چیز ہے۔

حضورِانور نے موجودہ عالمی حالات کی روشنی میں خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ جو آجکل دنیا کے حالات ہیں وہ یہی ظاہر کر رہے ہیں کہ آپ لوگوں کو آگے آسانیاں نہیں آنی، مشکلات ہی آنی ہیں، کیونکہ جس جس طرح لوگوں کے دنیاوی حالات خراب ہوں گے، جو لوکل لوگ ہیں وہ immigrants کے بھی خلاف ہوں گے، مذہب کے بھی خلاف ہوں گے اور خلاف ہونے کی وجہ سے جو ان کے جذبات ہیں وہ اَور زیادہ بھڑکیں گے اور اس کی وجہ سے آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

اسی تناظر میں حضورِانور نے مستقبل کے تقاضوں سے نمٹنے کے لیے ایک جامع حکمتِ عملی کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس لیے آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ آگے حالات بہتر ہونے ہیں، حالات خراب ہی ہونے ہیں۔ اس کے لیے آپ نے کیا لائحہ عمل بنایا ہے؟ یہ امورِعامہ کا بھی کام ہے، تربیت کا بھی کام ہے، تبلیغ کا بھی کام ہے کہ سارے دیکھیں کہ ہم نے کیا لائحہ عمل بنایا ہے اور کس طرح ہم نے غیروں کو بھی satisfy کرنا ہے، کس طرح ہم نے اپنے لوگوں کو بھی protection دینی ہے۔ نیز ہدایت فرمائی کہ ان تمام اُمور پر عاملہ میں غوروفکر کیا جائے اور پھر امیر صاحب کو چاہیے کہ ایک پالیسی وضع کریں۔

مزید برآں حضورِانور نے یاد دلایا کہ اگر آپ قواعد پڑھیں تو ان میں ساری باتیں لکھی ہوئی ہیں کہ ہر ایک سیکرٹری کو پتا ہونا چاہیے کہ کس کس کے کیا قواعد ہیں، تو ان کو پتا ہو اور اس کے مطابق کام کر رہے ہوں تو بڑے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

حضورِانور نے مشنری انچارج صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے مبلغین کے جرأت مندی، انکساری اور اخلاص کے ساتھ اپنی خدمت انجام دینے کی بابت ہدایت فرمائی کہ کسی مخصوص جگہ پر اگر کوئی مربی بہت اچھا کام کر رہا ہے تو یہی کام دیگر جگہوں پر بھی ہونا چاہیے۔ یہ مشنری انچارج کی ذمہ داری ہے کہ وہ دیگر مربیان کو بھی اتنی جرأت پیدا کروائیں کہ وہ بھی جرأت پیدا کریں۔ ان کا علم بھی ہو، پھر یہ بھی نہیں ہے کہ مربیوں کے اس پر دماغ بڑے اُونچے ہو جائیں۔ ان کو یہ ہو جائے کہ ہم نے خدمت کرنی ہے، ہمیں اللہ تعالیٰ خدمت کا موقع دے رہا ہے تو اس کے لیے ہم نے کوشش یہ کرنی ہے کہ بہتر نتائج حاصل کریں اور لوگوں سے تعاون کریں۔

حضورِانور نے تاکید فرمائی کہ مزید لوگوں کو اپنی ٹیم میں شامل کریں اور لوگوں سے تعاون لیں۔ یہ جو ہوتا ہے کہ صرف میرا نام آ جائے دوسرے کا نام نہ آئے یہ بھی غلط ہے۔ ایسے مربیان بھی بڑھائیں۔

ایک مرتبہ پھر سیکرٹری تبلیغ سے مخاطب ہوتے ہوئے، حضورِانور نے محض ایک ہی پہلو پر توجہ مرکوز کرنے کی بجائے تبلیغی کام میں وسعت پیدا کرنے، ہر علاقے میں ٹیم کو بڑھانے اور خدمت کے مختلف طریقوں کو مدنظر رکھنے کی بابت ہدایت فرمائی کہ آپ اپنی تبلیغ کی ٹیم بڑھائیں اور ہر علاقے میں بڑھائیں۔ ایسٹ، ویسٹ جرمنی میں مختلف سوچ کے لوگ رہتے ہیں۔ ویسٹ میں مختلف لوگ رہتے ہیں، سینٹر میں مختلف لوگ رہتے ہیں، ہر ایک کی سوچ کے مطابق ٹیمیں ہوں اور لائحہ عمل ہو۔ یہ نہیں کہ ایک چیز کو آپ نے پکڑ لیا کہ آپ کا یہ حکم تھا کہ اس طرح پیغام پھیلاؤ اور تبلیغ کرو تو اس کو لے کے ہم نے اتنے پمفلٹ دے دیے۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے، مختلف طریقے ہوتے ہیں، خدمت کے بھی طریقے ہیں۔

ہنگامی حالات میں خدمات پیش کرنے اور تبلیغی مواقع سے بھرپور فائدہ اُٹھا کر زیادہ سے زیادہ نتائج حاصل کرنے کی بابت حضورِانور نے ایک حالیہ واقعے کی

روشنی میں توجہ دلائی کہ اب برلن میں بجلی فیل ہوگئی۔ پینتالیس ہزار بندہ متاثر ہوگیا۔ اس پر ہیومینٹی فرسٹ نے کچھ کام کیا، روٹی کھلائی اور لوگوں نے اس کو بڑا appreciate کیا۔ انہوں نے یہ کام کیا، تو وہاں امورِعامہ کا اور آپ لوگوں کا کام بھی تھا کہ وہاں آپ کی ٹیم بھی جاتی یا ان کے ساتھ مل کر کام کرتی یا اپنے طور پر ان کی مدد کرتی یا بتاتے کہ ہم سارے احمدی ہیں اور احمدیت کی وجہ سے یہ کام ہو رہے ہیں۔

اسی حوالے سے مختلف شعبہ جات کی مشترکہ ذمہ داری اور فعّال کردار ادا کرنے کے ضمن میں مزید فرمایا کہ مشنری انچارج کا بھی کام ہے، مبلغین کا بھی کام ہے، تبلیغ کا بھی کام ہے اور اُمورِعامہ کا بھی کام ہے۔ ایسے موقعوں سے فائدہ اُٹھایا کرتے ہیں تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ بہتر نتائج حاصل کرسکیں۔ اگر دنیا والے ان کو appreciate کرسکتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ لوگوں میں ابھی اس طرف ایک رجحان ہے کہ اگر ہماری کوئی مدد کرے گا تو ہم نے appreciate کرنا ہے۔ تو مواقع کی تلاش میں ہونا اور اس کو موقع پر استعمال کرنا اور پھر ایک وقف کی روح کے ساتھ اور خدمت کے جذبے کے ساتھ کام کرنا، تو پھر کام ہوتے ہیں اور نتائج پیدا کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں حضورِانور نے فرمایا کہ آپ کے پاس تو پوری جماعت کی ٹیم ہے، آپ لوگ وہاں کیوں نہیں گئے؟ اگر کیا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔ لیکن جس طرح کرنا چاہیے تھا، میری رپورٹ کے مطابق اس طرح نہیں کیا۔ اس سے بہت بہتر آپ کر سکتے تھے۔ اسی طرح یاد دلایا کہ آپ کو اسمبلی میں بھی بلایا گیا، ممبر آف پارلیمنٹ ہیں، کونسلرز ہیں، انہوں نے appreciate کیا، اور لوگوں نے بھی appreciate کیا۔ اپنی طرف سے جو بھی ان کا طریقہ ہے، اس طرح سے انہوں نے آپ کام کرنے والوں کو دعائیں بھی دیں۔

آخر میں مختصر وقت میں مؤثر نتائج حاصل کرنے کی بابت حضورِانور نے فرمایا کہ سو اس میں اگر آپ زیادہ حصّہ ڈالتے تو کام اَور وسیع ہو جاتا اور تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہو جاتا اور اس کو آپ وُسعت دے سکتے تھے۔

سیکرٹری تعلیم القرآن و وقفِ عارضی سے حضورِانور نے مختصر گفتگو کرتے ہوئے انہیں باقاعدگی سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرنے اور وقفِ عارضی میں حصّہ لینے والوں کی تعداد بڑھانے کی بابت توجہ دلائی۔

حضورِانور نے سیکرٹری وقفِ نو سے بات کرتے ہوئے ہدایت فرمائی کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی عمریں پندرہ اور اکیس سال تک پہنچنے پر ان کے وقف کی باضابطہ تجدید کروائی جائے۔ واقفینِ نو کے لیے بھی ان کو آرگنائز کریں۔ اس کی مزید ضرورت ہے اور ان کی تربیت کی طرف بھی توجہ دیں۔ پچھلی دفعہ بھی مَیں نے کسی اور کو کہا تھا کہ وقفِ نو صرف ٹائٹل نہیں ہے، وقفِ نو کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ وقفِ نو کی طرف توجہ ہوگی تو بہت سارے آپ کے تربیت کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ جائزہ لیں تو عام طور پر وقفِ نو کے اخلاق اور دینی، روحانی، علمی معیار کا اور دوسرے لوگوں کا کوئی خاص فرق نہیں، بلکہ بعض دوسرے ان سے بہتر ہیں حالانکہ آپ لوگوں کے وقفِ نو زیادہ بہتر ہونے چاہئیں۔ تو اس طرف توجہ دیں۔ اب نئے سیکرٹری وقفِ نو بنے ہیں تو ایک نئی روح کے ساتھ کام شروع کریں۔

آخر میں حضورِانور نے سیکرٹری اُمور خارجہ سے بات کرتے ہوئے اِن کی جانب سے 142 اراکین پارلیمنٹ سے ملاقاتوں کے تناظر میں، اُن سب کے ساتھ جامع تعلقات اُستوار کرنے کی ترغیب دلائی۔

ملاقات کے اختتام پر تمام شرکائے مجلس کو حضورِانور کے دستِ مبارک سے قلم بطور تبرک حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ یہ روح پرور نشست حضورِانور کے دعائیہ کلمات ''السلام علیکم'' پر بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ (الفضل انٹرنیشنل 19 فروری 2026ء)

بقیہ از صفحہ 27

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کی وجہ سے کہ یہ ناممکن تھا کہ پولیس تفتیش کرتی اور اس کا کچھ بھی نہ پتا چلتا۔ نہ پہلے کا پتا چلا نہ بعد کا پتا چلا۔ کون تھا، کہاں سے آیا، کہاں چلا گیا۔ یہ سارے ایک ایسے راز ہیں جو ہمیشہ راز رہیں گے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشفی نظارے میں اس فرشتے کو دیکھا تھا جو چھری ہاتھ میں لئے تھا اور لیکھرام کا پوچھ رہا تھا کیونکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی گستاخی میں اس کو یہ سزا ملنی تھی۔ پس یہ ایک ایسا عظیم الشان نشان ہے جو 1897ء میں تقریباً ایک سو سال پہلے رونما ہوا اور آج بھی عید ہی کا دن ہے اور آج بھی جمعہ ہے۔ پس آؤ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ہاں نشانات کی کمی نہیں پھر احمدیت کے حق میں ایسے معجزات دکھائے کیونکہ آج ایک لیکھرام نہیں سینکڑوں لیکھرام پیدا ہو چکے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے محمد رسول اللہ کے عشق میں جو چیلنج دیا تھا اور اس کے عواقب کو خوب سمجھ کر قبول فرمایا تھا، جانتے تھے کہ تمام دنیا کی توجہ آپ کی طرف بطور قاتل کے ہوگی۔ چنانچہ آپ کے گھر کی تلاشیاں لی گئیں، ہر قسم کی تحقیق کی گئی اور ایک ادنیٰ سا بھی کوئی سراغ ایسا نہ ملا جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قتل کے ساتھ وابستہ کیا جاسکتا۔ پس یہ واقعہ تھا جو محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق کے نتیجے میں رونما ہوا ہے''۔ (خطبات طاہر جلد 16)

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

شمارہ کی محدود ضخامت کی بناء پر اس کی تمام تفصیلات درج نہیں کی جا سکتیں تاہم حضرت اقدس مسیح موعودؑ، خلفاء کرام کے ارشادات اور جماعتی لٹریچر میں پیشگوئی کی تفاصیل موجود ہیں جو ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے عشق رسول ﷺ، اسلام اور آنحضرت ﷺ کی ناموس کی حفاظت کے لیے خدا تعالیٰ کی غیرت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے ایمان میں ترقی اور اپنے قرب کے حصول کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

Kassel

Frankenthal

Mainz

Groß Gerau

Berlin

Mörfelden-Walldorf

مرتبہ: مکرم منور علی شاہد صاحب

سالِ نو کے آغاز پر تقاریب کا انعقاد

جماعت احمدیہ جرمنی کی جانب سے ہر سال کے آغاز پر جماعتوں میں سماجی، سیاسی، مذہبی اور دیگر طبقات میں روابط بڑھانے اور جماعت احمدیہ کا تعارف کرانے کے لیے استقبالیہ (Neujahrsempfang) کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ امسال مرکزی ہدایات کی روشنی میں مختلف جماعتوں اور لوکل امارتوں میں منعقدہ تقریبات کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے۔

کاسل

جماعت کاسل میں 29 جنوری کو مسجد محمود میں خراب موسم اور شدید برفباری کے باوجود مہمانوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نیشنل امیر جرمنی بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ دیگر مہمانوں میں جرمنی کے سابق وفاقی وزیر خزانہ Hans Eichel (جو صوبہ ہیسن کے وزیر اعلیٰ بھی رہ چکے ہیں) نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ نیز 32 سے زائد جرمن اور دیگر اقوام سے تعلق رکھنے والے 124 افراد نے استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔ تلاوت قرآن اور جرمن ترجمہ کے بعد مقامی سیکرٹری امور خارجہ مکرم عبدالسلام برگ ہارٹ صاحب نے تقریب کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کے تعارف اور فلاحی خدمات پر مشتمل ویڈیو دکھائی گئی۔ سات مہمان مقررین نے اظہار خیال میں جماعت احمدیہ کے فلاحی کاموں کی تعریف کی اور موٹو ”محبّت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں“ کا خاص طور پر ذکر کیا۔ آخر پر محترم نیشنل امیر صاحب نے مختصر تقریر کی۔

گروس گیراؤ

گروس گیراؤ میں سال نو کی استقبالیہ تقریب 22 جنوری کو شہر کے ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں 40 جرمن مہمانوں نے شرکت کی جن میں شہر کے میئر کے علاوہ بعض سیاسی جماعتوں کے اراکین، مقامی تنظیموں کے نمائندگان، سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے دیگر افراد شامل تھے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے بھی تقریب میں شرکت کی۔ تلاوت قرآن کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی کی خدمات اور فلاحی سرگرمیوں سے متعلق ایک معلوماتی ویڈیو دکھائی گئی۔ تقریب میں شاملین کے لیے تاریخ احمدیت جرمنی کے حوالہ سے ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ گروس گیراؤ کے میئر Jörg Rüddenklau نے تقریر میں جماعت کی شہر کے لیے خدمات کو سراہا اور کہا کہ یہ جماعت مسلسل سماجی خدمات کے ذریعہ شہر میں ہم آہنگی اور باہمی تعاون کو فروغ دے رہی ہے۔

وِٹلش

جماعت احمدیہ وِٹلش کو استقبالیہ تقریب 15 جنوری کو شہر کے برگر ہاؤس میں منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں مہمان خصوصی Joachim Rodenkirch (برگر مائسٹر) اور مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی تھے۔ قریباً 80 مہمانوں میں صوبائی پارلیمنٹ کے رکن Dennis Junk، سی ڈی یو کے امیدوار Marcus Heintel، وِٹلش جیل کے سربراہ Dr Jörn Parzak اور وِٹلش پولیس انسپیکشن کے سربراہ Matthias Pauly اور دیگر مقامی سیاست دان، سرکاری اداروں کے افسران، ڈاکٹر اور اساتذہ کرام وغیرہ شامل تھے۔ تقریب کے انعقاد کے لئے مکرم اعجاز احمد ظفر صاحب منتظم اعلیٰ کی زیر نگرانی ایک ٹیم تشکیل دی گئی جنہوں نے اپنی ذمہ داریاں خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی توفیق پائی۔ تقریب کا آغاز تلاوت سے

ہوا جو مکرم Kasim Dalkilich صاحب نے کی اور جرمن ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ جرمنی اور جماعت وٹلش کی خدمات اور فلاحی کاموں کی تفصیل پر مشتمل ویڈیو دکھائی گئی۔ تقریب میں صوبہ کے منسٹر پریزیڈنٹ Alexander Schweitzer اور جرمنی کے وزیر ٹرانسپورٹ Patrick Schnieder کے پیغامات بھی سنائے گئے۔ اس کے بعد مختلف مقررین نے جماعت احمدیہ کی سماجی اور فلاحی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انہیں سراہا۔ آخر میں مکرم نیشنل امیر صاحب نے نئے سال کا پیغام پڑھا جسے مہمانوں نے بہت توجہ سے سنا۔ کھانے کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

فرانکن تھال

فرانکن تھال میں استقبالیہ تقریب 5 فروری کو مقامی مسجد نور میں منعقد ہوئی جس میں شہر کے میئر Dr Nikolaus Meyer اور ممبر اسمبلی رائن لینڈ فالس Christian Baldauf شامل تھے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ کل مہمانوں کی تعداد پچاس تھی۔ تلاوت قرآن کے بعد معزز مہمانوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ محترم نیشنل امیر صاحب جرمنی کے خطاب کے بعد تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ تقریب کے ناظم اعلیٰ مکرم فراز احمد فراز صاحب سیکرٹری امور خارجہ تھے۔ علاوہ ازیں زعیم مجلس انصاراللہ مکرم شوکت علی صاحب نے تیاری اور مکرم فیض احمد فیض صاحب قائد مجلس نے وائنڈ اپ کیا۔ دیگر معاونین میں مکرم حماد احمد صاحب سیکرٹری تبلیغ، مکرم عبدالعلی صاحب سیکرٹری ضیافت اور مکرم حافظ ولید صاحب شامل تھے۔

برلن

برلن میں استقبالیہ تقریب 2 فروری کو مسجد خدیجہ میں منعقد ہوئی جس میں مہمانوں کی کل تعداد 82 تھی۔ تقریباً اڑھائی ہزار دعوت نامے تقسیم کیے گئے۔ تلاوت کے بعد ایک ویڈیو میں گزشتہ سال کی جماعت احمدیہ جرمنی کی خدمات دکھائی گئیں۔ Die Linke سے تعلق رکھنے والی Elif Eralp نے جماعت برلن کی سماجی اور فلاحی خدمات کو سراہا۔ سال نو کے موقع پر وقار عمل کی خاص طور پر تعریف کی۔ ایس پی ڈی کے راہنما رائد صالح نے بھی جماعت کی مساعی کو سراہا۔ جرمن پارلیمنٹ کے ایک رکن نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ Tag der offnen Moschee کے حوالے سے ایک ویڈیو شیئر کرنے پر انہیں تنقید کا سامنا کرنا پڑا، جس سے انہیں احساس ہوا کہ جماعت احمدیہ برلن جیسی تنظیموں کے مثبت کردار کو زیادہ نمایاں کرنے کی ضرورت ہے۔ جماعت احمدیہ برلن کی مساعی پر مشتمل ایک ویڈیو دکھانے کے بعد سول سوسائٹی کے تین اراکین نے اظہار خیال کیا۔ مکرم شرجیل خالد صاحب مربی سلسلہ کی اختتامی تقریر اور دعا کے ساتھ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

کوبلنز

کوبلنز میں استقبالیہ تقریب 3 فروری کو بیت الطاہر میں منعقد ہوئی جس میں رکن صوبائی پارلیمنٹ Anna Köbberling اور ڈاکٹر Thorsten Rudolph سمیت 70 مہمانوں نے شرکت کی۔ علاوہ ازیں مینڈگ میونسپلٹی کے میئر Jörg Lempertz بھی تقریب میں موجود تھے۔ تقریب کے آغاز میں جماعت احمدیہ جرمنی اور کوبلنز کے تعارف اور فلاحی خدمات پر مشتمل ویڈیو دکھائی گئی۔ اس کے بعد مہمانوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ پروگرام کے اختتام پر کھانا پیش کیا گیا۔

مائنز

مائنز میں نئے سال کی استقبالیہ تقریب 21 جنوری کو سینٹ جوزف چرچ میں منعقد ہوئی جس میں محترمہ Katharina Binz وزیر برائے فیملی، خواتین، ثقافت، اور انٹیگریشن (رائن لینڈ فالس) اور Yunus Emre رکن اسمبلی (رائن لینڈ فالس) شامل تھے۔ مہمانوں کی کل تعداد 46 تھی۔ جماعت احمدیہ کی نمائندگی مکرم فطین احمد صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم حزقیل احمد صاحب نے کی اور جرمن ترجمہ پڑھا۔ دوران تقریب مکرم زیب احمد بٹ صاحب نے پریزینٹیشن میں جماعت کی خدمات اور فلاحی سرگرمیوں کے بارے میں آگاہ کیا۔ تقریب کے موڈریٹر مکرم طیب ولید گورایا صاحب سیکرٹری تبلیغ تھے اور ناظم مکرم محمد خالد جاوید صاحب تھے۔ تقریب کی تیاری میں مکرم فطین احمد بھٹی صاحب، مکرم محمد خالد جاوید صاحب، مکرم طیب ولید صاحب، مکرم عطاء الرحمٰن ناصر صاحب اور مکرم یاسر لقمان صاحب کو نمایاں خدمت کی سعادت ملی۔

مورفیلڈن والڈروف

مورفیلڈن والڈورف میں استقبالیہ تقریب 10 فروری کو سبحان مسجد میں منعقد ہوئی جس میں شہر کے موجودہ میئر اور دو سابقہ میئرز سمیت 41 مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی بھی تقریب میں موجود تھے۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن اور جرمن ترجمہ سے ہوا جو مکرم فاران مشہود صاحب نے کی۔ اس کے بعد جماعت کے تعارف اور فلاحی سرگرمیوں پر مشتمل ویڈیو دکھائی گئی۔ پہلی تقریر شہر کے میئر جناب کارسٹن گروس صاحب (CDU) کی تھی جنہوں نے جماعت کو شہر کا ایک اہم حصہ قرار دیتے ہوئے اس کی سماجی خدمات کو سراہا۔ بعدازاں گروس گیراؤ سے گرین پارٹی کے رکن Adil Oyan، پروٹسٹنٹ چرچ کی نمائندہ اور بدھ مت تنظیم کے نمائندے نے مختصر خطابات کیے۔ مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے اپنی تقریر میں اسلام کی عدل وانصاف کی تعلیم پر روشنی ڈالی۔ اختتامی تقریر میں مکرم فرحان منظور احمد صاحب مربی سلسلہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور اسلام کی پُرامن تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ دعا کے ساتھ تقریب اختتام کو پہنچی جس کے بعد مہمانوں کی تواضع کھانے سے کی گئی۔

ہمبرگ

ہمبرگ میں استقبالیہ تقریب 9 فروری کو بیت الرشید میں منعقد ہوئی جس میں چین کے جنرل قونصل، منگولیا

باقی صفحہ 47 پر

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتّبہ: مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب، پی ایچ ڈی بائیو کیمسٹری)

کم آکسیجن، کم شوگر

یہ حقیقت تو کسی سے پوشیدہ نہیں کہ پہاڑی مقامات اپنی خوبصورتی اور قدرتی مناظر کے ساتھ ساتھ صحت افزا بھی ہوتے ہیں۔ یہاں رہنے والے لوگوں میں میدانی علاقوں کے رہائشیوں کی نسبت علاوہ دیگر امراض کے ذیابیطس یعنی شوگر کا مرض بھی کم پایا جاتا ہے۔ سائنسدانوں کو اس کا علم تو دہائیوں پہلے ہی سے تھا، تاہم اس کے پیچھے کیا راز ہے، یہ اب تک راز ہی تھا۔ فروری 2026ء میں سائنسدانوں نے اس راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے چوٹی کے سائنسی جریدے Cell Metabolism میں لکھا کہ جب آکسیجن کا دباؤ کم ہو تو خون کے سرخ خلیے سپانج (sponge) کی طرح خون میں سے گلوکوز جذب کرنا شروع کر دیتے ہیں اور نتیجۃً خون میں موجود گلوکوز لیول کو کم کر کے ذیابیطس کے مرض سے بچانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ بلند مقامات کی ہوا (thin air) جس میں آکسیجن کم ہوتی ہے وہ خون کے سرخ خلیوں کو سپانج میں تبدیل کر دیتی ہے جو خون سے گلوکوز کو جذب کر لیتے ہیں۔ میدانی علاقوں کی ہوا میں آکسیجن تقریباً 21 فیصد تک ہوتی ہے، مگر جوں جوں اونچائی کی طرف جایا جائے، یہ مقدار کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی لئے آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ بلند مقامات پر سانس جلد پھول جاتا ہے۔ سانس لینے میں دشواری کی وجہ اسی آکسیجن کی کمی ہے۔

اب تک کے علم کے مطابق خون کے سرخ خلیوں کا کام آکسیجن کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانا ہی تھا۔ تاہم اس تحقیق نے ثابت کیا کہ جب انسانی جسم کو کم آکسیجن ملتی ہے تو اس کے خون کے سرخ خلیے اس کم آکسیجن سے نبٹنے کے لئے ایک اضافی ذمہ داری سنبھال لیتے ہیں اور آکسیجن کو بہت مؤثر طور پر جسمانی بافتوں (tissues) تک

پہنچانے کے لئے کوششیں شروع کر دیتے ہیں اور ظاہر ہے اس اضافی ذمہ داری کے لئے انہیں بے پناہ توانائی چاہیے جو یہ خون سے گلوکوز جذب کر کے حاصل کرتے ہیں۔ چونکہ پہاڑی علاقوں پر آکسیجن لیول کم ہوتا ہے اس لئے وہاں کے رہائشیوں میں گلوکوز لیول کم رہتا ہے اور ذیابیطس کی شرح کم ہوتی ہے۔

قارئین کرام، اس تحقیق نے جہاں بہت پرانے سوال کا جواب دے دیا، وہاں سائنسدانوں کو ذیابیطس سے نبٹنے کے لیے بالکل نئی سوچ بھی عطا کر دی۔ عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں ذیابیطس کے علاج کے لئے مذکورہ بالا اصول کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی ادویات بنائی جائیں جو جسم میں آکسیجن کی مصنوعی کمی پیدا کر کے بلڈ گلوکوز لیول کو کم کر دیں۔ تاہم یہ علم ابھی ابتدائی مراحل میں ہے اور بہت سے سوال حل طلب ہیں۔

(Cell Metabolism, 2026)

امریکہ کا دل دوست، دیسی میوہ

سال 2025ء میں شائع ہونے والے ایک جائزے کے مطابق پیکن (pecan) جو کہ امریکہ میں پیدا ہونے والا مقامی میوہ (nut) ہے، کو دل کی حفاظت اور صحت کے لئے مددگار قرار دیا گیا ہے۔ اس جائزے میں بیس سال سے زیادہ عرصہ کی تحقیق کا تجزیہ کیا گیا جس سے خاطر خواہ شواہد ملے کہ پیکن میں چونکہ علاوہ دیگر نیوٹرینٹس کے اینٹی آکسیڈینٹس بھی بھاری مقدار میں پائے جاتے ہیں اس لئے ان کا استعمال دل کی صحت کو بہتر بناتا ہے اور کولیسٹرول لیول کو کم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ دماغ کے لئے بھی مفید ہے۔ (Nutrients, 2025)

دوڑتی سانسیں، مضبوط یادداشت

اس میں تو دو رائے نہیں کہ ورزش نہ صرف جسمانی بلکہ ذہنی صحت کے لئے بھی مفید ہے اور ورزش کرنے والے لوگوں کا حافظہ، ذہانت اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت میں بہتری آتی ہے۔ سان فرانسسکو، امریکہ کے محققین نے اس سوال کا جواب تلاش کر لیا ہے کہ ورزش کرنے

سے کیونکر دماغی صلاحیتیں بہتر ہوتی ہیں۔ دراصل ورزش کرنے سے دماغ کی حفاظت کا نظام مضبوط ہوتا ہے اور یوں اسے ٹوٹ پھوٹ سے بچاکر بڑھاپے سے منسلک ذہنی امراض سے بچالیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دماغ کی حفاظت کے لئے اسے ایک بیریئر یعنی نہایت باریک خونی نالیوں (blood vessels) پر مشتمل رکاوٹی بیریئر سے ڈھانپا ہوا ہے جسے blood brain barrier کہتے ہیں۔ یہ رکاوٹ خون میں گردش کرتے ضرر رساں مواد کو دماغ تک رسائی سے روکتے ہیں۔ تاہم ڈھلتی عمر کے ساتھ ساتھ یہ بیریئر کمزور ہوتا جاتا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کے باعث ضرر رساں مرکبات دماغ تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور دماغی سوزش (inflammation) کا باعث بن کر دماغی بیماریوں بشمول alzheimer کا باعث بنتے ہیں۔ یوں بڑھاپے کے ساتھ ساتھ انسان کا حافظہ کمزور ہوتا جاتا ہے اور انسان کو بھولنے کی بیماریوں سے واسطہ رہتا ہے۔ کئی سال پہلے سائنسدانوں نے چوہوں پر ریسرچ کرتے ہوئے یہ تو معلوم کر لیا تھا کہ ورزش کرنے سے ان کے جگر میں ایک enzyme پیدا ہوتا ہے جو دماغ کو تروتازہ کر دیتا ہے۔ تاہم ان کے لئے یہ معمہ تھا کہ جب یہ enzyme دماغ کی حفاظتی فصیل سے گزر کر دماغ تک پہنچ ہی نہیں سکتا تو پھر کیونکر دماغی صلاحیتوں میں بہتری کا باعث بنتا ہے۔ 18 فروری 2026ء سائنسی جریدے Cell میں شائع ہونے والی اس تحقیق نے ثابت کیا کہ انزائم GPLD1 ایک ایسی پروٹین کے خلاف کام کرتا ہے جو بلڈ برین بیریئر کی توڑ پھوڑ میں کردار ادا کرتی ہے۔ یوں ہمارا دماغ بیرونی نقصان دہ مادوں سے بچا رہتا ہے۔

دماغ کو شہر سے اور اس کے گرد بلڈ برین بیریئر کو فصیل سے تشبیہ دے کر ہم اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے اگر بیرونی فصیل کمزور ہو جائے، اس میں سوراخ ہو جائیں تو دشمن شہر تک رسائی حاصل کر لے گا۔ تاہم اگر اس فصیل کی تعمیر ہوتی رہے تو یہ مضبوط رہے گی۔ ہمارا ورزش کرنا اس فصیل کو مضبوط رکھنے میں یوں اہم کردار ادا کرتا ہے کہ ورزش کرنے سے جو انزائم پیدا ہوتا ہے وہ قلعہ کی فصیل کی ٹوٹ پھوٹ میں ملوث کرداروں کو ایسا کرنے سے روکتا ہے۔ اور یوں ورزش کرنے والے لوگوں کی ذہنی صلاحیتیں تادیر بہتر رہتی ہیں۔ (Cell, 2026)

انسانی جسم میں چھپی شراب بنانے والی فیکٹری

سائنسدانوں نے انسانی معدے کے اندر ایسے بیکٹیریا کا انکشاف کیا ہے جو کھانے میں موجود کاربوہائیڈریٹس کو الکوہل یعنی شراب میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ عام طور پر جو کھانا کھایا جاتا ہے، انسانی آنتوں کے اندر رہنے والے بیکٹیریا اس سے بہت معمولی الکحل بنانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تاہم کچھ لوگوں کے معدے میں مخصوص بیکٹیریا یا غذا کی اتنی بڑی مقدار کو شراب میں تبدیل کر دیتے ہیں کہ مریض کو کھانا کھانے کے بعد نشہ ہو جاتا ہے۔ اس مرض کو auto brewery syndrom کہا جاتا ہے، یعنی ایسا مرض کہ جس میں مریض کا پیٹ ہی شراب خانہ بنا ہوا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس تحقیق سے یہ معمہ بھی کھل گیا کہ کیوں کچھ لوگوں کو شراب پیے بغیر ہی نشہ ہو جاتا ہے۔ (Nature Microbiology, 2026)

یونیورسل ویکسین

سٹانفورڈ یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے nasal spray کی صورت میں دی جانے والی ایسی ویکسین بنالی ہے جو ہمہ وقت مختلف بیکٹیریا، وائرس اور حتی کہ الرجی کے خلاف بھی مہینوں تک مدافعت فراہم کرے گی۔ یہ ریسرچ چوہوں پر کی گئی ہے اور اس کے خاطر خواہ نتائج سامنے آئے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں 230 سال سے رائج روایتی ویکسین کی جگہ سپرے والی ویکسین لے لے جس کا استعمال انسانوں کو بہت سے مختلف infections کے خلاف دفاع فراہم کر دے۔ روایتی ویکسین کے برعکس یہ نئی ویکسین innate immune system کو فعال بنا کر انسانی جسم میں مدافعت پیدا کرے گی۔ (Science, 2026)

برفانی بیکٹریا

قارئین کرام antibiotic resistance اس عمل کو کہتے ہیں جب کچھ بیکٹیریا اینٹی بائیوٹک دوا سے بچ جانا سیکھ لیں۔ اسی لئے ترقی یافتہ ممالک کے ڈاکٹر اوّل تو مریض کو جلدی یہ ادویات دیتے نہیں، اور اگر لکھ دیں تو تاکید کرتے ہیں کہ جتنے دنوں کی دوا دی گئی ہے، اگر طبیعت ٹھیک ہو بھی جائے تب بھی یہ کورس مکمل کرنا ہے۔ تاکہ کوئی بیکٹیریا جسم میں بچ نہ جائے اور بچ کر اس اینٹی بائیوٹک کے خلاف مدافعت نہ پیدا کر لے۔ یہ بیکٹیریا بھی ایسے جنّات ہیں کہ نہایت سادہ ساخت رکھنے کے باوجود اپنی بقا کے لئے حیرت انگیز طور پر فعال ہیں۔ کھولتے ہوئے پانیوں سے لے کر انتہائی ٹھنڈے مقامات اور انتہائی دباؤ والی جگہوں پر بھی رہ سکتے ہیں۔

رومانیہ کی ایک غار میں جمی پانچ ہزار سال پرانی برف کی تہہ میں سے سائنسدانوں نے ایک ایسا بیکٹیریا

دریافت کیا ہے جو دورِ حاضر کی اکثر اینٹی بائیوٹکس کے خلاف مدافعت رکھتا ہے۔ اس بیکٹیریا کے جینیاتی مواد پر ریسرچ سے سائنسدان ان میں پیدا ہونے والی قدرتی مدافعت سے متعلق مزید علم حاصل کر پائیں گے اور اس طرح بیکٹیریا کے خلاف مؤثر ادویات بنانے میں مدد ملے گی۔ اس بیکٹیریا کو برف کی تہہ میں پچیس میٹر گہرا سوراخ کر کے نکالا گیا۔ یہ دریافت جہاں سائنسدانوں کے لئے مفید ہے وہاں دنیا کے لئے اس لحاظ سے خطرے کی گھنٹی بھی ہے کہ اگر زمین کا درجہ حرارت بڑھنے پر یہ برفیں پگھل کر ان بیکٹیریا کو آزاد کر دیں تو انسانیت کے لئے ان سے بچنا بڑا چیلنج ہوگا۔

(Front. Microbiol., 17 February 2026)

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

چک 88 میں احمدیوں کی اجتماعی رہائش گاہ

جرمنی میں احمدیوں کی آمد کا سلسلہ جاری تھا اور ان کے لئے رہائش گاہوں کی تلاش سب سے بڑا چیلنج تھا۔ ایک تیسری بلڈنگ جو ہجرت کرنے والے احمدیوں کے لئے پناہ گاہ بنی وہ Sachsenhausen میں بلڈنگ نمبر 88 تھی جو اس قدر مشہور ہوئی کہ عرفِ عام میں اسے چک 88 کے نام سے پکارا جانے لگا۔ اس چار منزلہ بلڈنگ کے فلیٹس میں احمدیوں کا داخلہ کس طرح ممکن ہوا اس کا ذکر نہ کرنا بھی احسان فراموشی ہو گی۔ اس بلڈنگ میں دو احمدی نوجوان (مکرم چوہدری عبدالحمید بھلر صاحب اور مکرم چوہدری عطاء اللہ سیال صاحب) جو جولائی 1973ء میں جرمنی آئے تھے رہائش پذیر تھے۔ وہاں کراچی کے ایک دوست مکرم رفیع زماں صاحب اپنی جرمن بیگم کے ساتھ رہتے تھے۔ ان کا تعلق اسمٰعیلی فرقہ سے تھا۔ اس بلڈنگ کے ہاؤس ماسٹر ہونے کے ناطے مشکل وقت میں وہ پاکستانیوں کے کام آتے۔ دونوں احمدی دوستوں نے مکرم رفیع زمان صاحب کو راضی کر لیا کہ نئے آنے والے احمدی اس بلڈنگ میں سماتے رہیں۔ چنانچہ ایک ایک کمرے میں اتنے احمدی رہائش پذیر ہوئے کہ بعض اوقات کمرے کا دروازہ کھولنا مشکل ہو جاتا۔ احمدیوں نے ان کے اس احسان کو یاد رکھا اور احمدیوں کی اکثریت نے ان کو پاکستانی ایسوسی ایشن جرمنی کا صدر منتخب کروا دیا۔ مکرم رفیع زماں صاحب جوانی میں ہی وفات پا گئے۔ میں نے ان کو تعصب سے پاک اور انتہائی ہمدرد انسان پایا۔ انہوں نے پاکستانی ایسوسی ایشن کی طرف سے کارواں نام سے رسالہ جاری کیا اور میرے برادر اکبر مرحوم سلمان احمد خان صاحب کو کارواں کا پہلا مدیر مقرر کیا۔ میری دعا ہے کہ اللہ رفیع زماں صاحب کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے، آمین۔

جو نئے لوگ اس بلڈنگ میں آتے ان کی خدمت کا بار مکرم چوہدری عطاء اللہ سیال صاحب اور مکرم چوہدری عبدالحمید بھلر صاحب نے نہایت خوش دلی سے اٹھایا۔ اب تو عطاء اللہ سیال صاحب بھی مرحوم ہو گئے۔ زمیندارانہ تمدّن رکھتے تھے لیکن بہت دریادل تھے۔ ان کے والد مکرم چوہدری شاہ محمد سیال صاحب کزن تھے حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے۔ جبکہ چوہدری عبدالحمید بھلر صاحب، حضرت چوہدری فتح محمد سیال صاحب کے ماموں کے بیٹے اور چوہدری فتح محمد صاحب سابق نائب امیر لاہور کے چچازاد بھائی ہیں۔ مکرم عبدالحمید بھلر صاحب آج کل Bad Soden جماعت کے ممبر ہیں۔ ان کے والد مکرم چوہدری رحمت علی بھلر صاحب قصور کے اہم زمیندار اور مخلص احمدی تھے۔ چک 88 کے نام سے مشہور ہونے والی اس بلڈنگ میں آنے والوں کا بازو بننے والوں میں مکرم خواجہ ادریس احمد صاحب، مکرم سخاوت احمد صاحب، مکرم مسرور احمد باجوہ صاحب، مکرم طاہر محمود کاہلوں صاحب، مکرم منور احمد باجوہ صاحب کے نام اب بھی ذہن میں محفوظ ہیں۔

اسائلم کی درخواست کا طریق کار

اس زمانہ یعنی 1975ء میں اسائلم کا صرف ایک مرکزی دفتر تھا جو نیورن برگ کے قریب Zirndorf میں تھا۔ مرکزی دفتر اب بھی وہاں ہی ہے لیکن ساتھ ہر صوبہ میں یہ نظام Bundesamt für Asyl und Migration کے نام سے کام کر رہا ہے۔ 1975ء میں فرانکفرٹ وہ واحد شہر تھا جہاں کا Auslanderbehörde (غیر ملکیوں کو ویزا جاری کرنے کا دفتر) اسائلم کی درخواست پر رہائش کا ویزا جاری کر دیتا تھا۔ دوسرے شہروں کی انتظامیہ Zirndorf کی راہ دکھا دیتی تھی۔ وہاں کچھ عرصہ اسائلم کیمپ میں رہنا پڑتا، اس دوران اس کی مستقل ٹرانسفر کا فیصلہ ہوتا۔ پھر جس شہر اس کو بھجوایا جاتا وہاں کی انتظامیہ اس کو ویزا جاری کرنے، رہائش اور خوراک کی ذمہ دار ٹھہرتی۔ فرانکفرٹ وہ واحد شہر تھا جہاں ویزا پاسپورٹ پر لگتا۔ باقی تمام جرمنی میں سرکاری چھپے کاغذ پر ویزا جاری کیا جاتا جس پر ملک سے باہر جانے کی اجازت نہیں تھی۔ جلد ہی ویزا جاری کرتے وقت متعلقہ محکمہ پاسپورٹ اپنے پاس رکھنے لگا۔ پھر پورے ملک کی بجائے ضلع (Landkreise) کا ویزا جاری ہونے لگا۔ اپنے ضلع سے باہر پکڑے جانے کی صورت میں جرمانہ کیا جاتا۔ بعض شہروں میں پولیس ایف آئی آر (Anzeige) درج کرتی اور عدالت میں پیشی بھگتنی پڑتی۔ اس صورت میں عدالت جرمانہ کا فیصلہ کرتی۔ وقت کے ساتھ ساتھ سختیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔ وہ وقت بھی آیا کہ اجتماعات اور جلسہ سالانہ کے موقع پر مرکز سے انعقاد کا کنفرمیشن خط جاری کیا جاتا جو دکھا کر احباب اجازت لے کر متعلقہ تقریب میں شامل ہوتے۔ ان دنوں تین رستوں سے احباب جرمنی آ رہے تھے۔ جب تک جرمنی پاکستانی پاسپورٹ کے لئے ویزا فری کنٹری رہا سب سے محفوظ راستہ یہی تصوّر کیا جاتا رہا۔ اس کے علاوہ سیکنڈے نیوین ممالک سے آنے والے ہیمبرگ کے مشن ہاؤس میں آ کر ٹھہرتے جہاں مکرم ملک منصور احمد عمر صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ لوگوں کی ہمت بندھواتے اور ان کو نیورن برگ روانہ کرتے۔ جن لوگوں نے پہلا قدم ہیمبرگ

کی سرزمین پر رکھا ان کی اکثریت کو Zirndorf نے واپس ہیمبرگ بھجوا دیا۔ ایک تیسرا راستہ مشرقی برلن سے مغربی برلن میں داخل ہونے کا تھا۔ جس میں برلن سے Zirndorf جانے اور پھر وہاں سے اصل جگہ ٹرانسفر ہونے میں بہت عرصہ لگتا جس سے لوگ تنگ پڑ جاتے۔ اس ساری کارروائی کے دوران فرانکفرٹ مشن کو مرکزی حیثیت حاصل رہی اور ہر جگہ کے لوگ فرانکفرٹ مشن سے رابطہ میں رہتے۔ جب فرانکفرٹ شہر کی انتظامیہ نے محسوس کیا کہ یہاں رش بڑھ رہا ہے تو انہوں نے بھی لوگوں کو Zirndorf بھیجنا شروع کر دیا جہاں سے لوگ پورے جرمنی میں بھجوائے جاتے تھے۔ اس طرح ملک کے طول و عرض میں احمدی گھرانے آباد ہونے لگے۔

مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب کی آمد

ابھی فرانکفرٹ میں لوگوں کی آمد جاری تھی کہ اچانک مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب عارضی قیام کے لئے فرانکفرٹ تشریف لے آئے۔ ان کی تقرری بطور مشنری نیویارک کے لئے ہوئی تھی۔ پاکستان میں جماعتی حالات کو دیکھتے ہوئے کہ کہیں NOC ملنے میں دشواری کا سامنا نہ کرنا پڑے امریکن ویزا کا جرمنی میں انتظار کرنا زیادہ مناسب خیال کیا گیا۔ اب یہاں ان کے پاس کوئی آفیشل ڈیوٹی تو تھی نہیں۔ انہوں نے فرانکفرٹ اترنے والے مہاجرین کی مدد کرنے کی ٹھان لی۔ ان کی جرمن زبان میں مہارت کا بہت فائدہ ہوا۔ وہ ہر ضرورت مند کی ترجمانی کرنے کے لئے ساتھ چل پڑتے۔ پولیس کا محکمہ ہو، روزگار کی اجازت دینے کا دفتر، وکیل غرض ان کے شب و روز اس کام کے لئے وقف تھے۔ پردیس میں اجنبی ماحول میں مکرم مسعود جہلمی صاحب کی موجودگی ایک خدائی مدد ثابت ہوئی۔ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب اسائلم اور دفتری امور میں مصروف تھے تو مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب فیلڈ میں لوگوں کے ہم قدم بنے ہوئے تھے۔

جرمنی میں مہاجرین کی آمد سے پہلے سے موجود چند احمدی ان دو سینئر تجربہ کار مبلغین کی راہنمائی میں ڈیوٹیاں دینے کی توفیق پا رہے تھے۔ ابھی تک نہ تو عدالتوں میں تاریخیں پڑنا شروع ہوئی تھیں اور نہ ہی لوگ اس کیفیت سے گزرنے کے احساس سے واقف تھے۔ جرمنی میں اپنے اس عارضی قیام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم جہلمی صاحب نے اپنے پرانے جرمن تعلق داروں سے ملاقاتیں کر کے تعلقات کو از سر نو تازہ کیا جس کے فوائد کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب چند ماہ کے قیام کے بعد امریکہ سدھار گئے لیکن قدرت نے ان سے احمدیوں کی جرمنی میں آبادکاری کے حوالہ سے جو فیصلہ کر رکھا تھا اس کا عملی اظہار چند سال بعد ان کے بطور مشنری انچارج جرمنی میں تقرر کے بعد دیکھنے کو ملا اور بلاشبہ اس کام کی تکمیل میں انہوں نے جان کی بازی لگا دی جس کی تفصیل اسی مضمون میں اپنے وقت پر ضبطِ تحریر میں آئے گی۔

Bundesamt میں بیان

جن احمدیوں کے جرمنی میں قیام کے ابتدائی ویزے لگ جاتے وہ روزگار کی تلاش میں سرگرداں ہو جاتے۔ سب ہی لوگ اس گھڑی سے ناواقف تھے جو امتحان بن کر ان کے سروں پر منڈلانے والی تھی۔ ابھی جرمنی میں چند ماہ گزرے تھے کہ Zirndorf میں موجود اسائلم کے مرکزی دفتر Bundesamt سے روز کی بنیاد پر بلاوے آنے شروع ہو گئے جہاں کورٹ میں سنگل جج بیان ریکارڈ کرتا اور ان وجوہات تک رسائی حاصل کرتا جو اسائلم کے لئے درخواست کا موجب بنیں۔ پھر دیئے گئے بیان پر جرح کرتے وقت دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کرنے کی کوشش کرتا۔ جن کی باری شروع میں آئی ان کے بیانات میں گھبراہٹ کا عنصر شامل تھا البتہ جلد ہی لوگوں پر واضح ہو گیا کہ بیان کیا اور کس ترتیب سے دینا ہے اور ان کے بیان پر ہونے والی جرح کے جواب میں کیا طریق اختیار کرنا ہے۔ اس طریق کار سے گزرتے وقت لوگوں کو سمجھ آئی کہ دراصل ہم نے کس بھٹی میں قدم رکھا ہے۔ جب یہاں سے سلامت نکل آئے تو پھر روشن مستقبل کی امید کی جا سکتی ہے۔ اب تک جرمنی میں اسائلم کے قانون کا استعمال سیاسی بنیادوں پر ہو رہا تھا۔ جبکہ احمدیوں کے اسائلم کی بنیاد مذہبی تفریق اور اس کے نتیجہ میں پہنچنے والے جانی، مالی، معاشی اور تعلیمی نقصان پر تھی۔ جس کی مذہب سے لگاؤ نہ رکھنے والے انسان کے لئے کوئی اہمیت نہ تھی۔ جو لوگ Bundesamt میں بیان دے کر آرہے تھے ان میں اکثریت جج کے رویہ اور خصوصاً بیان پر کی جانے والی جرح سے نالاں تھی۔ اس سے ہجرت پر مجبور بے سروسامان مہاجرین کا پریشان ہو جانا ایک فطری عمل تھا۔ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب اپنی جگہ پریشان تھے کہ اگر اسائلم کی درخواست مسترد ہونی شروع ہو گئیں تو اس صورت کا مقابلہ کس طرح کرنا ہے۔ بیان کی غرض سے Zirndorf جانے والا ہر احمدی مکرم انوری صاحب کو دعا کے لئے کہہ کر رخصت ہوتا۔ نور مسجد میں سرِ شام یار دوست سر جوڑ کر بیٹھ جاتے اور اپنے احمدی بھائی کو دلاسہ دینے کے ساتھ ساتھ پروٹوکول کی تیاری بھی کرواتے۔ ان دنوں نور مسجد میں کیے جانے والے سجدوں سے اٹھنے والی آہ و بکا کی فلم کبھی ذہن کے پردے پر چلنی شروع ہو جائے تو آج کی جرمن جماعت پر خدا کی طرف سے نازل ہونے والے فضلوں سے موازنہ کروں تو ہستی باری تعالیٰ اور قبولیتِ دعا پر یقین اَور مستحکم ہو جاتا ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

بقیہ از صفحہ 48

آپ کا تعلق سیالکوٹ سے تھا۔ بہت نیک فطرت اور محبّت کرنے والے تھے۔ والدین کے خدمت گزار اور تمام رشتہ داروں سے شفقت کرنے والے تھے۔ غرباء کی مالی امداد میں پیش پیش رہتے تھے۔ تقریباً 48 سال کویت میں مقیم رہے۔ گزشتہ چھ سال سے اپنے بچوں کے پاس جرمنی میں مقیم تھے۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم طاہر احمد صاحب جماعت Hilden کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ 13 فروری کو مسجد مریم Mülheim an der Ruhr میں مکرم شاہد احمد بٹ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ 19 فروری کو Friedhof Lindenheide میں تدفین ہوئی جس سے قبل مکرم وسیم احمد سجاد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔

(سمیر عزیز، Hilden)

لکسمبرگ اور چیک ریپبلک کے تبلیغی دورے

(مکرم منور علی شاہد صاحب)

مجلس انصاراللہ جرمنی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی مرتبہ یورپ کے دو ممالک چیک ریپبلک اور لکسمبرگ میں تبلیغی وفود بھیجنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مکرم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل پائی جنہوں نے باہمی مشاورت سے ایک جامع سکیم تیار کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں منظوری کے لئے پیش کی۔ منظوری ملنے کے بعد متعلقہ ممالک کی جماعتی قیادت اور مربیان سلسلہ سے مقامی قوانین، حالات اور ضروری اجازتوں کے بارے میں رہنمائی حاصل کی گئی۔ ان میں مکرم کاشف جنجوعہ صاحب مربی سلسلہ چیک ریپبلک، مکرم Khalid Larget صاحب صدر جماعت لکسمبرگ، مکرم ظفراللہ سلام صاحب مربی سلسلہ اور مکرم توصیف احمد صاحب مربی سلسلہ لکسمبرگ شامل ہیں۔

مقامی زبانوں میں پوسٹرز اور مواد کے تراجم کروائے گئے اور تبلیغی سرگرمیوں کے لئے شہروں کا انتخاب کیا گیا۔ ان تبلیغی دوروں کے دوران مجموعی طور پر 99 انصار نے شرکت کی اور 23 گاڑیاں استعمال کی گئیں۔ سات ہزار سے زائد فلائرز تقسیم کئے گئے نیز مختلف کتب بھی تقسیم کی گئیں جن میں اسلامی اصول کی فلاسفی، The World Crisis and Pathway to peace، اور Prophet Muhammad تصانیف شامل تھیں۔ سوشل میڈیا ٹیمیں بھی متحرک رہیں اور دوروں کی سرگرمیوں کو باقاعدگی سے آن لائن شیئر کیا جاتا رہا۔

چیک ریپبلک میں تبلیغی دورے ستمبر اور نومبر 2025ء میں دو مرحلوں میں منعقد ہوئے۔ پہلے دورہ میں Pilzen, Karlsbad, Teplice جبکہ دوسرے دورہ میں Karlsbad, Teplice میں تبلیغی اسٹالز لگائے گئے۔ وفود کے اراکین جرمنی کے مختلف علاقوں سے منتخب کیے گئے تھے۔ روانگی سے قبل تمام اراکین بیت الواحد ہاناؤ میں جمع ہوئے اور دعا کے ساتھ قافلہ روانہ ہوا۔ چیک ریپبلک میں مقررہ مقامات پر بینرز اور اسٹالز لگا کر صبح سے شام تک تبلیغی سرگرمیاں جاری رہیں۔ سینکڑوں افراد نے اسٹالز کا دورہ کیا، تصاویر اور ویڈیوز بنائیں اور جماعت کا تعارف حاصل کیا۔ ہزاروں فلائرز تقسیم ہوئے اور درجنوں افراد سے انفرادی گفتگو کے مواقع میسر آئے۔ مکرم کاشف جنجوعہ صاحب مربی سلسلہ اور ایک خادم مکرم عطاء صاحب نے اس سلسلہ میں خصوصی تعاون کیا۔

لکسمبرگ میں پہلا تبلیغی دورہ ستمبر 2025ء میں کیا گیا جو دو دن پر مشتمل تھا جبکہ دوسرا دورہ اکتوبر میں ایک دن کا رکھا گیا۔ پہلے دورے میں مختلف شہروں میں اسٹالز لگائے گئے جبکہ دوسرے دورے میں لکسمبرگ سٹی کے دو مقامات پر تبلیغی سرگرمیاں انجام دی گئیں۔ ان وفود کے اراکین کا انتخاب جرمنی کے علاقہ رائن لینڈ فالس کی مجالس سے کیا گیا۔ رہائش کا انتظام وٹلش کی مسجد میں تھا۔ لکسمبرگ کے دوروں میں 72 انصار نے شرکت کی اور 17 گاڑیاں استعمال ہوئیں۔ پانچ ہزار سے زائد فلائرز تقسیم کئے گئے اور مختلف علاقوں میں لٹریچر کے ذریعے اسلام کا پرامن پیغام پہنچایا گیا۔ مجموعی طور پر یہ دونوں تبلیغی دورے نہایت کامیاب رہے۔ مقامی عوام کا ردعمل مثبت اور حوصلہ افزا تھا جبکہ حکومتی تعاون بھی مثالی رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مساعی کو قبول فرمائے اور آئندہ بھی ایسے بابرکت مواقع عطا فرماتا رہے، آمین۔

بقیہ از صفحہ 42

اور انگولا کے اعزازی قونصل سمیت مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے 65 معزز مہمانوں نے شرکت کی۔ مکرم نیشنل امیر صاحب بھی تقریب میں شامل ہوئے۔ نظامت کے فرائض مکرم فضل احمد کھوکھر صاحب سیکرٹری امور خارجہ نے ادا کیے۔ تقریب کا آغاز مکرم فرحان مسرور صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت اور جرمن ترجمہ سے کیا۔ بعدازاں ایک ویڈیو کے ذریعہ جماعت کا تعارف اور مختلف خدمات وفلاحی سرگرمیوں سے مہمانوں کو آگاہی دی گئی۔ مکرم حسیب احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ کی مختصر تقریر کے بعد درج ذیل مہمانان نے اظہار خیال کیا۔

Maryam Blumenthal سینیٹر برائے سائنس ہمبرگ، ڈاکٹر ٹِل اسٹیفن رکن جرمن پارلیمنٹ (گرین پارٹی)، Christian Zierau ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریٹر Eimsbüttel، جناب ڈیٹرش ویرزخ رکن ہمبرگ پارلیمنٹ (سی ڈی یو)۔

آخر پر مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے دور حاضر کی سنگین عالمی صورتحال کا ذکر کرتے ہوئے قیام امن کے لئے جرمنی کی خاص اخلاقی ذمہ داری کا ذکر کیا۔ دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

منہائیم

16 فروری کو مسجد احسان منہائیم میں استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی جس میں 55 افراد نے شرکت کی۔ ان میں 18 بیرونی مہمان شامل تھے۔ مہمانوں میں منہائیم شہر کے میئر Thorsten Riehle، Elke Zimmer جو صوبہ باڈن ورٹمبرگ کی ریاستی پارلیمان کی رکن اور وزارتِ ٹرانسپورٹ میں اسٹیٹ سیکرٹری ہیں شامل تھے۔ مزید برآں سیاسی وسماجی شعبوں سے تعلق رکھنے والی دیگر شخصیات نے بھی شرکت کی۔ باڈن ورٹمبرگ میں آئندہ ریاستی انتخابات قریب ہیں چنانچہ اہم سیاسی امور، ریاستی سطح کے مسائل اور علاقائی موضوعات پر بھی گفتگو ہوئی۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

عزیزم رؤوف احمد صاحب

خاکسار کا بیٹا عزیزم رؤوف احمد (جماعت Waiblingen) یکم جنوری 2026ء کو بعمر 34 سال بقضائے الٰہی وفات پا گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون

عزیزم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت نجابت علی خان صاحبؓ صحابی کے ذریعہ ہوا، جو آپ کے پڑدادا تھے۔ آپ پیدائشی طور پر عارضہ قلب میں مبتلا تھے لیکن کبھی کسی قسم کا شکوہ نہیں کیا اور ہمیشہ بیماری کا صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کیا۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ جماعتی پروگرامز میں خود بھی حصہ لیتے اور اپنے بہن بھائیوں کو بھی علمی اور ورزشی مقابلہ جات کے لیے بھرپور تیاری کرواتے۔ بڑے خوش اخلاق، زندہ دل، ملنسار، مہمان نواز، انسانی ہمدردی کے جذبہ سے سرشار نوجوان تھے۔ خلافت سے بہت پیار کا تعلق تھا۔ آپ کا مالی قربانی کا معیار اچھا تھا اور چندہ جات باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔ آپ نے مجلس خدام الاحمدیہ میں بطور منتظم تجنید خدمت کی توفیق پائی۔ 2014ء سے جرمنی میں مقیم تھے۔

عزیزم نے پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بھائی اور دو بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 5 جنوری کو مکرم شارق افتخار صاحب مربی سلسلہ نے قبرستان Winnenden میں پڑھائی اور وہیں جنازہ کے بعد تدفین ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی ازراہ شفقت 11 فروری کو مسجد مبارک (اسلام آباد) میں نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ (محفوظ احمد، Waiblingen)

مکرم عبدالشکور ناصر صاحب

خاکسار کے والد مکرم عبدالشکور ناصر صاحب ابن مکرم عبدالمنان انور صاحب آف کنری 29 جنوری 2026ء کو بعمر 65 سال وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کا خلفائے کرام کے ساتھ بہت پیار اور وفا کا تعلق تھا۔ 1991ء میں ہجرت کر کے جرمنی آئے اور اس کے بعد سے جماعتی خدمت میں مشغول رہے۔ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم کے ساتھ بطور ڈرائیور خدمت کی توفیق پاتے رہے۔ بیت الشکور ناصر باغ کی تعمیر کے دوران وقار عمل میں دن رات بے نفسی سے مصروف رہے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ مرحوم کچھ سال کبابیر رہنے کے بعد ڈیڑھ سال قبل یوکے آئے جہاں خدمت دین میں مصروف رہے۔ اسی دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں وقف زندگی کی درخواست کی جس کے بعد ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تحت افریقہ میں خدمت کی توفیق پائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ان کی بیوہ اور ایک بیٹی کبابیر میں جبکہ باقی اولاد جرمنی میں ہے۔ آپ کی نماز جنازہ 1 فروری کو بیت السبوح میں ادا کی گئی اور 3 فروری کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔ (عبدالاول، ویزبادن)

عزیزم رمیض احمد صاحب

خاکسار کا جواں سالہ بیٹا مکرم رمیض احمد صاحب ابن مکرم منیر احمد خان صاحب (فرانکفورٹ) مورخہ 13 فروری 2026ء کو بعمر 27 سال ایک قاتلانہ حملہ کے نتیجہ میں وفات پا گیا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مکرم رشید احمد اٹھوال صاحب (دارالیمن غربی ربوہ) کے پوتے اور مکرم عبدالواحد صاحب کے نواسے تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ 1913ء میں اُس وقت ہوا جب مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ایک مناظرہ سے فرار کے نتیجہ میں سارا اٹھوال گاؤں احمدی ہو گیا تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 467)

مرحوم بہت خوش مزاج اور اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ ہر شخص سے بہت احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ وفات سے چند روز قبل ہی اپنے اہل خانہ سے رمضان کی آمد پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ حضور انور کے دورہ جرمنی کے دوران بیت السبوح میں بہت شوق سے ڈیوٹی دیا کرتے۔

آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ والدین اور ایک بہن اور ایک بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ 18 فروری کو بیت السبوح میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی جس میں کثیر تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ 19 فروری کو Südfriedhof فرانکفرٹ میں تدفین ہوئی۔ (منیر احمد، روڈل ہائیم فرانکفرٹ)

محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ سلیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم فضل قادر صاحب 13 فروری کو بعمر 83 سال وفات پا گئیں، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ چوہدری خیر الدین صاحب اور حضرت سلطان بی بی صاحبہؓ کی پوتی تھیں۔ بہت نیک، ملنسار اور منکسر المزاج خاتون تھیں۔ غرباء کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ رمضان کے دوران روزوں اور اعتکاف کا بھی خصوصی اہتمام کرتیں۔

آپ موصیہ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ تین بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم فضل الٰہی عارف صاحب مربی سلسلہ کی ہمشیرہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 15 فروری کو مسجد عزیز ریڈ شٹڈ میں ادا کی گئی۔ بعد ازاں تدفین کے لیے ربوہ لے جایا گیا جہاں 18 فروری کو مسجد مبارک میں نماز جنازہ کے بعد بہشتی مقبرہ دارالفضل میں تدفین ہوئی۔

(ارشاد احمد چودھری، Goddelau-Nord)

مکرم عبدالمنان عزیز صاحب

خاکسار کے والد مکرم عبدالمنان عزیز صاحب ابن مکرم بابو غلام نبی عزیز صاحب ریٹائرڈ پوسٹ ماسٹر مورخہ 6 فروری 2026ء کو بعمر 86 سال ہلڈن میں وفات پا گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

باقی صفحہ 46 پر

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

جرمنی کے مشرقی شہر ایرفورٹ (Erfurt) میں تعمیر ہونے والی پہلی احمدیہ مسجد محمود کا افتتاح 13 فروری 2026ء کو امیر جماعت احمدیہ جرمنی مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے کیا۔ تفصیلی رپورٹ آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

مختلف جماعتوں میں سالِ نو کے آغاز پر تقاریب کے مناظر

Ginsheim Gustavsburg

Freiburg

Offenbach

Florstadt

Monthly
Germany
AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 27 | ISSUE 3 | MARCH 2026

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de